امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند

مفتی اعظم ہند کی کرامات

تالیف

شاعر اسلام
حضرت راز الہ آبادی

مکتبہ اشرفیہ
بازار مسجد مہاجرین
مرید کے ضلع شیخوپورہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ
کے فرزند ارجمند

مفتی اعظم ہند کی کرامات

تالیف

شاعر اسلام حضرت راز الہ آبادی

ناشر
مکتبہ اشرفیہ
بازار مسجد مہاجرین مریدکے ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: مفتیٔ اعظم ہند کی کرامات

مؤلف: شاعر اسلام حضرت راز الہ آبادی علیہ الرحمۃ

ناشرین: جناب محمود احمد حافظ قصوری

پروفیسر حافظ محمد مسعود اشرف قصوری ایم۔اے

اشاعت اوّل: ۲۰۱۳ء/۱۴۳۴ھ

ہدیہ: =/160 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- ☆ شبیر برادرز، 40 اُردو بازار لاہور
- ☆ نظامیہ کتاب گھر، اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ شمس و قمر، بھاٹی چوک لاہور،
- ☆ نعیمیہ بک سٹال، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
- ☆ کرمانوالہ بک شاپ، دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ بہار شریعت، دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ **مکتبہ اشرفیہ**، مریدکے ضلع شیخوپورہ

مکتبہ اشرفیہ مرید کے

۱۹۷۲ء کی بات ہے جب مجھے پہلی بار حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، مدینہ منورہ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد قطب مدینہ الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنی شفقت و نوازش سے بہرہ مند کیا۔ پھر مسلسل ایک ماہ چار روز تک آپ کی منعقدہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مہمانانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کے لئے حاضر رہا۔

دنیائے اسلام کے علماء و مشائخ تشریف فرما ہوتے ان کی زیارت سے بھی باریابی کا شرف حاصل رہا، آپ کی خدمت میں پاک و ہند کے اہل قلم اپنی تصانیف کے نذرانے بھی پیش کرتے، علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی بین الاقوامی سطح پر مشہور و مقبول تصنیف ''زلزلہ'' اور ''علامہ راز الہ آبادی'' کی کتاب ''مفتی اعظم ہند کی کرامات'' آپ کے مسند مبارک پر دیکھیں، اجازت لے کر کتاب ''زلزلہ'' تو قلم بند کی اور کرامات مفتی اعظم ہند کے مصنف کے نام مدینہ طیبہ سے ہندوستان مبارک بادی کا خط ارسال کیا جو موصوف نے دوسرے ایڈیشن میں شامل اشاعت کیا جسے آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ''زلزلہ'' علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ، نے پاکستان میں پہلی بار شائع کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔

اب اس کتاب مستطاب کو مکتبہ اشرفیہ مرید کے، کی طرف سے خوبصورت انداز میں شائع کیا جا رہا ہے تا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے نامور شہزادے مفتی اعظم ہند کا بارگاہِ اُلوہیت و رسالت میں محبوبیت و مقبولیت کا مقام

اہل محبت پر مزید واضح ہو جائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ اپنے حبیب کریم کے توسّل سے مکتبہ اشرفیہ کی دینی اشاعتی سرگرمیوں کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بجاہِ سیدنا و مولانا طٰہٰ و یٰس
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم

دعا گو:

محمد منشا تابش قصوری، مریدکے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

۴ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ / ۱۵ فروری ۲۰۱۳ء جمعۃ المبارک

نشانِ منزل

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

حضرت امام عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ نزھۃ المجالس کے تمہیدی کلمات رقم فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت علماء کرام بیان کرتے ہیں کہ ان سے حکایات الصالحین کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ''ان کا سننا، سنانا، پھیلانا کیسا ہے؟'' توانہوں نے جواباً فرمایا:

هِيَ جُنْدٌ مِّنْ جُنُودِ اللّٰهِ وہ تو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ جن سے عقیدت مندوں کے احوال درست ہوتے ہیں اور عارفین کے اسرار زندہ رہتے ہیں اور عشاق و محبین کے دلوں میں ذوق اور مشتاقوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے دلیل طلب کی گئی تو وہاں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس پر قوی دلیل ہے۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ٥ (الآیۃ) (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ ھود:۔)

اے محبوب! ہم تمام رسل کے واقعات سے آپ کو آگاہ فرمائیں گے جن سے آپ کا دل مضبوط و مستحکم کریں گے (یعنی ان واقعات سے تمہارا دل خوشی سے تسکین پائے گا) مزید فرمایا اور مجھے سید عالم، مخبر صادق نبی مکرم ﷺ کے اس ارشاد سے بڑی محبت ہے ''اذکروا الصالحین یبارک علیکم'' اولیاء کرام کا ذکر کیا کریں اس سے تمہارے لئے برکات نازل ہونگی۔

نیز رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں ''عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ'' صالحین کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ پس ایسے بیانات سے مجھے انبیاء و رسل علیہم السلام، اولیاء کرام، صالحین اور عارفین کے حالات و واقعات، شب و روز کے معمولات و عبادات جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا تا کہ میں ایسے عمدہ و نفیس ترین لطائف و حکمت و فوائد، پند و نصائح پیش کروں جن سے لوگ صراط مستقیم پر مستحکم ہوں۔ زینت المحافل ترجمہ نزھۃ المجالس جلد اول صفحہ ۲۹۔۳۰

ولایت ☆: ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص بندوں کے لئے خصوصی انعام ہے۔ جنہیں وہ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے انہیں نعمت ولایت سے ممتاز فرماتا ہے۔

چنانچہ اسی کا ارشاد والا شان ہے۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ پارہ نمبر ۱ سورۃ بقرہ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے اسے خصوصیت سے نوازدیتا ہے۔ نیز فرمایا اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ٥ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران

بیشک فضیلتیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

واضح رہے کہ ولایت کسبی بھی ہوتی ہے اور وہبی بھی، یعنی یہ انعام کسب اور مجاہدے سے بھی عطا فرماتا ہے اور کسی کو بلا محنت و

مشقت اور ریاضت، بہرہ مند کر دیتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ٥

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ)

اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جسے چاہتا ہے اور مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اسے جو اس کی طرف متوجہ ہو۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ ولایت وہبی بھی ہے اور کسبی بھی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے یہی دو راستے ہیں۔ جنہیں جذب اور سلوک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو ولایت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور جذب کا نتیجہ ہو وہ عطائی یا وہبی کہلاتی ہے اور جو ولایت کسب ریاضت و مجاہدات، توبہ و انابت اور سلوک سے میسر ہو اسے کسبی کہا جاتا ہے۔ تاہم کسب بھی اس کی رحمت و فضل کے بغیر ممکن نہیں۔

کرامات ☆: کرامات اولیاء کرام حق ہیں جیسے انبیاء و رسل کے معجزات حق ہیں۔ اور کرامات پر قرآن و سنت ناطق ہیں۔ درحقیقت ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ اور اب یہ سلسلہ سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے ساتھ مختص ہے۔ اور وہ بھی صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کے ساتھ، کیونکہ اس کے علاوہ کسی اور فرقے کا عقیدہ نظریہ ہی نہیں، نہ وہ اولیائے کرام کو مانتے ہیں اور نہ ہی ان کی کرامات کے قائل ہیں۔ خیال رہے معجزات انبیاء کرام سے مختص، کرامات، اولیاء کرام کے ساتھ اور اگر غیر مسلم سے خرق عادات کسی حیران کن بات کا ظہور ہو تو اسے استدراج کہا گیا ہے۔ لہٰذا بھی کسی غیر سنی یا غیر مسلم سے خرق عادات کسی چیز کا ظہور ہو تو اسے استدراج پر ہی محمول کیا جائے گا اسے کرامت سے تعبیر کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے ویسی ہی کرامت ولی سے صدور پذیر ہو سکتی ہے اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ قرآن پاک نے اولیاء کی شان میں فرمایا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ النساء، پارہ ۵)

ترجمہ ☆: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

التاریخ //۱۳۹ الموافق //۱۹۷م

دربار رسول اکرم ﷺ میں کتاب حضور مفتی اعظم ہند کی رسائی

یہ ایک خط جس کی نقل آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یہ خط مدینہ طیبہ سے حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری نے بھیج کر مجھے نوازا۔ اس خط پر میں جس قدر فخر کروں وہ کم ہے۔ اس سے بڑی کیا سعادت اور خوش نصیبی ہوگی کہ دربار حبیب ﷺ میں علمائے کرام نے اس تصنیف کا مطالعہ فرمایا اور سرکار دو عالم ﷺ میں اس کی قبولیت کے لیے دعا فرمائی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا ....راز آلہ آبادی

مکتوب مدینہ منورہ

محترم المقام شاعر الاسلام جناب حضرت راز صاحب قادری رضوی مصطفوی زید مجدہٗ سلام و رحمت تاجدار دو عالم نور مجسم شفیع معظم جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہے۔ آج بعد نماز مغرب ۲۱ دسمبر ۱۹۷۲ بروز جمعرات مواجہ شریف میں حاضری کے بعد حضرت شیخ السلام والمسلمین عاشق محبوب رب العالمین قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی خلیفہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ محفلِ میلاد میں بندہ کو بھی ارشاد ہوا کہ کچھ سنایئے۔ یاد گاہِ رسالت مآب میں پیش کیا ہوا استغاثہ پڑھنا شروع کیا۔ تو محفل قابل دید تھی۔

میرا مسکن مدینہ ہو، مرا مدفن مدینہ ہو

میرا سینہ مدینہ ہی بنادو یا رسول اللہ ﷺ

اختتام محفل پر حضرت موصوف کی دائیں طرف آپ کی تازہ ترتیب (کتاب) حضور مفتی اعظم ہند کی کرامات نظر نواز ہوئی۔ اجازت سے کتاب حاصل کی اور اسی وقت مواجہ شریف یعنی رسول اکرم ﷺ کے دربار میں مزارِ مقدس پر گنبد خضرا میں حاضر ہوا منظوری و مقبولیت کے لیے آپ کی ترتیب یعنی تصنیف کو بارگاہ سید عالم ﷺ میں پیش کیا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند کا سایہ عاطفت سواد اعظم پر تادیر قائم رہنے کی التجائیں کی۔

جب اپنے مکان پر آیا تو آپ کی بلند پایہ ترتیب و تالیف کو پڑھنا شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں فرصت کے لمحات کہاں صلوٰۃ و السلام، تلاوتِ قرآن، ختم دلائل الخیرات اور دیگر معاملات کے علاوہ بخاری شریف کا پڑھنا۔ خیال رہے کہ مدینہ شریف میں اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چبوترے کے سامنے آٹھ ہم جماعت ساتھیوں نے مدینہ طیبہ کی طالب علمی کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے مولانا علامہ الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب قبلہ قادری سے بخاری شریف کا درس لینا شروع کیا ہے ان تمام مشاغل حسنہ کے باوجود آپ کی گرانقدر ترتیب کو راتوں رات اول سے آخر تک پڑھا۔ خوب اور محبوب پایا۔ پیاس نہ بجھی اور نہ بجھنی چاہیے تھی۔ محترمی رازؔ صاحب اب آپ رازؔ نہیں رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کی کرامات کے تمام راز فاش کر دیا۔ اس مبارک و مقدس ترتیب پر ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوا چند باتیں عرض گزار ہوں اگر ہوسکے تو آئندہ ایڈیشن میں خاندان رضویہ کا مختصر تعارف اور حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ مدظلہ العالیہ کی کرامات کے ساتھ ساتھ آپ کی

مقدس زندگی کے دیگر واقعات وحالات قلمبند فرمائیں۔

اختصار پیش نظر اجازت چاہتا ہوں، بعد نماز فجر حضور ﷺ کے دربار پرنور میں حاضر ہوکر آپ کے لیے حج کعبہ و زیارت دربار محبوب خدا ﷺ کے لیے دعا کر چکا ہوں۔ خدا کرے آئندہ سال مجھے دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب ہو اور آپ کی مدینہ طیبہ میں زیارت کر سکوں۔ آستانہ رضوی قادری بریلی شریف حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت بندہ کے لیے بھی دعا کریں۔ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، علامہ ارشد القادری، مولانا نسیم بستوی، مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی، مولانا سعید کانپوری سے ملاقات ہو تو میرا اسلام پہنچائیں۔ جملہ علماء اکرام کے لیے حضور رحمت اللعالمین ﷺ کے دربار عالیہ میں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی قبلہ سلام فرماتے ہیں۔

والسلام محتاج نگاہِ کرم خیر اندیش تابش قصوری غفرلہ

مقیم حال مدینہ طیبہ

مورخہ ۲۳/ دسمبر ۱۹۷۲ء مستقل سکونت: ضلع شیخوپورہ (مغربی پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے ایک ولی کا تعارف

ہم نشین تو نے کہیں تو انہیں دیکھا ہوگا
چاندنی جیسا بدن چاند سا چہرہ ہوگا

میں بہت دنوں سے لفظ تعارف ہی میں الجھا ہوا ہوں۔ غور کرتا ہوں کہ کیا کبھی کسی نے چمکتے ہوئے آفتاب کا تعارف کرایا ہے، کیا کبھی کسی نے ماہ کامل کا تعارف کسی سے کرایا ہے، کیا کبھی کسی نے بوئے گل کا تعارف کسی سے کرایا ہے، کیا کسی نے موجیں مارتے ہوئے سمندر کا تعارف کسی سے کرایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب آفتاب تاریکیوں کے دبیز پردوں کو چیر کر نکلتا ہے تو کسی اعلان کی ضرورت نہیں ہو پڑتی کہ سورج نکلا سورج کی کرنیں خود اعلان کرتی ہیں کہ میں اندھیروں کی دشمن ہوں۔ جب ماہ کامل سیاہ بادلوں سے بل کھاتا ہوا نکلتا ہے تو اس کی نرم ٹھنڈی چاندنی صفحۂ گیتی پر خود بکھر جاتی ہے۔ اسی طرح جب چمن میں کوئی پھول کھلتا ہے تو خوشبو اوراقِ گل کی حدوں تے نکل جاتی ہے اور معلوم نہیں کتنے دل و دماغ کو معطر کر جاتی ہے۔ اسی طرح موجیں مارتا ہوا ایک بحر بیکراں بلا امتیاز مذہب و ملت بلکہ ہر ذی روح کو سیراب کرتا جاتا ہے ان سب کے تعارف کی کیا ضرورت۔ مگر ضرورت ہے اگر ضرورت نہ ہوتی خداوند قدوس نے قرآن کریم میں ہر شے کے متعلق کہیں نہ کہیں ضرور کچھ فرمایا ہے وہ اپنی بنائی چیزوں کا تعارف اپنے بندوں سے اس لیے کراتا ہے کہ بندے اُس سے خاطر خواہ فائدے حاصل کر سکیں

جہاں اس نے چاند وسورج زمین وآسمان، شجر وحجر سب کا تعارف کرایا وہیں اس نے اپنے محبوب بندوں کا بھی تعارف اپنے بندوں سے کرایا۔ انبیائے کرام کے لیے تعارف ہے تو اولیائے کرام کے لیے بھی تعارف ہے۔ ایک جگہ خداوند قدوس نے اپنی راہ میں شہید ہونے والے نیک بندوں کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم ان کو مردہ مت جانو بلکہ یہ مر کے بھی نہیں مرتے ان کو حیاتِ جاوداں نصیب ہوئی ہے جس کو تم اپنے فہم وتدبر سے سوچ بھی نہیں سکتے نہ تمہیں اسکا شعور ہوتا ہے۔ پھر اولیاء کرام سے متعلق فرماتا ہے کہ ان کو نہ کسی کا خوف ہے نہ غم ہے۔ ظاہر ہے جن بندوں کے دل میں خدا کا خوف ہے ان کے دل میں کس کا خوف ہوسکتا ہے۔ جن کو غم حبیب میسر ہے ان کو کس کا غم ہوسکتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ جس نے میرے ولی کی بارگاہ میں گستاخی کی گویا اس نے مجھ سے جنگ مول لی۔ اس قسم کی کئی آیات اولیائے کرام سے متعلق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ میں کیا تعارف کرانے کا حق ادا کرسکتا ہوں ہر گز نہیں۔ یہ میں کیا بڑے بڑے عالم بھی چاہیں تو تعارف کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ مگر نادانوں کے لیے تعارف کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ کتاب ایک ولی کامل کی کرامات سے بھری ہوئی ہے۔ اگر اس ولی کا تعارف نہ کرایا گیا تو یہ بڑی بھول ہوگی جیسے کوئی کسی چھوٹے بچے کے ہاتھ میں ہیرا دیدے اور اس کو ہیرے کی قدر وقیمت نہ بتائے تو وہ بچہ عام پتھر سمجھ کر پھینک دے گا۔ ہیرے کا کچھ نہ بگڑا۔ نقصان تو اس کا ہوا جس نے ناقدری کی۔ اب اس کے بارے میں ملاحظہ فرمایئے۔ جس کی کرامتوں کا ذکر اس ساری کتاب میں ہے۔ یہ کتاب ان کی تعریف وتوصیف کے لیے نہیں لکھی گئی اس کا مقصد عظیم یہ ہے کہ اس مادی دور میں اب مسلمان نوجوانوں کا دل بالخصوص اولیائے کرام کی عقیدتوں سے خالی ہوتا جارہا ہے اس ایٹمی دور میں اب مشینی ماحول میں وہ سب کو مادی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمارے نوجوانوں کی روح پیاسی کی پیاسی رہنے لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں پہلے کسی زمانے میں

ایسے بزرگ رہے ہوں گے مگر اب کہاں؟ مگر ان کو معلوم نہیں، رہتی دنیا تک دنیا اللہ کے نیک بندوں سے خالی نہ ہوگی۔ اب دروازۂ نبوت بند ہو چکا ہے۔ اب رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی دوسرا سچا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اب صرف اولیاء کرام ہی انسانوں کی رہنمائی کے لیے ہر ہر مقام پر پیدا ہوں گے۔ میں نے سوچا کہ جب آج بھی ایسے بزرگ ہم ایسے بندوں میں اپنے روحانی کمالات دکھا رہے ہیں تو کیوں نہ ان کی حیات ظاہری میں ایسی کتاب لکھی جائے کہ لوگ کتاب کا مطالعہ کریں اور پھر اس بزرگ ہستی کا بھی نظارہ کریں جس نے مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی جس نے معلوم نہیں کتنے گمراہ انسانوں کو اپنی توجہ باطنی سے بدل ڈالا۔ اور شمع عشق رسول ﷺ کی لو دل میں لگا دی جس نے اپنی راتوں کی نیند کو نیند نہ سمجھا اور رات رات بھر بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت کی جس نے اپنی پیرانہ سالی کا خیال نہ کیا اور پورے ہندوستان کے شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں میں جا کر اللہ کے بندوں کی خدمت کی، وہ کون ہے؟ وہ کون ہے؟ وہ اللہ کا ایک جیتا جاگتا ولی کامل ہے۔

شیخ طریقت

عارف باللہ تاجدار اہلسنت شیخ السلام والمسلمین حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم عالیہ قدسیہ آپ مجدد دین وملت امام رضا فاضل بریلی کے نور نظر ہیں۔ آپ ۱۸۹۲ء میں سرزمین بریلی شریف پر پیدا ہوئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی آغوش میں پروان چڑھے۔ جس کو اپنے وقت کے قطب عالم شیخ طریقت ولی کامل حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسن نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف چھ ماہ کی عمر میں تمام سلاسل کی خلافت عطا فرمائی اور داخل سلسلہ فرمایا۔ اور جس کے لیے بشارت دی کہ یہ بچہ اپنے وقت میں ایک ولی کامل ہوگا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ نے علم ظاہر و باطن سے جس کو آراستہ کیا اور صرف ۱۳ سال کی عمر میں پہلا مسئلہ رضاعت کا لکھوایا۔ جس کی شکل مبارک محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ کی تشبیہہ مبارک ہے جس کو اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا عین سنت رسول ﷺ ہے جس نے اپنی زندگی کا کوئی لحہ ترک سنت میں نہ گزارا۔ حضور غوث الاعظم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیجئے اور ان کا حلیہ مبارک پڑھیئے تو آپ کو میری ایک ایک سطر پر یقین کرنا ہوگا جس نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں کئی لاکھوں انسانوں کو مرید کیا ہے جس کے مریدین عرب وعجم میں بے شمار ہیں۔ جس کے نورانی چہرے کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ جس کی پاکیزہ نگاہوں نے مجھ جیسے معلوم نہیں کتنے غریبوں کو نوازا۔ جس کی بارگاہ میں جاؤ تو بے خبر ہو کر اور آؤ باخبر ہو کر۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ لوگ ایسے بزرگوں کی زندگی کے پاکیزہ واقعات دیکھیں اور اپنے حالات کو دیکھیں تو انشاء اللہ تزکیہ نفس ہوگا۔ اور اولیائے کرام کی عظمت ومحبت دل میں جب پیدا ہوگی تو رسول اکرم ﷺ کا عشق دل میں پیدا ہوگا اور اطاعتِ رسول ومحبتِ رسول ہی سے آدمی نکھرتا ہے اور سنورتا ہے۔ اطاعت رسول کا جذبہ اگر دل میں نہیں یا محبت رسول میں دل خالی ہے تو نہ عبادت الٰہی کا حق ادا ہوگا نہ لطفِ عبادت۔ محبت رسول کی مہر ہر سجدے پر ہو، سر خدا کی بارگاہ میں جھکا ہو وہی نماز، وہی روزہ، وہی حج، وہی زکوۃ قبول۔ اور اگر بدنصیبی سے دل اولیاء اللہ سے بے نیاز رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے محبت نہیں تو ہر عبادت جسم بے روح ہے۔ خدا اپنے نیک بندوں کی زیارت ہر مسلمان کو کرائے اور اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ اولیاء کرام سے عقیدت ومحبت رکھیں اور اس کی محبت سرکار دو عالم ﷺ کے سچے فدائی اور جانثار ہو جائیں اور شریعت محمدی کو مشعل راہ بنائیں۔ قرآن کریم کی ہر ہر آیت کو ہر زمانے کے لیے اپنا رہنما سمجھیں۔ خدا بے عمل پیروں، جاہل فقیروں سے جو صرف کاروباری انداز میں پیری مریدی کا بازار گرم رکھتے ہیں ان سے ہم سب کو محفوظ

رکھے۔اور ہر مسلمان کو کسی سچے پیر کے دامن سے وابستہ فرمائے اور صراطِ مستقیم دکھائے آخر میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے جو واقعات اس کتاب میں تحریر کیے ہیں نہایت ذمہ داری سے لکھے ہیں اگر لکھنے میں کسی قسم کا لفظ اِدھر سے اُدھر ہو گیا ہو تو اللہ معاف فرمائے اور اگر کوئی کمی یا غلطی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔ خدا میری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ واقعات ہزاروں ہیں انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں وہ واقعات بھی آئیں گے کیونکہ ہر ہر شہر میں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوا ہے وہاں کے لوگ بھی چاہتے ہیں کہ ایسے واقعات سامنے آئیں جو کتابی شکل میں ہوں۔ خداوند قدوس حضرت مفتی اعظم ہند کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ مسلمانوں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین سید المرسلین ﷺ۔

قاشہائے دل

از: خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی

ایڈیٹر: ''پاسبان''

زیر مطالعہ کتاب عصر حاضر کے عارف حق، بقیۃ السلف، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کی کرامات کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو شاعر اہلسنت عندلیب گلشنِ رسالت، حضرت راز رضوی الہ آبادی کی طرف سے اللہ کے ایک ولی کی بارگاہ میں نذر عقیدت اور عوام وخواص اہلسنت کے لیے ایک بہترین ہدیہ محبت ہے!

میرے ساتھ ان کا صرف اخلاص ہے کہ مجھے شریک قلم بنا کر اس سعادت سے بہرہ ور کیا ورنہ عمر بھر مجھے اس محرومی کا ماتم کرنا پڑتا۔

شہیر عرب وعجم، فقیہہ عصر امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری دنیاء اسلام میں اپنے علم وعمل، زہد وتقویٰ، شانِ تفقہہ کار تجدید غرضکہ درس نظامی کے جملہ فنون کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں جس شہرت کے مالک ہیں ان سے علمی دنیا بہت اچھی طرح واقف ہے۔ ان کی جلالت علم کا لوہا اپنے وغیر سبھی مانتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے علو مرتبت اور رفعت شان کے لیے یہ نسبت ہی بہت کافی ہے لیکن تاجدار اہلسنت کے محاسن وفضائل محض اضافی نہیں ہیں۔ یہ اس علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں خود علم جس آستانے کا پہرہ دار ہے۔ یہ پدرم سلطان بود والے درویشوں میں نہیں ہیں۔

ان کی زبان کا ایک ایک جملہ اور نوکِ قلم کا ایک ایک لفظ اپنی جگہ ایک قانون ہے۔ فتویٰ نویسی اس خانوادے کے مزاج و سرشت میں ہے، تفقہ فی الدین ان کا آبائی ورثہ ہے جو سینہ بہ سینہ منتقل ہو رہا ہے۔

یہ علمی و روحانی خانوادہ اس حدیث کا آئینہ دار ہے۔

من یؤد اللہ خیراً یفقہ فی الدین

ولی کی پہچان یہ ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ یہ ایک بہت ہی مشہور مقولہ ہے۔ تاجدار اہلسنت اس مقولے کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ علم و نور برستے ہوئے سادہ چہرے مہرے پر ایسی دلکشی و بانکپن ہے جس پر بناؤ سنگار کی ہزار ہا رعنائیاں قربان۔ اگر لاکھوں کے مجمع میں بے نقاب ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اگر بولنے پر آجائیں تو فن خطابت دست بستہ آداب بجالائے۔

لکھنے پر آجائیں تو اپنے وقت کا شہنشاہ قلم گھٹنے ٹیک دے۔ نکاتِ علمی بیان کرنے پر آجائیں تو غزالی اور رازی کی یاد تازہ ہو جائے۔ فن حدیث کو اپنا موضوع بنائیں تو بخاری و مسلم کی محفل سنور جائے۔ غرض کہ علم ظاہر کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر اور علم باطن کے کوہ گراہ ہیں۔ کشور علم کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے بے شمار فضل و کمال کو اپنی ایک سادگی میں چھپا رکھا ہے۔ گدڑی میں لعل ایک کہاوت ہے مگر تاجدار اہلسنت اس کی منہ بولتی تصویر میں ہیں۔ آج عرب و عجم کے لاکھوں لاکھ افراد محض آپ کی پرکشش روحانیت کے طفیل سلسلہ عالیہ رضویہ سے منسلک ہیں۔ دعا تعویذ کے لیے ہجوم خلائق کو دیکھ کر بعض نادانوں نے تعویذ والے پیر صاحب سمجھ رکھا اور بعض...... ایجی ٹیشن درویش اس کا غلط پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں۔

لیکن قدرت نے انہیں اپنی فیض رسانی کے لیے مرجع خلائق بنا رکھا ہے۔ کسی

بھی جماعت کو ایسے صاحب علم و اقبال مند شخصیت صدیوں بعد میسر آتی ہے۔ آج پوری دنیاء سنت میں ان کا کوئی معاصر نہیں۔ کروڑوں اہلسنت کی زمام قیادت ان کے اور صرف انکے ہاتھ میں ہے۔ پروردگار عالم حضرت گرامی کے ظل عاطف کو پوری دُنیا اسلام پر دراز فرمائے۔ جہاں تک حضرت کی کشف و کرامات کا تعلق ہے کتاب کے مرتب حضرت راز خود اس کی زندہ مثال ہیں محض حضرت کی اک نگاہ کرم نے رازؔ صاحب کا سراپا بدل دیا۔

میں اپنی بدنصیبی سے کتاب کو دیکھ نہ سکا مگر اس کا یقین ہے کہ کتاب شرف قبول حاصل کرے گی۔ اور پوری دنیائے سنیت رازؔ صاحب کی شکر گذار ہوگی۔

رب کریم حضور مفتی اعظم ہند کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور کشت سنیت پر ان کے فیضان کرم کا بادل اسی طرح جھوم جھوم کر برستا رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم

اسیر حبیب: مشتاق احمد نظامی

عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند

از: عالم جلیل حضرت الحاج مولانا محمد میاں کامل سہسرامی

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی ایک نگاہ میں ہے

یہ روشن و تابناک دور جسے عقل و خرد کا زمانہ کہا جاتا ہے جہاں اس نے ذہن و فکر کو نئی روشنی اور جدید اجالے دیئے ہیں وہیں روح کے بعض گوشوں کو دبیز تاریکی اور گھور اندھیرا بھی دیا۔ اتنی گہری تاریکی کہ نئی روشنی کے ذہن و مزاج کے لیے خدا کا وجود مشکوک ہوگیا۔ رسولوں کی بے غبار رسالت پر شکوک و اوہام کی گرد غبار ڈال دی گئی۔ اولیا اللہ کی کرامتیں عہد ماضی کے قصے قرار دیدیئے گئے۔

انسانیت کو اس تاریک ترین ماحول سے نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ قدم قدم پر روحانیت کی مشعلیں روشن کی جائیں، شمعیں جلائی جائیں اور چراغ راہِ منزل کا اُجالا کیا جائے۔ تاکہ عہد جدید کی مادی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگ اس شمع ہدایت کی روشنی میں اپنی منزل کا نشان تلاش کرسکیں۔

ختم نبوت کے بعد سے آج تک علماء صلحاء اور اولیاء کی جماعت نے دین کی اشاعت کے فرائض انجام دیئے ہیں اور اسی محترم جماعت نے کفر و الحاد کے تاریک ترین دور میں اسلام کی روشنی اور دین کا اجالا پھیلایا ہے۔ سچ پوچھیے تو اس ملک میں اولیاء اللہ اور انکی کرامتون نے اسلام کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ راجستھان کی خشک پہاڑیوں کے دامن سے لے کر بنگال کی مرطوب سرزمین تک جہاں کہیں اسلام کو فروغ

ہوا وہ انہیں اصحاب کرامت بزرگوں کے طفیل اور صدقے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں دلوں کے سیاہ زخم پر چلانے کا ایک تیز نشتر اور کفر کا سینہ چاک کرنے کا ایک خنجر ہیں۔ اگر اجمیر والے کی نعلیں فضا میں پرواز کرنے والے کا تعاقب نہ کرتی تو شاید جے پال اس قدر جلد مسلمان نہ ہوتا...... اولیاء اللہ کی کرامتوں نے نہ جانے کتنے گمراہوں کو راہ حق دکھایا۔ ہدایتوں سے ہمکنار کیا اور صراط مستقیم کی راہ دکھائی اور دکھاتے رہے ہیں۔

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے جانے والی شخصیت ہے آفتاب شریعت ماہتاب طریقت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم کی۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور دولت افتخار ہے۔ جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلاتے اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے۔ اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانان ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔ رب قدیر حضرت کے سایہ عاطفت اور ظل ہمایونی کو ہم سب پر دراز سے دراز کرے۔ آمین۔

حضور مفتی اعظم ہند بلاشبہ ایک مرد حق آگاہ ایک ولی کامل اور ایک صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ کی کرامتوں نے نہ معلوم کتنے انسانوں کو راہِ ہدایت دکھائی اور جنکی دعاؤں نے غم کے ماروں کی بگڑی بنائی۔ قابل مبارک باد ہیں۔ شاعر اہلسنت جناب رازؔ الہ آبادی جنہوں نے حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کی کراموں کو کتابی شکل میں ترتیب دینے کا کارنامہ انجام دیا۔ اگرچہ رازؔ صاحب کی اس قابل قدر کتاب کے مطالعہ کا مجھے شرف حاصل نہیں ہوا۔ تاہم جناب رازؔ کی ذمہ داری شخصیت اور ان کی گوناگوں صلاحیتوں سے مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ہر طرح قابلِ دید اور لائق مطالعہ ہوگی۔

کاملِ سہسرامی

۲۸ اگست ۱۹۷۲ء

قطعہ

حضرت مفتی اعظم ہند کی شکل مبارک

طالبِ نور مصطفائی ہے
دل مرا کاسۂ گدائی ہے

دیکھ کر شکل مفتی اعظم
غوث الاعظم کی یاد آئی ہے

کبھی شاہ احمد رضا یاد آئے
کبھی ہم کو خواجہ پیا یاد آئے

کبھی شاہ غوث الوریٰ یاد آئے
کبھی سرورِ انبیاء یاد آئے

خدا کی قسم وہ خدا کا ولی ہے
جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے

نذر عقیدت حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ

پینے والے پی رہے ہیں بے خودی پوشیدہ ہے
کیا مرے ساقی تری دریا دلی پوشیدہ ہے

نورِ حق چہرے پہ نورِ نبی پوشیدہ ہے
چاند تو نکلا ہے لیکن چاندنی پوشیدہ ہے

ان کی ہر ہر بات میں عشق نبی پوشیدہ ہے
ان کے ہی دامن میں فیض قادری پوشیدہ ہے

کس لیے مانگوں میں جا کر غیر سے آبِ حیات
میرے مرشد کی نظر میں زندگی پوشیدہ ہے

اعلیٰ حضرت کی گلی میں مفتی اعظم کو دیکھ
اک ولی ہے سامنے اور اک ولی پوشیدہ ہے

ان کے دامن سے جو لپٹا منزلوں کو پاگیا
اولیا کے راستوں میں راستی پوشیدہ ہے

اب چراغِ عشق لے کر ڈھونڈیئے تو ڈھونڈیئے
شمع تو روشن ہے لیکن چاندنی پوشیدہ ہے

رازؔ حضرت مفتی اعظم کی چشم پاک میں
غور سے دیکھو تو کیفِ سرمدی پوشیدہ ہے

از: رازؔ الہ آبادی

عارف باللہ سیدی و مرشد حضرت مفتی اعظم ہند کی حج بیت اللہ کی واپسی پر

حرم کی شمع کا دل میں اُجالا لے کے آئے ہیں
نظر میں گنبدِ خضرا کا نقشہ لے کے آئے ہیں

غریبو بڑھ کر چومو مفتی اعظم کے ہاتھوں کو
رسول پاک کی عظمت کا سکہ لے کے آئے ہیں

وہ آنکھیں جو غلافِ کعبہ سے مل مل کر روئی تھیں
انہیں آنکھوں میں دیکھو نورِ کعبہ لے کے آئے ہیں

غموں کی دھوپ میں اے جلنے والوں چھاؤں میں آؤ
مدینے کے درختوں کا یہ سایہ لے کے آئے ہیں

فرشتوں کی طرف سے گنبد خضرا کی جھرمٹ میں
جو صبح و شام بٹتا تھا وہ صدقہ لے کے آئے ہیں

وہ اک ٹکڑا کہ جس کو تاج والے بھی ترستے ہیں
مرے مرشد مدینے سے وہ ٹکڑا لے کے آئے ہیں

جنہیں کہتے ہیں دنیا میں سبھی احمد رضا والے
رسول پاک کی عظمت کا سکہ لے کے آئے ہیں

بریلی میں چراغ عشق کی لو تیز کرنے کو
عرب کی چاندنی راتوں کا جلوہ لے کے آئے ہیں

ہمیں بھی اے ولی ابنِ ولی طیبہ میں پہنچا دو
مدینہ جانے کی ہم بھی تمنا لے کے آئے ہیں

مرید و پیر میں کیا فرق ہے یہ رازؔ تو سمجھو
میں پیاسا بن کے آیا ہوں وہ دریا لے کے آئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفتی اعظم ہند کی شان رفیع

شیخ طریقت فقیہ دوراں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت

الحمدللّٰہ العلی الاعلی والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ المرتضیٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اول المعاعات الا امابعد......

محبی عزیزی جناب رازؔ صاحب الہ آبادی سلمہٗ نے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے متعلق کوئی مختصر سی تحریر کی فرمائش کی ہے۔ فقیر حقیر سراپا تقصیر غفراللہ القدیر کی کیا حیثیت کہ ان کی شانِ رفیع کے متعلق کچھ عرض کر سکے۔ حقیقت یہ ہے سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ صورتاً اپنے والد ماجد امام اہلسنت مجددِ اہلسنت مجدد ملت مأۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت مشابہ ہیں اور سیرتاً بھی ان کے تقویٰ طہارت وتقدس کا جلوہ ان میں نظر آتا ہے۔ اس دور میں ان کی ہستی فقید المثال ہے۔ خصوصیت کے ساتھ باب افتا میں بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں جس قدر محتاط اور موزون الفاظ اور قیود ارشاد فرماتے ہیں۔ اہل علم ہی اس کی منزلت سے لطف اندوز

ہوتے ہیں اور عقدۂ لاینحل کو کس آسانی سے حل فرماتے ہیں اس کا مبتلا بہ تو اٹھاتا اور دوسرے بھی اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ فقیر اور تمام احباب اہلسنت کو خصوصاً اور دیگر مخلوق کو عموماً تا دیران کے فیوض ظاہری و باطنی سے مستفیض فرمائے آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

انتساب!

''زندگی کے وہ دن کتنے قیمتی ہیں جو بزرگوں کی یاد میں کٹ جائیں۔ بلکہ وہی دن حاصل زندگی ہیں۔'' ایک وہ وقت تھا جبکہ اس کتاب کا تصور ذہن میں آیا پھر دل اس ذہنی امانت کا امین بن گیا۔

دل کی لگن کا نتیجہ ہے کہ اس قدر جلد یہ کتاب منصۂ شہود پر آگئی۔ بریلی ہمارا مرجع عقیدت ہے مگر بریلی شریف پر مارہرہ مطہرہ کی روحانیت سایہ فگن ہے۔

اسی مناسبت سے میں اپنی اس کاوش ذہنی کو اپنے دادا پیر سراج السالکین زبدۃ الکاملین شیخ الاسلام والمسلمین امام الاولیاء تاج الاصفیاء حضرت مولانا الحاج صوفی سید شاہ ابوالحسن نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے سعادت ونجات کی ضمانت محسوس کرتا ہوں۔

خداء قدیر حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال فرمائے آمین۔

راز آبادی رضوی قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد و ملت ماۃ حاضرہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبؒ کی ذات گرامی سے عالم اسلام میں کون ناواقف ہے۔ ان کی زندگی ان کے علم ان کی روحانی فیوض و برکات کے ذکر سے صبح و شام کا ہر لحہ گونج رہا ہے۔ سرزمین بریلی پر یہ ایک ایسی بابرکت ہستی پیدا ہوئی جو اگر ایک طرف علم و معرفت کا دریائے بے کنار تھی تو دوسری طرف عشقِ رسول ﷺ میں مست سرشار تھی جس کے علم و فضل کا لوہا عرب و عجم نے، اپنوں نے بھی بیگانوں نے بھی مانا۔ جس موضوع پر اس نے قلم اٹھایا اس کو انتہا تک پہنچا کر دم لیا۔ اسی ولی کامل نے بارگاہ صمدیت میں رو رو کر دعا مانگی تھی کہ یارب مجھے ایک اولاد عطا فرما جو عرصہ دراز تک تیرے دین اسلام کی اور تیرے بندوں کی خدمت کرے چنانچہ خالق کائنات نے اپنے اس نیک بندے کی نیک دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور ۱۸۹۲ء کو بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں ایک ایسے فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اس وقت مارہرہ شریف میں اپنے پیر و مرشد سراج السالکین حضرت سیدنا آل رسول مارہردی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر قیام پذیر تھے اس وقت قطب وقت نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ حیات ظاہری میں تھے۔ نماز عصر کے بعد حضرت نوری میاں رحمتہ اللہ علیہ مسجد کے زینے سے اتر رہے تھے اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے کہ اچانک حضرت نوری میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب بریلی میں آپ کے گھر میں ایک

صاحبزادہ کی ولادت ہوئی ہے مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ ان کا نام آل رحمٰن رکھا جائے۔ اللہ اللہ بزرگوں کا کشف ان کی کرامتیں جبکہ بریلی شریف مارہرہ شریف سے ساٹھ ستر میل دور ہے مگر کتنے اعتماد کے ساتھ فرمایا، اعلیٰ حضرتؒ نے سن کر خاموشی اختیار کرلی اور ادباً کوئی جواب نہیں دیا مگر خداوند قدوس کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت سیدی ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نوری اپنے وقت کے کامل ولی تھے اور ان کی کرامتوں کے چرچے ہندوستان میں تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ مولانا صاحب میں بریلی جب آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا وہ بڑا ہی مبارک بچہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت بریلی شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔ بریلی میں جب اعلیٰ حضرت تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ واقعہ بالکل سچ تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزدے حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ پہلے ہی سے تھے وہ بھی اپنے وقت ایک بافیض بزرگ زبردست عالم عربی زبان کے زبردست خطیب وادیب، خوبصورت اتنے تھے کہ جدھر جاتے دیکھنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ اللہ نے وہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ آپ کی شکل ہی دیکھ کر بدعقیدہ لوگ اپنے عقائد باطل سے توبہ کرنے لگتے تھے۔ ان کے متعلق انشاءاللہ آگے اور لکھا جائے گا۔

□.....❁◆❁.....□

سید ابو الحسن نوری رحمتہ اللہ کی تشریف آوری

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ نے اپنے نومولود صاحبزادے کے کئی اسم گرامی رکھے ایک نام تو آل الرحمٰن رکھا ہی گیا دوسرا نام محمد رکھا گیا چونکہ محمد مصطفیٰ۔ ابوالبرکات ۱۸۹۲ء میں ولادت ہوئی اس اعتبار سے ۹۲ لفظ میں محمد اعداد نکلتے ہیں۔ قطب ملت حضرت سیدی ابوالحسن نوریؒ بریلی شریف اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں اپنے ارشاد گرامی کے مطابق تشریف لائے اور حضرت سیدی و مرشدی ومولائی آقائے نعمت تاجدار اہلسنت امام الاسلام والمسلمین عارف باللہ حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم قدسیہ کی عمر شریف اس وقت کل چھ ماہ کی تھی حضرت اقدس پر حضرت نوری میاں صاحب کی نگاہ ولایت جیسے ہی پڑی حضرت نوری میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ کو مبارکباد دی کہ یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بڑا ہی فیض ملے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا اور یہ کہہ کر حضرت مفتی اعظم ہند کے دہن مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال دیں اور اسی وقت بیعت فرمایا اور صرف چھ ماہ کی عمر میں حضرت نوری میاں رحمتہ اللہ علیہ نے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز کردیا۔ دیکھئے ایک ولی کامل کی نگاہیں کہاں تک دیکھتی ہیں اس کا اندازہ لگایئے۔ اب اگر آپ کو دیکھنا ہے کہ ۸۳ سال قبل حضرت نوری میاں نے جو کچھ حضرت مفتی اعظم ہند

قبلہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا وہ کہاں تک درست ہے تو آیئے اسی ولی کامل عابد زاہد عارف باللہ کی زندگی کا مطالعہ کریں جس کی صبح و شام بلکہ زندگی کا ہر لمحہ یادِ خدا اور محبت رسول ﷺ سے معمور ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کے قریب بیٹھ جایئے اور دن بھر بیٹھیں، رات بھر بیٹھیں اور یہ دیکھیں کہ کون سا کام خلاف سنت ہوتا ہے آپ کی آنکھوں پر اگر تعصب اور تنگ نظری کی عینک نہیں لگی ہے اور اگر واقعی منصف مزاج ہوں گے تو آپ یقین جانیئے آپ حضرت کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں نکال سکتے جس میں وہ یادِ خدا سے غافل ہوں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوگا جس میں ترک سنت ہو اب مجھ سے وہ واقعات سنیئے جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یا بہت ہی معتبر حضرات نے دیکھے ہیں اور بتاتے ہیں جو حضرات کی ہزاروں کرامتوں میں سے خاص خاص ہیں ان کو پیش کروں گا۔

بمبئی میں سب سے پہلے حضرت مفتی اعظم ہند کی زیارت

اب سے تقریباً ۱۸ یا ۱۹ سال پہلے کی بات ہے کہ میں بمبئی میں تھا۔ محرم شریف کی مجالس رات کو ہوتی ہیں ان مجلسوں میں میں ہفتوں سے علمائے کرام سے مسلسل بیان سن رہا تھا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے تشریف لا رہے ہیں سنتے سنتے مجھے بھی اشتیاق ہوا کہ کون ایسی بزرگ ہستی ہے جس کے بارے میں لوگ روز اعلان کرتے ہیں اخباروں میں خبریں آ رہی ہیں لوگ اس صبح کا بے قراری سے انتظار کر رہے تھے جس صبح کو یہ آفتاب ولایت بمبئی میں نمودار ہونے والا تھا۔ آخر وہ صبح آ ہی گئی اور لوگ اسٹیشن پر موجود تھے کہ تقریباً ۱۰ ہزار کا مجمع اسٹیشن پر شہزادہ اعلیٰ حضرت کی آمد کا منتظر تھا میں بھی حیران تھا کہ آخر کون ایسا اللہ کا بندہ ہے جس کی زیارت کے لیے ہجوم ہے۔ اس مجمع میں ہندو، پارسی، عیسائی غرضیکہ ہر مذہب و قوم کے لوگ تھے عجیب منظر تھا۔ اچانک ٹرین پلیٹ فارم پر رکی مگر حضرت مفتی اعظم تک میری نظر بڑی مشکل سے جا سکی کیونکہ اس قدر ہجوم تھا کہ

میں آگے بڑھ نہیں سکتا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ ایک عالم کی زیارت کے لیے اس قدر بھیڑ بھاڑ، اس قدر اہتمام کہ لوگ گرے پڑتے ہیں اس کی کیا ضرورت تھی میں یہ بات ابھی سوچ ہی رہا تھا اور اس لیے سوچ رہا تھا میری آنکھوں نے اس ذات کی زیارت نہیں کی تھی۔ میرے دل پر تنگ نظری اور تاریکی کے دبیز حجابات پڑے تھے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا شاہ حشمت علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت کو لیے ہوئے بڑھ رہے تھے اور مسلمانوں کا ہجوم دست بوسی و قدم بوسی کر رہا تھا بلکہ حضرت کے کپڑوں کو لوگ فرط عقیدت سے چوم رہے تھے اور حضرت مفتی اعظم ہند آنکھیں بند کیے تھے۔ اس طرح میں نے پہلی بار ایک ولی کامل ایک خدا رسیدہ بزرگ کی زیارت کی۔ اب یہ مجمع حضرت کو لے کر اسٹیشن سے باہر آگیا اور کھلی کار میں بٹھایا گیا۔ میں بھی ہزاروں کے ہجوم میں چلتا رہا۔ نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت سے بمبئی کی فضا گونج رہی تھی۔

بچپن کی دُعا

میں نے اپنے والدین سے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کو سنا تھا۔ میرے دل میں بچپن ہی سے یہ آرزو رہنے لگی تھی کہ میں بھی اللہ کے ولیوں کی زیارت کروں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری اس آرزو کو پورا کیا۔ اب مجھ جیسا جاہل آدمی یہ کیسے سمجھے کہ کون ولی ہے اور ولی کی کیا پہچان ہے۔ مگر قربان جایئے اُس رحیم و کریم کی کرم فرمائیوں کے جس نے مجھے اپنے محبوب بندوں کی زیارت کرائی۔ اکثر مجذوبوں کے پیچھے میں گھومتا رہتا تھا۔ اسی درمیان میں الہ آباد میں ایک بزرگ حضرت مولانا سید شاہ محمد شفاء الصمد صاحب رحمتہ اللہ کی زیارت نصیب ہوئی ان کی چشم ولایت نے مجھے نوازہ تھا۔ ان کی خدمت میں بچپن ہی سے جاتا رہا وہ بھی ایک بزرگ کامل تھے مگر وہ مرید بہت کم لوگوں کو کرتے تھے وہ بڑے ہی گوشہ نشین بزرگ تھے۔ ان کی علمی شہرت تو آج بھی ہے اور بڑے سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

ولی کامل کی پہچان

میں ابھی تک کسی سے باقاعدہ مرید نہیں تھا بلکہ پیر و مرشد کی طرح حضرت مولانا سید شاہ محمد شفا الصمد صاحب کو سمجھتا تھا۔ ہندوستان کے طول و عرض جلسوں میں مشاعروں میں جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ ایک بار میں نے حضرت محدث اعظم ہند قبلہ رحمتہ اللہ سے عرض کیا کہ حضور میں تو کبھی کسی سے باقاعدہ بیعت نہیں ہوں۔ تو حضرت محدث اعظم ہند نے فرمایا کہ باقاعدہ مرید ہونا ضروری ہے چنانچہ میں نے مرشد کامل کی تلاش کی۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد شفاء الصمد صاحب علیہ الرحمتہ وصال فرما چکے تھے۔ جدھر نظر جاتی ٹھہرتی نہیں تھی۔ بس وہی ایک تلاش کہ کوئی ولی کامل ملے۔ طلب بڑی عظیم تھی جو میری بساط سے کہیں بلند تھی مگر تھی نیک۔ میں اللہ عزوجل سے اس کے محبوبوں کی زیارت مانگ رہا تھا۔ اس نے مجھ جیسے گناہ گار کی دعا قبول فرمائی۔ ایک دن رات کو میں نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر کتابوں میں دیکھی اہل علم سے دریافت کی تو پتہ چلا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ کسی مرد بزرگ سے ملاقات ہو۔ اب میری خوشی کا عالم نہ پوچھیے۔ ہفتوں گزر گیا مگر کسی سے ملاقات نہیں ہوئی جس کو میں ولی سمجھتا یا اس میں ایسی کوئی بات ہوتی۔ میں حسن اتفاق سے جبل پور ایک مشاعرے کے سلسلے میں حاضر ہوا تو ابھی میں اسٹیشن ہی پر تھا کہ انور خاں محبوب کمپنی کے یہاں کے لوگ مجھے لینے آئے تھے جیسے ہی میں جیپ میں سوار ہوا کسی نے مجھ سے کہا حضرت مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ آپ کو کل سے بار بار دریافت کر رہے ہیں کہ راز آ رہے ہیں کہ نہیں۔ مجھے حضرت مفتی اعظم ہند سے پہلے ہی سے عقیدت تھی اور کئی بار بمبئی کی زیارت کے بعد بھی زیارت کر چکا تھا جب حضرت کو دیکھتا تھا دل چاہتا تھا کہ ان کے قدموں کو چوم لوں، ان کے نورانی چہرے کو دیکھتا ہی رہوں مگر مجھے علماء نے بتایا تھا کہ یہ مفتی اعظم

ہند بہت بڑے فقیہ ہیں مگر میری وہی ضد کہ کوئی اللہ کا ولی ملے گا تو مرید ہوں گا۔ خیر میں انور خاں محبوب کمپنی میں گیا اور غسل وغیرہ کر کے کھانا کھایا اور سو گیا اور ارادہ کیا کہ حضرت سے شام کو ملاقات کروں گا۔ حضرت مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم مدھیہ پردیش برہان ملت حضرت مولانا برہان الحق صاحب کے یہاں قیام فرمارہے تھے۔

میں سو گیا اور نصیب بیدار ہوا

تقریباً ۴ بجے شام کو میں نے پھر وہی خواب دیکھا جس کی تعبیر تھی کہ کسی مرد بزرگ سے ملاقات ہو۔ مگر اس دن خواب میں ایک آواز کسی کی سنائی دی کہ اٹھو جلدی کرو کوتاہی مت کرو اور ملو۔ میں جلدی سے اُٹھا اور وضو کر کے حضرت مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں لرزاں ترسا حاضر ہوا۔ حضرت پر جیسے ہی نظر پڑی حضرت مسکرائے اور میں نے مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹھ گیا۔ نہ پوچھئے میرے اضطراب کا عالم مگر رفتہ رفتہ دل کو ایک عجیب سی لذت ملنے لگی۔ حضرت آنکھیں بند کرتے کبھی کھولتے۔ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا تھا کہ تم مشاعرے میں آنے والے ہو اس لیے میں پوچھ رہا تھا کہ کب آؤ گے۔ اپنے پان کے ڈبے سے نکال کر ایک پان مرحمت فرمایا۔ جبل پور والے حاضرین اس بات پر رشک کرنے لگے۔ میں نے حضرت سے اپنے خواب کو بیان کیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا خدا مبارک فرمائے خواب اچھا ہے۔ میں نے خواب کی تعبیر بھی بتا دی حضرت نے فرمایا کہ نہیں میں نہیں ہوں اور کوئی ہوگا۔ میں نے عرض کیا حضور بس میرے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور میں نے زیارت کر لی۔ حضرت برابر انکار کرتے رہے۔ میں جبل پور سے واپس آ گیا مگر دل میں یہ خیال تھا کہ حضرت سے بیعت ہوں تو اپنے والدین کے ساتھ اور اپنے شہر میں۔ اب ہر سال حضرت سے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جاتی اور بیعت کا وقت نہ ملتا۔ ادھر میرے شہر میں وہابیت بڑھتی جارہی تھی۔ میں نے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کے آستانہ عالیہ پر جا کر درخواست کی کہ حضور میرے شہر میں وہابیت بڑھتی جارہی ہے۔ وہابیت کی مشنری سرگرم عمل ہے۔ ہمارے علماء برابر تقریریں کرتے ہیں مگر خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا۔ خدا کے لیے اپنے شہزادے کی توجہ میرے شہر کی طرف کرائیں اور تشریف لے جائیں تو یقیناً ان کی ذات سے لوگ متاثر ہوں گے یہ میں نے اس لیے عرض کیا تھا کہ میں نے حضرت مفتی اعظم ہند کو کئی شہروں میں دیکھا کہ جدھر جدھر تشریف لے جاتے تھے اُدھر ایمان کا چشمہ اُبلنے لگتا تھا۔ ان کے قدموں کی برکت سے فروغ سنیت ہوتا تھا اور ہر جگہ ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوتے تھے اور دیندار نمازی بن جاتے تھے اور عقائد باطلہ سے توبہ کرتے تھے۔ چنانچہ اچانک ایک دن حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کا تار آیا کہ الہ آباد چند گھنٹوں کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم لوگ اسٹیشن پہنچے، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا حکیم محمد یونس صاحب نظامی، قاری فصیح اللہ صاحب امام جامع مسجد بہادر گنج، حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ حضور آج شب الہ آباد میں قیام فرمائیں۔ حضرت نے منظور فرمالیا۔ شہر میں جلدی سے اعلان کرایا گیا۔ لوگ رات کو حضرت کی زیارت کے لیے آنے لگے اب پہلی بار میرے شہر کے لوگوں نے حضرت مفتی اعظم ہند کی زیارت کی اور صبح سے لوگ داخلِ سلسلہ ہونے لگے۔ جو کام تقریروں سے برسوں میں نہیں ہوا تھا وہ ایک مرد مومن کی خاموش نگاہوں سے دو دن کے اندر ہوگیا۔ لوگ نمازی ہوگئے، الہ آباد کی وہابیت لرزنے لگی۔ دوسری بار حضرت جب الہ آباد تشریف لائے تو لوگ جیسے پیاسے پانی کی طرف دوڑیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند کی طرف دوڑنے لگے۔ میرے محلے کے ایک نیک مخلص انسان الحاج عیدو بھائی جو سلیمان مستری مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں ان کے اصرار پر حضرت ان کے مکان پر تشریف لے گئے وہیں پر میں بھی داخل سلسلہ ہوا میرے والد صاحب اور حاجی عیدو بھائی اور ان کی والدہ اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ ہم روز تک

سلیمان مستری مرحوم کے مکان پر مسلمانوں کی بھیڑ رہی اور ہندو مسلمان حضرت کی دعاؤں کے لیے بھیڑ لگائے رہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند جس دن بریلی شریف تشریف لے جانے لگے۔ تو حضرت نے عیدو بھائی اور ان کے بھائیوں کے لیے ان کے کاروبار کے لیے دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ تم نماز کے بعد حصار کرلیا کرو خدا محفوظ رکھے گا۔

حضرت کا اشارا اور فساد

کس کو معلوم تھا کہ ایک ہفتہ میں الہ آباد میں کیا ہونے والا ہے مگر یہ عجیب واقعہ ہے کہ الحاج عیدو بھائی کے لیے مولانا حکیم محمد یونس صاحب نظامی نے دعا کرائی کہ ان کی دوکانوں اور موٹروں کے کاروبار میں خسارہ ہوتا ہے۔ حضرت نے دعا فرمائی کہ عیدو بھائی کی دوکان وغیرہ تمام بلیات سے محفوظ رہے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا جایئے اب انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دوکان محفوظ رہے گی اور نقصانات سے اللہ عزوجل محفوظ رکھے گا۔ حضرت کے تشریف لے جانے کے ٹھیک ایک ہفتہ بعد الہ آباد میں ۲۰ سال کے بعد فرقہ وارانہ فساد ہوگیا اور عیدو بھائی کی دوکان ایسی جگہ پر ہے کہ نہ پوچھئے وہاں پر چار دوکانیں اور مسلمانوں کی تھیں سب لٹ گئیں اور عیدو بھائی کا کارخانہ محفوظ رہا حالانکہ اس کو بھی برباد کرنے کی سازشیں ہوئیں مگر اللہ کے ایک نیک بندے نے دعا فرمائی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی زیارت

حضرت کی غلامی میں آئے ہوئے مجھے ٹھیک چالیس دن ہوئے تھے کہ ایک دن میرا نصیبہ بلند ہوا۔ مجھ جیسے خطا کار، سیہ کار کو نسبت قادری کا فیض حاصل ہوا۔ رات کو میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ الہ آباد میں ایک مکان ہے جس میں کوئی صاحب مجھے بلا کر لے گئے میں جب وہاں پہنچا تو ایک بڑا ہال نما کمرہ دیکھا اس کمرے میں ایک اونچی چارپائی رکھی ہے جس پر عمدہ قسم کا بستر ہے اسی چارپائی پر ایک صاحب

تشریف فرما ہیں ایک صاحب نے بڑھ کر مجھ سے کہا کہ دیکھئے یہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ میری نظر جیسے ہی پڑی میں نے ادب سے نظریں نیچی کرلیں اور میرے سارے بدن میں تھرتھری پیدا ہوگئی۔ اسی عالم میں میری آنکھ کھل گئی میں اپنے نصیب پر خوش تھا کہ جب میں نے شمار کیا تو چالیس دن ہوئے تھے حضرت سے بیعت ہوئے۔

حضرت کا کشف

میرے محلے میں میرے مکان کے قریب ایک ایسا شخص رہتا تھا جو بہت بدنام تھا اللہ اس کی مغفرت فرمائے۔ مگر اللہ والے سب کو نوازتے ہیں۔ ایک شب حضرت نے میرے غریب خانے کو رونق بخشی اور بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ تشریف لائے تھے میں نے بھیڑ کے ڈر کی وجہ سے نیچے کا صدر دروازہ بند کرلیا تھا۔ حضرت ۱۰ بجے رات پھر عیدو بھائی کے مکان تشریف لے گئے اور اسی وقت سے لوگوں کی استدعا پر تعویذ لکھنے لگے۔ سب لوگ سو گئے مگر میں حاضر خدمت رہا تقریباً ڈیڑھ بجے تک حضرت نے سب کو تعویذ لکھ دیا اور مجھے دیکر فرمایا کہ تم صبح سب کو دیدینا۔ مگر میں نے دیکھا کہ حضرت ایک چھوٹا سا تعویذ ہاتھ میں لیے ہیں میں ابھی اس تعویذ کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا یہ تعویذ آپ رکھ لیجئے اور جب کوئی ضرورت مند مانگے تو دیجئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کس کام کے لیے دیا جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ دمہ والے مریض کے لیے ہے جس پر دوا اثر نہ کرے اس پر یہ تعویذ اثر کرے گا۔ میں نے رکھ لیا۔ حضرت اسی صبح کو تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی اہلیہ کو یہ واقعہ بتایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گھر میں کسی کو یہ مرض ہوگا یا کوئی آنے والا ہے۔ اسی دن شام کو محلے کی ایک صاحبہ آئیں اور کہا کہ بھیا ہم پرسوں رات کو بڑا آسرا لے کر آئے تھے۔ سنا تھا کہ بریلی والے میاں تمہارے یہاں آئے ہیں۔ اپنی فریاد ان کو سناتے مگر دروازہ بند تھا ہم رو رو کر چلے

گئے۔ میں نے کہا کہ کیا بات کہنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے شوہر کی طبیعت بہت خراب ہے مہینوں سے علاج ہو رہا ہے مگر فائدہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ کیا مرض ہے انہوں نے بتایا کہ سانس چلتی ہے یعنی دمہ ہے بڑی تکلیف ہے۔ میں اور میری اہلیہ حیرت زدہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اور ان کو سارا قصہ بتادیا کہ حضرت تمہارے شوہر کے لیے تعویذ دے کر گئے ہیں وہ بھی حیران ہوگئیں کہنے لگیں کہ میں نے تو کسی سے کہا بھی نہیں صرف یہ بات میرے دل میں تھی مگر میں نے کہا کہ تمہاری روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو پر لگا کر اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کے دامن تک پہنچ گئے اور تمہاری حالتِ زار چشم ولایت نے درو دیوار کے دبیز پردوں کو چیر کر دیکھ لیا۔ جاؤ یہ تعویذ لے جاؤ وہ صاحبہ تعویذ لے گئیں اور اپنے شوہر کے گلے میں ڈال دیا فوری طور پر انہیں آرام ہوگیا۔

حضرت کا کشف اور میری اہلیہ کو اپنی بیٹی بنانا

ایک بار حضرت تشریف لائے اور مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کے دولت خانے پر قیام فرمایا۔ میرے دونوں لڑکے کمال اختر عرف ریشم اور جمال اختر عرف اکرم اور میری اہلیہ میری والدہ سب ہی حضرت سے بیعت ہو چکے تھے۔ میری اہلیہ نے کہا کہ حضرت ہمارے یہاں تشریف لاتے تو بڑا ہی اچھا ہوتا میں نے حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں انشاء اللہ بعد مغرب آؤں گا۔ میں حضرت کو لے کر بجائے مغرب کی نماز کے بعد عشاء پہنچا۔ ادھر میری اہلیہ نے حضرت کی آمد سے قبل بیٹھے بیٹھے یہ سوچا کہ میرے والد صاحب اب نہیں رہے ورنہ آج حضرت کی وہ زیارت کرتے اور یہ سوچ کر رونے لگیں پھر انہوں نے خود ہی فیصلہ کیا کہ اب میرے والد صاحب نہیں ہیں تو کیا ہوا اب میرے پیرو مرشد ہی میرے باپ ہیں۔ انہوں نے یہی فیصلہ کرلیا۔ ادھر میں عشاء کے بعد حضرت کو لے کر اپنے غریب خانے پر پہنچا مجھے کیا معلوم کہ انہوں نے کیا

سوچا ہے تو دن بھر سے حضرت ہی کی خدمت میں تھا۔ حضرت کے سامنے کچھ ناشتہ اور چائے پیش کی گئی حضرت نے فاتحہ دیا اور شیرینی چکھ لی اور چائے پی کر دعاء دینے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے سب بچے ہیں۔ تمہاری بہن بھی ہے جس کی عمر ۳ سال کی تھی حضرت اس بچی کو بہت چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور سب حاضر ہیں۔ حضرت نے جیب مبارک سے روپے نکالے اور میرے بچوں کو دیئے میری بہن کو دیا اب پانچ روپے کا نوٹ لے کر اس کو بار بار دیکھتے جاتے ہیں اور خاموش ہیں۔ میری اہلیہ میری ماں سب پردے سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت نے وہ نوٹ میری طرف بڑھایا اور فرمایا کہ پانچ روپے میری بیٹی کو دے دیجئے میں نے فوراً سوچا کہ شاید میری ماں کو دیا ہو۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ انہیں اپنی اہلیہ اور میری بیٹی کو دے دیجئے۔ چونکہ میں اپنی اہلیہ کے قلبی ارادہ سے قطعی ناواقف تھا میں نے پھر بھی شکریہ ادا کیا کہ ایک عارف باللہ جس عورت کو اپنی زبان سے اپنی بیٹی کہدے یہی کیا کم ہے۔ میں نے وہ نوٹ اپنی اہلیہ کو دے دیا۔ صبح میں جب سو کر اٹھا تو میری بیوی نے بتایا کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میرے باپ نہیں ہیں تو کیا میرے پیرومرشد ہی باپ ہیں مجھے بڑی حیرت ہے کہ حضرت کو کیسے علم ہوا۔ میں نے کہا کہ کشف اسی کا نام ہے اللہ اپنے محبوب پاکباز بندوں کو یہ دولت عطا فرماتا ہے۔ دوسرے دن مولانا مشتاق احمد صاحب یہاں میری اہلیہ پھر حضرت کی زیارت کے لیے گئیں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور آپ کی خادمہ آئی ہیں۔ حضرت نے فوراً جوابدیا کہ میں نے ان کو اپنی بیٹی کہدیا ہے۔ اب وہ ہمیشہ کے لیے میری بیٹی ہیں۔ بس میں نے رات کا واقعہ سب کے سامنے بتا دیا کہ حضور انہوں نے آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اب حضرت ہی کو اپنا باپ سمجھوں گی اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ حضرت نے اپنی بیٹی بنا کر ان کو خوش قسمت بنا دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ پردے میں بیٹھی ہوئی ہیں آپ ان کو

منع کریں کہ مجھے قطعی کسی بات کا علم نہیں تھا میرے دل میں یک بہ یک بات آ گئی ویسے میں ہمیشہ ان کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گا مگر انکو تاکید کریں کہ مجھے پہلے سے کچھ نہیں معلوم تھا یہ حسن اتفاق تھا کہ ان کی سوچی ہوئی بات میرے منہ سے نکل گئی ان کو بتایئے کہ اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہ دولت عطا فرماتا ہے میں ایسا ہرگز نہیں ہوں اللہ اللہ اس قدر شریعت کا لحاظ اس قدر انکساری کرامت کا ظہور ہو رہا ہے مگر پابندی شریعت قدم قدم پر ہے۔ کہاں ہیں علم غیب رسول ﷺ کا انکار کرنے والے ارے میرے سرکار مدینہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب پیغمبر ہیں۔ ان کی عظمت و رفعت کا کیا کہنا دیکھو ان کے غلام در غلام کی چشم بصیرت کہاں تک دیکھتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم لوگ اسی روحانیت کے مینارہ نور سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جس مینارۂ نور میں عشق مصطفےٰ ﷺ کا چراغ روشن ہے۔ جس کا نورانی چہرہ دیکھو تو خدا یاد آنے لگے۔ اللہ کے ولی کی یہی پہچان بتائی گئی ہے۔ جس کی شکل مبارک حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی جلتی ہے جس کی عادت کریمہ عین سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے جس کے تقویٰ کو دیکھ کر علمائے ظاہر کو پسینہ آ جائے۔ جس نے کبھی بد مذہب کی تعظیم نہیں کی ملک میں ہزاروں انقلاب آئے اور بہت سے علمائے ظاہر نے اپنا ضمیر بیچ دیا مگر شہزادہ اعلیٰ حضرت ایک پہاڑ کی طرح اپنی جگہ مصلحتوں کی ہواؤں کے سامنے کھڑے رہے۔ اے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خدا آپ کی قبر اطہر پر رحمتوں کے پھول صبح قیامت تک برسائے۔ آج آپ کا یہ شہزادہ گلی گلی، شہر شہر، گاؤں گاؤں روحانیت کے سوتے چشموں کو جگا رہا ہے جس کو نہ ایک پیسے کی لالچ ہے نہ جس کو دنیا کی کسی چیز کی خواہش ہے بس خدمت خلق ہے اور یہ آپ کا شاہزادہ اللہ اللہ رات رات بھر ایک پہلو بیٹھ کر لوگوں کو تعویذ لکھتا رہتا ہے۔ اچھے بھی ہیں، برے بھی ہیں، ہندو بھی ہیں۔ سکھ بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں مگر اسلام کے فیض سے سب کو فیضیاب کرتے جا رہے ہیں۔ آرام کہاں نیند کہاں۔ واقعی اشاعت اسلام ایسے ہی برگزیدہ بندوں سے ہوئی ہے۔

اولاد کے لیے دُعا کس طرح قبول ہوئی

میرے ماموں صاحب جن کا نام گلزار علی ہے وہ بخشی بازار میں ایسی جگہ رہتے تھے جہاں سے سو قدم پر وہابیت کا مرکز ہے۔ وہ ایک اولاد کے لیے ترستے تھے ویسے اللہ نے ان کو بہت نوازا ہے کمی تھی تو بس ایک چراغ جلانے والے کی۔ ان کو میری چھوٹی خالہ بیاہی ہیں۔ ایک بار حضرت مفتی اعظم ہند اچانک الہ آباد تشریف لائے اور جب شام کو تشریف لے جانے لگے تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری خالہ کے یہاں اگر آپ کے قدم مبارک پہنچ جائیں تو بڑی برکت ہوگی۔ حضرت نے قبول فرمایا اور سارا سامان لے کر لوگ اسٹیشن پہنچ گیے ہیں۔ حضرت کو میں اپنی خالہ کے مکان پر لے گیا انہوں نے شیرینی منگا رکھی تھی اور وضو کے لیے پانی گرم کر دیا حضرت نے صرف وہاں نماز عصر ادا کی اور شیرینی پر فاتحہ دیا اور چائے پی کر تشریف لے جانے لگے۔ میں نے اپنی خالہ سے کہا کہ حضرت تشریف لے جا رہے ہیں بس وہ دیوار کی آڑ میں کھڑی ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ حضرت میرے لیے دعا فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ میں نے نماز عصر پڑھ کر تمہارے لیے دعا تو کر دی، مگر پھر انہوں نے کہا کہ حضرت میرے لیے دعا فرمایئے بس کیا تھا۔ حضرت نے پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اُٹھا دیئے۔ حضرت کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک لمبا رومال رہتا ہے وہ رومال حضرت حسب معمول ہاتھوں میں لیے ہی تھے کہ اس کا گوشہ ہوا میں اڑا اور میری خالہ کے ہاتھوں تک کسی صورت سے پہنچ گیا۔ بس پھر کیا تھا ادھر اسی رومال کا گوشہ انہوں نے تھام لیا اور اپنی آنکھوں سے لگا کر بے اختیار رونا شروع کیا حضرت فرماتے جا رہے ہیں کہ بھئی میرا رومال چھوڑ دیئے میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے لیے دعا کی ہے۔ اللہ تمہاری

مراد پوری فرمائے گا مگر رومال وہ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حضرت نے کئی بار جھنجھلا کر فرمایا ارے میرا رومال چھوڑو مگر وہ برابر روتی جارہی ہیں۔ حضرت نے بگڑ کر فرمایا کہ چھوڑو میرا رومال تمہارے یہاں انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ بس اس خاتون نے بھی رومال چھوڑ دیا۔ جب حضرت اسٹیشن کی طرف تشریف لے چلے تو راستے میں فرمایا رازؔ صاحب تمہاری خالہ کے یہاں انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کردینا، اس خاتون نے مانگنے کا طریقہ بتا دیا کہ ایک ولی سے کس طرح دعا کرائی جاتی ہے۔ بہرحال ان کے یہاں گیارہ ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اب یہ واقعہ محلے میں مشہور ہوا ان کے گھر میں ہم سب کے گھر میں بڑی خوشی منائی گئی کیونکہ بڑی بڑی کوششوں اور دعاؤں کے بعد۔ ایک مرد حق آگاہ ایک ولی کامل نے ان کے لیے دعا کر کے ان کے گھر کا ایک چراغ سے روشن کردیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے فوراً اُس بچے کو بغداد والے شہنشاہ روحانیت سرکار حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کردیا اور بچے کا نام حضرت مفتی اعظم ہند کے نام پر رکھا یعنی غلام مصطفےٰ رضا۔ حضرت کی دعاؤں سے ان کی گود بھر گئی۔ ڈیڑھ ماہ کے بعد حضرت الہ آباد تشریف لائے تو اس بچے کو داخل سلسلہ فرمایا۔ سیکڑوں آدمی اسٹیشن پر حضرت کو لینے کے لیے پہنچ گئے تھے۔ ادھر وہابیوں کے اضطراب کا عالم انہیں کے سر کے قریب اتنی کھلی ہوئی کرامت حضرت سے ظاہر ہوئی وہ بھی چپکے چپکے لوگوں سے پوچھتے وہ بزرگ کب آئیں گے اور دائیں بائیں دیکھ کر زیارت کے لیے آئے تو اس واقعہ کی صداقت کا اندازہ لگا کر چلے گئے اب وہ بچہ اس وقت ۳ سال کا ہے۔ اب کے سال ان کے یہاں پھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ میری خالہ کے یہاں سب ہی لوگ حضرت کے دامن سے وابستہ ہیں۔

ستنا میں ایک سندھی عورت کا حیرت انگیز واقعہ

ستنا میں حضرت دو روز قیام فرما کر بریلی تشریف لے جارہے تھے۔ حاجی عبد الکریم رضوی صاحب اور ستنا کے سیکڑوں مسلمان حضرت کو اسٹیشن پہنچانے آئے تھے حضرت ٹرین میں بیٹھ چکے تھے کہ بس اچانک حضرت نے قلم دوات مانگی اور جلدی جلدی تعویذ لکھنے لگے۔ تعویذ لکھ کر حضرت نے ایک صاحب کو دیا اور کہا کہ دیکھئے جب آپ لوگ اسٹیشن سے نکلئے گا تو وہاں باہر ایک عورت پیلی چادر اوڑھے جہاں ٹکٹ بکتا ہے وہاں کھڑی ہوگی بس اس کو یہ تعویذ دے دیجئے مگر اس سے کچھ پوچھئے گا نہیں۔ جب حضرت کی ٹرین چھوٹ گئی تو لوگ جب اسٹیشن سے باہر نکلے تو اُسی جگہ پر ایک نوجوان عورت جو ہندو سندھی تھی ایک پیلی چادر اوڑھے کھڑی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو برس رہے تھے وہ بالکل محرومیوں اور ناکامیوں کی ایک زندہ تصویر بنی تھی اور حسرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جن کو حضرت نے تعویذ دیا تھا وہ قریب گئے اور کہا کہ بیٹی کس کو تلاش کر رہی ہو اس عورت نے مسلمان چہرہ دیکھ کر کہا کہ میں نے ابھی ابھی ایک عورت سے سنا کہ بریلی والے حضرت آج ستنا آئے ہیں۔ میں ان کا انتظار بہت دنوں سے کرتی رہی، میں اپنے گھر سے جب کسی طرح قیام گاہ پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ حضرت اسٹیشن جا چکے ہیں اب میں اسٹیشن آگئی تو معلوم ہوا کہ حضرت ریل سے چلے گئے ٹرین چھوٹ گئی اور میں اپنی فریاد ان سے نہ کہہ سکی۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔ لوگ حیران اس عورت کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک حاجی صاحب نے اس کو بتایا کہ اے غم کی ماری عورت اللہ کے بندے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی نگاہِ ولایت دیکھتی رہتی ہے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت نے تجھ کو تعویذ دیا ہے اور ہم لوگوں کو تیری پہچان بھی بتائی کہ ایک عورت باہر ملے گی جو پیلی چادر اوڑھے ہوگی اس کو یہ تعویذ دے دینا۔ وہ عورت

حیران تھی کہ میں یہ کیا سن رہی ہوں۔ میں نے تو حضرت کو ابھی تک دیکھا نہیں بلکہ عورتوں سے سنا ہے کہ وہ نامرادوں کو اپنی دعاؤں سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ حاجت مندوں کو خالی واپس نہیں جانے دیتے۔ اب حاجی صاحب نے اس سے پوچھا بیٹی کیا بات ہے تم کیوں پریشان ہو۔ اس نے نظریں جھکالیں اور کہاں میاں میرے گھر میں کوئی چراغ نہیں ہے۔ میرا شوہر بس اسی وجہ سے مجھے چھوڑنا چاہتا ہے۔ میں نے ہر تدبیر کی مگر حاجی صاحب نے کہا کہ تم خوش قسمت ہو کہ تم کو بغیر دیکھے ہوئے بغیر سنے ہوئے حضرت نے تعویذ دیا اب یہ بتاؤ کہ تم رہتی کہاں ہو اس نے اپنا پتہ بتایا اور حاجی صاحب سے سلام کر کے تعویذ لے کر چلی گئی۔ بتاتے ہیں کہ ایک سال کے بعد حاجی صاحب کو معلوم ہوا کہ وہ عورت ایک بچہ کی ماں بن چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا شاہ احمد روانی خاں کا اعلان

ایک بار گھوسی میں جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ حافظ ملت ۴۰ سال سے درس حدیث دے رہے ہیں۔ ہزاروں علماء آپ کے شاگرد ہیں اور نہایت فراخدل بے تعصب شخصیت کے حامل ہیں۔ حافظ ملت کو جب یہ علم ہوا کہ میں حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت ہو چکا ہوں تو حضرت نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے متعلق بہت سے واقعات بتائے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا پیر اللہ کا ولی ہے۔ ان کی ولایت میں شک کرنا گمراہی ہے۔ کیونکہ حضرت مفتی اعظم ہند جب صرف ۹ سال کے تھے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مشاہیر علماء کے مجمع میں بریلی میں بہت واضح اعلان فرمایا تھا کہ یہ میرا بچہ ولی ہے اس سے فائدہ حاصل کرنا۔ ظاہر ہے کہ جس کو چھ ماہ کی عمر میں خلافت عطا ہو اور جو صرف ۱۳ سال کی عمر میں فتویٰ لکھنا شروع کرے اس کے علم اس کے زہد کا کیا اندازہ۔ اللہ جسے نوازے، اللہ کی رحمتیں جس کے شامل حال ہوں۔

حضرت کی پرہیز گاری

حضرت کھانے پینے میں بڑی احتیاط رکھتے ہیں سوائے مسلمان کے اور کسی کے یہاں کی کوئی چیز نہیں نوش فرماتے یہاں تک کہ وہابیوں کے یہاں کا کھانا پینا بھی ترک۔ ایک بار حضرت اقدس اچانک عیدو بھائی کے مکان پر چند گھنٹوں کے لیے تشریف لائے۔ عیدو بھائی نے حضرت کے ناشتہ کے لیے انتظامات شروع کیے انہوں نے جلدی سے مٹھائی منگوائی، مٹھائی آگئی اور حضرت کے سامنے ناشتہ میں رکھ دی گئی حضرت مولانا ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں بھی جو حضرت کے نواسے اور اعلیٰ حضرت کے پوتے بھی ہیں وہ ہمراہ تھے۔ عیدو بھائی نے جو مٹھائی دیکھی تو گھبرا گئے اب کیا کریں نہ کہتے بنتا ہے نہ چپ رہتے بنتا ہے۔ اسی عالم میں میں نے کہا کہ خاموش رہیے۔ حضرت قطعی نہ کھائیں گے۔ یہی ہوا حضرت نے مٹھائی کا ٹکڑا اٹھایا مگر اپنے دہن مبارک تک لائے اور فرمایا کہ میرا منہ خراب ہے میٹھا نہ کھاؤں گا۔ دیکھیے کتنی بڑی کرامت ہے۔ مگر کس طرح کرامت کے اظہار سے بچ رہے ہیں اگر یہ کہدیں کہ مٹھائی ناپاک ہے تو یہ کرامت کا اظہار ہوا بلکہ یہ فرمارہے ہیں کہ میرا منہ خراب ہے۔ ناپاک کے یہاں کھانے پینے کو منع فرماتے ہیں۔ اب آپ اندازہ کریں کہ ہم صبح وشام کیا کرتے ہیں ایک بار میں بمبئی سے آرہا تھا۔ بمبئی ہوڑہ میل میں ایک صاحب سے حضرت کا ذکر ہوا۔ وہ اعظم گڑھ کے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ راز صاحب آپ نے داڑھی کب سے رکھ لی۔ میں نے ان کو بتایا کہ دو سال ہوئے انہوں نے وجہ پوچھی تو بس فانی کے شعر سے

تذکرہ جب چھیڑا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

میں نے اپنے پیرو مرشد کا روحانی تعارف کرایا وہ حضرت کے بارے میں پہلے سے سن چکے تھے کہنے لگے کہ ایک عرصہ سے ان کی جستجو میں ہوں دیکھئے کب خدا ملاتا ہے میں نے کہا کہ میاں میں بھی حضرت کو دیکھنے کے لیے ۳ ماہ سے بیتاب ہوں کاش کہیں سے کوئی تدبیر اللہ بناتا اور حضرت پیرو مرشد سے ملاقات ہو جاتی۔ رات میں یہ ذکر ہوا تھا۔ صبح ہوئی پھر حضرت کا ذکر ہونے لگا۔ بعض ہندو مسافر بھی حضرت کا ذکر سن کر متاثر ہونے لگے۔ دن میں گاڑی ایک بجے جبل پور کے اسٹیشن پر رکی میں نے سوچا کہ اتر کر پان لے لوں دیکھا کہ اسٹیشن پر مسلمانوں کی بھیڑ تھی۔ میں نے دیکھا تو حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق صاحب مفتی اعظم مدھیہ پردیش اور سیکڑوں مسلمان ان کے ساتھ پلیٹ فارم پر تھے میں نے سلام عرض کیا۔ برہان ملت نے فرمایا کہ حضرت مفتی اعظم اسی ٹرین سے آسنسول تشریف لے جا رہے ہیں۔ جاؤ ویٹنگ روم میں حضرت تشریف فرما ہیں میں دوڑا اور دست بوسی کی حضرت نے فرمایا کہ اچھے ہو۔ میری خوشی کا عالم نہ پوچھئے خداوند قدوس بڑی قدرت والا ہے۔ اس نے میرے پیرومرشد کی زیارت کرادی اب میرے ڈبہ کے ہندو مسلمان جو رات سے حضرت کے واقعات سن رہے تھے حیران ہو گیے کہنے لگے کہ یہ تو عجیب بزرگ ہیں۔

حضرت کے لیے دوسرا ڈبہ تھا مگر حضرت نے میرے ہی ڈبہ میں بیٹھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ ڈبہ والے خوش ہو گئے۔ حضرت ڈبہ میں آکر تشریف فرما ہو گئے اور ادھر جبل پور کے مسلمان روتی ہوئی آنکھوں سے دست بوسی کرنے لگے۔ عجیب رقت انگیز منظر تھا۔ غیر مسلموں پر بھی اس کا بڑا اثر ہوا۔ جب ٹرین چلی تو ڈبہ کے ہندو مسلمان بھی حضرت کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ کہتا ہے۔ غرض کہ اپنی اپنی پریشانیاں

سب بیان کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا میں تم سب کو تعویذ دیتا ہوں مگر میرا سارا سامان دوسرے ڈبے میں رکھا ہے۔ میرے پاس نہ قلم ہے۔ نہ دوات، کسی سے کاغذ لے لو اور ایک پنسل دیدو میں لکھدوں گا۔ ایک صاحب نے ایک ورق کاغذ دیا۔ حضرت نے ان کو تعویذ لکھ کر دے دیا پھر جو آدھا کاغذ بچ گیا اُس پر ایک ہندو صاحب پٹنہ کے رئیس تھے ان کے لیے تعویذ لکھا مگر جب ان کو تعویذ دینے لگے تو فرمایا کہ جس صاحب کا یہ کاغذ ہے ان کو بلا کر لائیے اب لوگو نے کہا کہ حضور وہ بغل کے ڈبے میں بیٹھے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بلا لیجئے ایک صاحب جا کر ان کو بلا لائے تو ان سے حضرت نے دریافت کیا کہ میں نے یہ کاغذ جو بچ گیا اس پر تعویذ لکھ دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان صاحب کو دیدوں یہ سن کر وہ صاحب بولے کہ حضور اس میں کونسی پوچھنے کی بات ہے یہ تو صرف ذرا سا کاغذ ہے میں آپ کے لیے اپنی جان دے سکتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تمہاری امانت تھی ذرا سی ہو یا بہت سی، بغیر پوچھے کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر تمام ڈبہ کے لوگ چونک اٹھے کہنے لگے کہ اسلام میں اس قدر دیانتداری ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

اب سنیئے پرہیز گاری کا دوسرا واقعہ

میرے ساتھ بمبئی کی کچھ افلاطون مٹھائی اور نان خطائی تھی۔ میں نے افلاطون مٹھائی حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ میں جانتا تھا کہ یہ وہاں کے ایک بڑے تاجر مگر وہابی کے یہاں کی ہے مگر حضرت کے سامنے پیش کر دی۔ حضرت سے میں بار بار کہتا رہا کہ حضرت بس چکھ لیں۔ مگر حضرت انکار فرماتے رہے۔ یک بہ یک مجھے خیال ہوا کہ یہ تو وہابی کے یہاں کی مٹھائی ہے۔ میں نے نان خطائی جو ایک سنی کے یہاں سے لی تھی حاضر کی۔ حضرت نے فوراً چکھ لیا۔ دیکھا آپ نے اللہ پرہیز گار بندوں کو کس کس طرح بچاتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند کی نماز عصر

ایک بار میں بلرام پور سے حضرت کو لے کر بذریعہ بس الہ آباد آ رہا تھا، حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب جو ایک زبردست عالم ہیں وہ بھی ہمراہ تھے الہ آباد کے قریب بس پھاپھامئو کے پل پر آکر رُک گئی۔ دریائے گنگا پر یہ پل ہے چونکہ پل پر ایک بس آجاسکتی ہے اس لیے بس رُک گئی تھی کہ اُدھر سے آنے والی بسیں نکل جائیں تو یہ جائے۔ حضرت نے سامنے دیکھا کہ سورج ڈوبنے والا ہے حضرت نے فرمایا کہ نماز عصر کہاں پڑھی جائے گی میں نے کہا کہ حضرت الہ آباد میں حضرت نے فرمایا کہ الہ آباد پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو جائے گا۔ اور یہ کہہ کر حضرت بڑی تیزی سے جانماز اور لوٹا لے کر بس سے اتر گئے۔ سڑک کے کنارے بہت گہرے غار میں برسات کا پانی جمع تھا حضرت نے اس پانی کو دیکھ کر فرمایا کہ میں وہیں وضو کروں گا اور یہ کہہ کر اس گہرائی میں تیزی سے اترنے لگے اور اس قدر مزاج برہم تھا کہ میں اور مفتی رضوان الرحمٰن ڈرنے لگے کہ آج تک حضرت کو اس قدر برہم ہوتے نہیں دیکھا بس حضرت کی زبان سے یہی جملہ بار بار نکلتا تھا کہ ''ارے میری نماز عصر ارے میری نماز عصر، یا اللہ کرم فرمادے اور میں نماز ادا کرلوں کیا غضب ہے کہ سورج ڈوبا جارہا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے حضرت بے تحاشہ گہرائی کی طرف اترنے لگے راہ چلنے والے روک رہے ہیں۔ پولیس والا آواز دے رہا کہ آپ گر پڑیں گے۔ مگر وہ اسی تیزی سے نیچے اتر جارہے تھے۔ میں نے دوڑ کر حضرت کا ایک ہاتھ کسی طرح پکڑا۔ مگر اس قدر قوت کہ میں بتا نہیں سکتا۔ بس یہ معلوم ہوتا تھا ہم لوگ اب گرے تب گرے مگر حضرت پانی کے قریب پہنچ گئے۔ اب جب پانی میں اپنا لوٹا ڈالا تو کیچڑ اور پانی کنارے پر ایک ساتھ نکلا۔ میری طرف حضرت نے اپنا رومال پھینک کر فرمایا کہ تم تو اپنی نماز پڑھو تم وضو سے ہو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور نماز پڑھنے لگا۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اچانک حضرت اس پانی میں چل کر بیچ میں پہنچ گئے اور ایک پتھر بیچ

پانی میں ابھر آیا اس پر بیٹھ کر وضو فرما رہے ہیں میری آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ یا اللہ یہ نحیف و کمزور بزرگ اور کس طرح بیچ پانی میں پہنچ گئے۔ اور یہ پتھر بیچ میں کس نے اور کب رکھ دیا۔ حضرت نے وضو کیا اور واپس پانی میں ہوتے ہوئے کنارے تشریف لائے۔ ادھر حضرت نے مصلیٰ پر نماز عصر شروع کر دی اور ادھر میں نے دیکھا اور سڑک پر لوگ حیرت سے یہ تمام منظر دیکھ رہے تھے۔ بس چونکہ میل تھی اس لیے وہ چلی گئی اور سارا سامان بس میں تھا مگر مفتی رضوان الرحمٰن صاحب بس میں تھے۔ میرا ہینڈ بیگ جس میں تین سو روپے بھی تھے حضرت کی سیٹ کے نیچے بس میں پڑا تھا۔ اب حضرت نے نماز ختم کی اور دعا فرما کر اٹھے اور اوپر جب آئے تو بالکل خاموش ساری الجھن ناراضگی ختم ہو چکی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ لوگ دوڑ پڑے لوگ کہتے تھے کہ حضرت ہم وضو کا پانی کسی جگہ سے منگا دیتے۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ ہر پانی سے وضو نہیں ہوتا۔ بس یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ لوگ دست بوسی کرنے لگے اور بھیڑ لگا کر حضرت کی نورانی شکل دیکھتے رہے۔ دوسری بس پولیس والوں نے رکوا کر حضرت کو سوار کرایا۔ اب مجھے اپنے بیگ کا خیال آنے لگا۔ میں نے حضرت سے بہت ادب سے بتایا کہ حضرت بیگ وہیں آپ کی سیٹ کے نیچے رکھا تھا معلوم نہیں مفتی صاحب کو اس بیگ کے بارے میں علم ہے کہ نہیں۔ کیونکہ سارا سامان اوپر ہے وہ بیگ کیوں اٹھائیں گے وہاں ان کی نظر بھی نہ جائے گی۔ حضرت خاموش رہے پھر فرمایا کہ اللہ حفاظت کرنے والا ہے۔ آپ مت گھبرائیے۔ بیگ انشاء اللہ مل جائے گا۔ جب ہم لوگ قیام گاہ پر پہنچے تو سارا سامان موجود تھا۔ اور میرا بیگ اوپر ہی رکھا تھا۔ آپ نے دیکھا اللہ والوں کی نماز ایسی ہوتی ہے کسی حالت میں نماز قضا نہیں ہوتی۔ نماز کی کتنی بڑی فضیلت ہے کتنی اہمیت ہے۔ یہ بے نمازی پیر نہیں کہ جاؤ بس مرید ہو جاؤ نماز، روزہ سب معاف بلکہ اپنے مرید کو ایک سچا مسلمان بنا دیتے ہیں۔ اور ایک پیکر عمل بنا دیتے ہیں۔ زندگی کا رخ بدل دیتے ہیں۔ دل میں خوف

الٰہی پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی لوگ صحیح معنی میں پیرو مرشد کہلانے کے مستحق ہیں۔ جو شریعت و طریقت کے سنگم ہیں۔ بغیر شریعت کے طریقت کہاں۔ شریعت کی پابندیوں سے تو ایمان نکھرتا ہے۔

نماز قضا ہونے پر ناراضگی

ایک بار فتح پور میں ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی ﷺ حضرت کی آمد پر منعقد کیا گیا تھا ہزاروں مسلمان میلوں سے اس عارف باللہ کی زیارت کے لیے امنڈ پڑے تھے۔ رات ۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔ ۲ بجے کے بعد حضرت نے سیکڑوں مسلمانوں کو مرید کیا اور میں جا کر ایک جگہ کمرے میں سو گیا۔ نماز فجر قضا ہو گئی۔ اسی دن الہ آباد سے حضرت کی روانگی تھی۔ میں صبح اٹھا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا مگر میری طرف التفات نہ فرمائی نہ کچھ پوچھا بس سلام کا جواب دے دیا۔ میں گھنٹوں بیٹھا رہا مگر کچھ نہیں فرمایا۔ دوپہر کو نماز ظہر کے لیے حضرت اٹھے چونکہ قیام گاہ پر صبح سے ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ تھی ۲ بج گئے۔ حضرت جب ظہر کی نماز کو تشریف لے گئے تو میں نے حضرت کی قیام گاہ جو امین الدین چیئرمین کا مکان ہے وہیں دراز ہو گیا اور چیئرمین صاحب کے صاحبزادے انجینئر صاحب حضرت کے بارے میں مجھ سے بات کرنے لگے۔

میں نے سوچا کہ حضرت نماز پڑھ کر جب تک آئیں گے سو لوں گا۔ اور پھر جب حضرت آئیں تو میں جا کر نماز پڑھوں گا یہ سوچ کر میں بات کرتے کرتے سو گیا۔ بس کسی نے میرے کان میں کہا کہ اٹھیے حضرت تشریف لا رہے ہیں۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ انجینئر صاحب بھی لیٹے ہوئے تھے مجھ سے کہنے لگے کہ ابھی سوئیے حضرت مسجد میں ہیں وہاں بھیڑ لگی ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں صاحب حضرت آنے والے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں۔ میں حیرت میں ڈوب گیا جبکہ کسی نے میرے کان میں سوتے وقت یہ کچھ نہیں کہا تو آخر یہ آواز کس کی تھی۔ حضرت جیسے ہی تشریف لائے پھر پھر

لگ گئی۔ سب نے کہا کہ حضرت چارپائی پر بیٹھئے اور آرام فرمائیں۔ حضرت چارپائی پر جیسے ہی بیٹھے میں نے پاؤں دابنا چاہا حضرت نے برہمی کے عالم میں فرمایا کہ نہیں پاؤں چھوڑ یئے۔ میں نے کہا کہ حضرت کچھ تو خدمت کرنے دیجئے۔ بس حضرت نے بگڑ کر فرمایا کہ جایئے پہلے نماز ادا کیجئے۔ فریضہ ترک کر کے میری خدمت کرنے چلے ہیں۔ اب بتایئے؟ حضرت کو اس کا کیا علم تھا کہ میں نے فجر کی نماز نہیں پڑھی یا ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ یہ ہے حضرت کے کشف کا عالم۔ مرید سے نماز قضا ہو تو اس کی طرف التفاف نہ فرمائیں۔ اللہ اللہ کیا مقامِ عارفانہ ہے۔ ایک عارف کی یہی پہچان ہے۔

ایک زبردست کرامت

الہ آباد سے کچھ دور پچھم میں ایک مشہور قصبہ اسمٰعیل پور ہے۔ جو کڑا کے قریب واقع ہے۔ وہاں کے لوگ حضرت کا نام سن کر کنڈہ ضلع پرتاب گڑھ کے ایک جلسے میں گئے۔ حضرت کا نام لوگوں نے اشتہار میں دے دیا تھا مگر غیر ذمہ داری سے یہ کام ہوا تھا حضرت اس جلسے میں تشریف نہیں لائے۔ اسمٰعیل پور کے لوگ دو روز حضرت کا انتظار کر کے جب واپس ہوئے تو آتے وقت ان لوگوں نے اپنی اپنی مختلف حاجتوں کے بارے میں ایک ایک پرچی لکھ کر ایک صاحب کو دے دی تھی جب یہ لوگ واپس آئے اور حضرت کی زیارت سے محروم تھے۔ اور جھنجھلائے ہوئے تھے۔ تو جن صاحب کے پاس وہ پرچے تھے انہوں نے کہا کہ بھئی پرچے لے لو اور بریلی شریف بھیج دینا۔ ایک آدمی بگڑ کر بولا ''اماں پرچہ پھینکو بڑا نام سنا تھا اور ہم گئے تو آئے بھی نہیں۔ بلا وجہ اتنی تکلیف اٹھائی اگر بزرگ ہوتے تو ہم سب کا کام ضرور ہو جاتا۔'' جن صاحب کے پاس یہ پرچے تھے انہوں نے جب اپنی جیب سے پرچہ نکالا تو دیکھا جتنے پرچے تھے سب کی پشت پر حضرت ہی کے قلم سے اور حضرت ہی کی تحریر میں ہر سوال کا جواب موجود تھا۔ یہاں تک کہ تعویذ

الگ لکھے تھے۔ ایک پرچے میں مسئلہ پوچھا تھا اس کا جواب بھی موجود تھا اور حضرت کے دستخط موجود تھے۔ لوگ حیران رہ گئے۔ ڈاکٹر حافظ شیر زماں خاں صاحب جو اسمٰعیل پور کے مشہور آدمی ہیں اور وہ حضرت کے مرید بھی ہیں۔ ان کے پاس حضرت کے کئی خط رکھے تھے۔ اس خط سے ان پرچوں کی تحریر ملائی گئی تو بالکل وہی تحریر تھی کسی قسم کا فرق نہیں۔ لوگوں نے اس پرچے کو لے کر اپنے پاس ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا ایک صاحب نے تو کہا اگر کوئی ہمیں دس ہزار روپیہ بھی دے تو ہم اس پرچہ کو نہ دیں گے بلکہ ہم اپنی قبر میں یہ پرچہ رکھوائیں گے۔

اسمٰعیل پور میں حضرت کی آمد

دوسرے سال حضرت نے ان مسلمانوں کی گذارش پر اسمٰعیل پور آنا منظور کر لیا۔ اس جلسے میں میں بھی گیا تو بالکل چھوٹا سا قصبہ ہے مگر اس قدر ہجوم تھا کہ شہر کے جلسوں میں بھی اتنی بھیڑ نہیں ہوتی۔ بالکل جنگل میں منگل تھا۔ مگر حضرت مغرب کی نماز تک نہیں پہنچے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب تشریف نہیں لائیں گے۔ دیہات اور پھر راستہ بالکل ناہموار۔ میں نے کہا کہ حضرت کے آنے کی قطعی امید نہیں ہے۔ مگر وہاں کے لوگوں کو پورا یقین تھا۔ ان لوگوں نے بتایا کہ حضرت نے فرمایا کہ میں ہر صورت میں تمہارے یہاں ضرور آؤں گا۔ عشاء کی نماز ہو رہی تھی، مسجد بھری تھی، ایک صدیقی صاحب جو کڑے کے رہنے والے ہیں نماز پڑھ رہے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے سلام پھیرا ان کے منہ سے خود بخود نکلا کہ وہ آ گئے۔ جیسے سب نے سنا وہ بھی مجھ سے کہنے لگے کہ صاحب مجھے بڑی حیرت ہے کہ میرے منہ سے یہ جملہ کیوں نکلا کہ وہ آ گئے۔ وہ صاحب ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ دور سے نعرہ تکبیر کی آواز آنے لگی اور لوگ دیوانہ وار سڑک کی طرف دوڑنے لگے۔ میں نے دیکھا دور سے کار کی آواز آ رہی تھی۔ جیسے جیسے کار کھیتوں

میں سے ہو کر قریب ہوتی جارہی تھی ہجوم بے تاب ہوا جاتا تھا نعرہ تکبیر نعرہ رسالت کی آواز سے پوری فضا گونج رہی تھی۔ حضرت کی کار آکر رکی تو لوگ کار ہی پر گرے پڑ رہے تھے۔ چاروں طرف دیہات کے نوجوانوں نے لاٹھی تھام تھام کر ایک حلقہ بنالیا تھا۔ اور شہزادہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ تاجدار اہلسنت عارف باللہ اپنی نورانی شکل کی جھلک دکھاتے ہوئے نمودار ہوئے جیسے چاند بادل سے اچانک نکلے، جیسے گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن آجائے۔ مدت سے دیدار کے پیاسے حضرت پر نثار ہونے لگے۔ ایک شمع ولایت روشن تھی اور پروانے نثار ہو رہے تھے۔ عجیب ایمان افروز منظر تھا۔ سر درات مگر ہجوم کا عالم کہیں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں۔ ہزاروں مسلمان داخل سلسلہ ہوئے۔

داڑھی منڈوانے پر سخت برہمی

ابھی ابھی اگست ۱۹۷۲ء میں حضرت الہ آباد تشریف لائے اور الحاج عیدو بھائی کے یہاں قیام ہوا۔ تعویذ لینے والوں کا ہجوم تھا۔ ایک صاحب جو میرے محلے کے رہنے والے ہیں ان کا نام شہزادے ہے۔ وہ تعویذ لینے کے لیے حضرت کی خدمت میں دیر سے بیٹھے تھے۔ جیسے ہی حضرت نے ان کی طرف تعویذ بڑھایا۔ انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھادیا۔ بس کیا تھا کہ حضرت برہم ہوگئے اور فرمانے لگے کیا آفت آگئی ہے کہ لوگ گلا کھلا رکھتے ہیں ٹوپی سر پر نہیں رکھتے۔ اور ان کی طرف دیکھ کر بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ بایاں ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ بس صبح و شام داڑھی منڈوانا۔ اور بس صبح شام داڑھی صاف کرانا ان کا معمول بن گیا ہے اور اپنے گھروں میں برکت تلاش کرتے ہیں بے برکتی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس قدر برہم تھے کہ لوگ گھبرا گئے۔ مگر شہزادے میاں سر جھکائے خاموشی سے سن رہے تھے۔ پھر حضرت نے ان کو داہنے ہاتھ میں تعویذ دیا اور نہایت ملائم لہجہ میں تعویذ کے لیے ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ پڑھو، یہ پڑھو اللہ برکت

دے گا۔ صبح مجھے معلوم ہوا کہ یہ صاحب اب سے ایک سال قبل داڑھی رکھے تھے چھ ماہ ہوئے کہ انہوں نے داڑھی منڈوادی تھی۔ اب سوچئے کہ اور بھی لوگ حضرت کی خدمت میں بغیر داڑھی صبح وشام ہوتے رہتے ہیں مگر کسی کو اتنا نہیں ڈانٹتے۔ نگاہ ولایت کہاں تک دیکھتی ہے۔ دوسرے ہی دن سے شہزادے میاں نماز پڑھنے لگے۔ خدا ان کو ہمیشہ کے لیے نمازی بنادے۔ مرید ہونے سے قبل میں بھی داڑھی نہیں رکھے تھا۔ مرید ہونے کے بعد بس عجیب سی الجھن رہنے لگی۔ بس کبھی یہ معلوم ہوتا کہ میرے منہ پر کوئی ابھی آکر طمانچہ مارنے والا ہے یہ کیفت روز ہوتی میں نہیں سمجھ پارہا تھا۔ اب جبکہ میں آئینے میں اپنی صورت دیکھتا تو مجھے اپنا چہرہ نہایت مکروہ معلوم ہوتا اپنی صورت دیکھ کر مجھے وحشت ہونے لگتی۔ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ میں چارپائی پر لیٹا ہوں اور سامنے سے ایک بزرگ جن کی ریش مبارک اس قدر نورانی ہے کہ اس سے روشنی بالکل اس طرح نکل رہی ہے جیسے رات میں کوئی گیس جلادے میں لیٹے لیٹے خواب ہی میں سوچ رہا تھا کہ ایسی داڑھی تو کسی کی نہیں دیکھی کہ داڑھی میں اس قدر روشنی اور وہ ریش مبارک بہت ہی خوبصورت تھی اوران بزرگ کا حلیہ مبارک بڑا ہی نورانی تھا۔ وہ مجھے دور سے دیکھ کر دوسری گلی میں چلے گئے اور میں ان کے قریب نہ جاسکا۔ دوسرے دن اُٹھ کر میں نے طے کرلیا آج سے داڑھی رکھ لوں گا اور میں نے داڑھی رکھ لی۔ اُسی دن سے میرا چہرہ مجھے خود اچھا لگنے لگا۔

حضرت کی زبردست کرامت

قاری الحاج حضرت مولانا حبیب اشرف صاحب سنبھلی جو ملک کے ایک مایۂ ناز مقرر ہیں اور بہترین قاری ہیں۔ انہوں نے حیرت انگیز واقعہ بتایا کہ میرے گھر پر میرے سب سے بڑے بھائی مولانا قاری محمد حسن سنبھلی جو کانپور میں امام ہیں اور مولانا احمد

حسن سنبھلی اور والد صاحب حضرت مولانا خادم حسن اشرفی سنبھلی ایک نشست میں گفتگو کر رہے تھے۔ مجھ سے کہا گیا کہ حبیب اشرف اب تم کسی سے مرید بھی ہو جاؤ۔ عالم ہو گئے۔ تقریریں کرنے کے لیے ہر طرف جاتے ہو صرف مرید نہیں ہو۔ والد صاحب نے کہا کہ بھئی یہ تم خود سوچو وہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے یہ ایک مشکل سوال تھا کیونکہ حضرت محدث اعظم ہند حیات ظاہری میں تھے ادھر حضرت مفتی اعظم ہند بھی بریلی شریف میں رونق افروز تھے بس یہ دونوں بزرگ میری نظر میں تھے۔ اب ان میں سے کس سے بیعت ہوں۔ میرے لیے یہ طے کرنا مشکل تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دل میں طے کر لیا کہ ان دونوں بزرگوں میں سب سے پہلے جس بزرگ کی زیارت ہو گی اور جس کے پاس گلاب کا پھول ہوگا۔ اسی سے بیعت ہو جاؤں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں فیصلہ کر کے سویا دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے بعد سنبھل میں کسی نے میرے مکان کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو میری آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں کہ میں نے دیکھا تاجدار اہل سنت عارف باللہ دروازے پر تنہا کھڑے ہیں اور رکشہ سامنے موجود ہے اور حضرت کے گلے میں گلاب کا ہار ہے۔ یہ دیکھنا تھا کہ میں نے قدم بوسی کی اور حضرت کو گھر میں لایا میرے والدین کو سخت تعجب ہوا کہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت جس کے آگے پیچھے ہزاروں آدمی چلتے ہیں۔ آج صبح صبح اچانک تنہا کیسے تشریف لے آئے اور بریلی سنبھل سے سیکڑوں میل دور ہے۔ حضرت آتے تو اطلاع پہلے آتی، استقبال کی تیاریاں ہوتیں۔ شہر میں اعلان ہوتا۔ یہ کیا معاملہ ہے مگر میرے والدین میرے بھائیوں کو یہ کیا معلوم تھا کہ میں نے رات اپنے دل میں کیا طے کیا تھا جیسے ہی حضرت اندر مکان میں تشریف لائے وہ گلاب کا ہار اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا اور فرمایا کہ بھئی اب تو تم عالم بھی ہو گئے قاری بھی ہو گئے میں نے تم کو کوئی انعام نہیں دیا۔ فرط مسرت سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں سوچنے لگا کہ اے میرے رب تو نے کیسے کیسے بندے پیدا

کیے ہیں۔ یہ تیرے چاہنے والے، یہ تیرے مقرب بندے کتنا علم رکھتے ہیں۔ اے میرے رب آخر وہ بھی تو تیرے بندے ہیں جو تیرے محبوب کے علم غیب کے قائل نہیں ہیں میں یہ سوچتا ہوں۔ دوڑ کر والدہ صاحبہ کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ میں نے خوش نصیبی سے پیر کامل پالیا۔ میں مرید ہونے جارہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے حضرت کے لیے کچھ کپڑے اور روپے نذر کے لیے دیے میں خوش خوش آیا اور حضرت کی غلامی میں آ گیا۔ غلامی میں آنے کے بعد میں نے رات کا واقعہ بتایا تو حضرت نے فرمایا حبیب اشرف توبہ کرو مجھے قطعی علم نہیں تھا۔ ایک صاحب رات کو میرے پاس بریلی پہنچے جو یہاں سے قریب ہی رہتے ہیں ان کی اہلیہ سخت بیمار ہیں ان کو مرید کرانے کے لیے مجھے بریلی سے کار میں لے آئے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میں نے مسجد میں سوچا کہ تم کو دیکھو اور میں مسجد ہی سے نماز کے بعد تمہارے گھر رکشے والے سے پتہ پوچھ کر چلا آیا مجھے کیا معلوم کہ تم نے کیا فیصلہ کیا تھا۔ یہ تو محض حسن اتفاق ہے کہ اللہ نے کرم فرمایا کہ مجھے تمہارے دروازے پر بھیج دیا۔ مولانا حبیب اشرف صاحب اوران کے والدین سمجھ گئے کہ یہ حضرت کی زبردست کرامت ہے، مگر چھپا رہے ہیں۔ اتنی دیر میں لوگوں کا مجمع ٹوٹ پڑا۔ بس کیا تھا بھیڑ لگ گئی اور دعا تعویذ شروع ہوگئی۔ مولانا حبیب اشرف بتاتے ہیں کہ میں اس واقعہ کے بعد احمد آباد کے جلسے میں گیا۔ واپسی میں سلطان الہند غریب نواز حضور خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی میں نے خواجہ ہند کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور میں اب حضرت مفتی اعظم ہند کی غلامی میں آچکا ہوں۔ ایک تمنا اور ہے کہ میری حاضری دربار مصطفٰے ﷺ میں بھی ہو جائے اور فریضہ حج بھی ادا کرلوں۔ بس اتنی التجا کر کے رخصت ہو رہا ہوں۔ میرے سرکار غریب نواز آپ نے کبھی کسی کو نامراد واپس نہیں کیا مجھے بھی نوازیئے۔ یہ منگتا اجمیر مقدس سے خالی نہ جائے گا میں نے رو رو کر خواجہ اجمیری کی بارگاہ میں یہ التجا کی تھی، بس کیا تھا، میرے غریب نواز واقعی غریب نواز

ہیں۔ وہاں اچھے برے سب کی سنی جاتی ہے وہ...... سلطان الہند ہیں۔ محبوب ربانی ہیں۔
میں اسٹیشن آیا ٹرین میں سکنڈ کلاس میں آرام سے سو گیا رات تقریباً ۱۲ بجے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں عرب کی سرزمین پر پہنچ گیا اور مکہ شریف میں ہوں ایک صاحب میرے سامنے نہایت سادے لباس میں آئے اور فرمایا کہ صحابہ کرام کی زیارت کرو گے میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کے کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں چلا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حطیم شریف ہے۔ وہ دیکھو حبیب اشرف صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جیسے ہی نظر اُٹھائی چار بزرگوں کو سفید سفید عمامہ میں اور تہبند اور کرتا پہنے ہوئے دیکھا۔ میں نے ادب سے سر جھکا لیا اور اپنی نظریں نیچی کر کے کھڑا ہی ہوا تھا کہ ایک آواز آئی کہ حبیب اشرف تم جانتے ہو کہ حضرت اُم ہانی حضور کی کون تھیں یہ آواز جب میں نے سُنی تو یہ آواز میرے پیر و مرشد کی تھی۔ یعنی حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ مجھ سے ہی سوال کر رہے تھے۔ میں نے اوپر نظر کی تو وہی چار بزرگ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں جانتا ہوں مگر اس وقت میری زبان خشک ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چلو تم کو حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ کا مکان دکھائیں۔ میرے ساتھ یہ چاروں بزرگ چلے۔ دو ہی قدم چلا تھا کہ ایک مکان کے سامنے آ گیا اس کی چھت پر یہ حضرات مجھے لے کر چڑھ گئے اور مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہاں سے سرکار مدینہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا روضہ اقدس نظر آنے لگا میں نے روضہ پر نظر پڑتے ہی صلوۃ وسلام پڑھنا شروع کیا۔ میں نے نظریں جھکا کر عرض کیا مجھے حیرت ہے کہ یہاں سے مدینہ منورہ بہت دور ہے مگر روضہ اقدس اس قدر صاف دکھائی دیتا ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں میاں مکہ شریف میں یہ ایک مکان ایسا ہے جس سے روضہ اقدس صاف دکھائی دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے زور سے یا رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ میرے ڈبے کے لوگ حیران ہو گئے اور پورا ڈبہ خوشبو سے مہکنے لگا۔ قلب پر عجیب خوشگوار

کیفیت طاری ہوئی اور رات بھر میں اس خواب کی لذت لیتا رہا اور میری آنکھیں جاگتی رہیں۔ مسافر سب سو رہے تھے۔ میرا نصیب جاگ رہا تھا، میری آنکھیں جاگ رہی تھیں۔ میں نے اپنے مرشد کامل کی یہ دوسری کرامت اور ان کی منزلت دیکھی۔ اگر پیر چاہے تو مرید کو کیا نہیں دکھا سکتا۔ مگر دیکھنے والی آنکھیں ہوں۔ قلب و نظر میں وسعت ہو۔ مولانا حبیب اشرف صاحب کہتے ہیں کہ میں گھر آیا اور گھر آتے ہی مجھے کانپور جانا پڑا۔ وہاں تقریر تھی۔ تقریر کے بعد ایک صاحب مجھ سے ملے جو میرے بڑے کرم فرما تھے۔ نہوں نے کہا کہ اس سال میں حج کو جانے والا ہوں سوچتا ہوں کہ تمہارا ساتھ ہو تو کیا اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ "میاں اندھا کیا مانگے دو آنکھ۔"

قاری حبیب اشرف حج کے لیے روانہ

وہ بتاتے ہیں کہ میری درخواست منظور ہوئی۔ میں نے حضرت پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کرائی تھی۔ اب جب میں سفر حرمین شریفین کے لیے جانے لگا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا مجدد دین و ملت امام اہلسنت عظیم البرکت حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی اور حج کے سفر پر چل دیا۔

واقعی حضرت مفتی اعظم ہند کی زیارت حطیم شریف میں

حضرت ہندوستان ہی میں تھے میں سرزمین عرب پر کشاں کشاں لرزاں لرزاں پہنچا اور اپنی خوش بختی پر ناز کر رہا تھا کہ مجھے اتنی کم عمری میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ میرے ساتھ کانپور کے حاجی صاحب بھی تھے۔ ابھی ہم لوگ حطیم شریف کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک لوگوں کے ہجوم میں حضرت پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند اسی لباس میں نظر آئے جس لباس میں میں نے ان کو اب سے پہلے خواب میں دیکھا تھا۔ مگر

یہ خواب نہیں تھا بلکہ عالم حقیقت میں میں اپنے ماتھے کی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جیسے ہی میں دوڑ کر حضرت کی طرف بڑھا حضرت اسی بھیڑ میں گم ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں میرا پورا جسم کانپنے لگا۔ میرے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ میں جانتا تھا کہ حضرت نہ حج میں تشریف لائے ہیں نہ تیاری تھی۔ مگر اللہ اللہ میرے پیر و مرشد کی مقبولیت بارگاہ خداوندی میں کتنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ہر طرف نظریں دوڑاتا رہا۔ ڈھونڈتا رہا کہ پھر ایک بار حضرت کی زیارت کہیں نصیب ہو جائے مگر کہاں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں امام اہلسنت عظیم البرکت اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ اجل حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ جو ہندوستان سے ہجرت کر کے عرصہ دراز سے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ کے ارشاد کے مطابق مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ حج سے فارغ ہو کر محبوب رب العالمین گنبد خضرا کے مکین کی بارگاہ بیکس پناہ میں خوش نصیبی سے حاضر ہوا تو میں مدینہ شریف میں ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ وہ وہاں کے زبردست علماء میں ہیں اور ہزاروں عالم ان کے مرید و شاگرد ہیں۔ اعلیٰ حضرتؒ کے سچے نائب ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے قریب ہی ایک مکان میں مقیم ہیں۔ ان سے میں نے اپنے سارے واقعات بتائے۔ انہوں نے فرمایا کہ مولانا آپ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ مقام و منصب کو بڑے بڑے نہیں سمجھے وہ سرکار ابد قرار مدنی تاجدار سید عالم نور مجسم ﷺ کے کیسے عاشق ہیں۔ ان کی رسائی بارگاہ محبوب ﷺ تک ہے۔ حضرت علامہ الحاج ضیاء الدین فرمانے لگے کہ ایک بار مجھ پر فالج کا اثر ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں لنج ہو گئے۔ میں ہر وقت لیٹا رہتا مجھے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف سے خادم بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے ایک شب رو رو کر بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں عرض کیا "یا رسول اللہ مجھ کو میرے پیر و مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا

تھا۔ اے میرے آقا، اے سرکار مجھ سے شاید کوئی غلطی ہوئی جس کی یہ سزا ملی ہے۔ میرے پیرومرشد کے صدقے میں مجھے معاف فرمادیں اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں اور اسی طرح میں نے محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ بس کیا تھا کہ میاں جب رات کو سویا تو میں نے دیکھا میرے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اور تین بزرگ اُن کے ہمراہ نہایت نورانی چہرہ والے میرے غریب خانے میں آئے اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہ نفس نفیس خود تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا دیکھو یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ بس میرے سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ نے میرے جسم پر ایک بار اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اٹھو میں جب اٹھ کر خواب میں کھڑا ہوا تو یہ تینوں حضرات نماز پڑھنے لگے۔ میری آنکھیں جب کھلیں تو میں چارپائی سے اتر کر نیچے کھڑا تھا۔ میں نے نعرۂ رسالت لگایا۔ میرے بچے دوڑ پڑے اور مجھے دیکھ کر حیران ہوگئے میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہ سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لاکر رکھو۔ کیونکہ یہاں ابھی ابھی میرے پیرومرشد اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں بالکل ٹھیک تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔ دیکھا اعلیٰ حضرت کا مقام۔ مقبولیت میاں تمہارے پیرومرشد اعلیٰ حضرت کے جانشین ہیں۔ ان کے شہزادے ہیں۔ اپنے وقت کے عارف ہیں، قطب ہیں تم نے ان کو کیا سمجھا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم عالیہ قدسیہ کے چہرے پر علمائے ظاہرین نے محض مفتی اعظم ہند کی نقاب ڈال رکھی تھی مگر

ایک ولی کا چہرہ کہیں چھپانے سے چھپتا ہے خوشبو نہیں چھپتی۔

نکل کے صحنِ گلستاں سے دور دور گئی
یہ بوئے گل بھی کہیں قید رہنے والی ہے

یہی حال حضرت کی ولایت کا ہے۔ آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں حضرت کی بزرگی اوران کی پرہیزگاری کے عام چرچے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرزمین عرب پر تقریباً ساتھ سو خوش نصیب حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے اور جن میں مقتدر علماء بھی ہیں۔ صلحا بھی ہیں مکہ شریف میں، مدینہ شریف میں بہت سے علماء کو حضرت نے خلافت سے نوازا اور سلسلہ رضویہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اب سنیے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حضرت کی مقبولیت کا عالم۔

حضرت مفتی اعظم ہند نہایت پابندی سے ہر سال عرس میں شرکت فرماتے ہیں۔

سلطان الہند غریب نواز نے نسبت قادری کی وجہ سے پہلی حاضری سے سرفراز فرمایا

میں نے ایک عجیب وغریب واقعہ درویش کامل فقیہ اعظم مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم عالیہ کی زبان سے سنا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ جو شخص میری قبر پر سب سے پہلے صبح حاضری دے گا وہ جو کچھ کہے گا وہ بات اس کی پوری ہوگی۔ میں نے بہت چاہا کہ کسی صورت سے میری پہلی حاضری ہو جائے۔ مگر میں جب اجمیر شریف جاتا وہاں جا کر بھول جاتا اور صبح نماز فجر سے قبل حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ کھلتا ہے۔ اس وقت سیکڑوں آدمی اسی لالچ میں بیٹھے رہتے ہیں۔ جس کی حاضری غریب نواز قبول فرمالیں۔ مگر سنا ہے کہ پہلی حاضری کے لیے وہاں کے خدام کی بڑی ہی خدمت

کرنی پڑتی ہے اور خادم بہت کوشش کرتے ہیں تب کہیں جا کر پہلی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ عرس کے موقع پر بہت ہی مشکل ہوتا ہے میں ایک بار اجمیر شریف میں ریلوے کے ایک مشاعرے میں گیا۔ ہوٹل میں قیام تھا۔ اس دن مجھے یاد تھا اور حضرت سے مرید بھی ہو چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ آج رات مشاعرہ ختم کر کے آستانہ عالیہ پر حاضری دوں گا اس کے لیے میں تو وہاں کے ایک خادم صاحب فضل متین جو شاعر بھی تھے اُن سے کہہ رکھا تھا کہ میری پہلی حاضری آپ آج کرادیں تو بڑا کرم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مشاعرے کے بعد آپ میرے پاس آیئے گا۔ میں ضرور کوشش کروں گا اور غریب نواز قبول فرمائیں تو سب ٹھیک ہے۔ ورنہ برسوں پڑے رہیے اور حاضری نہ ہو۔ اتفاق سے ۲ بجے رات مشاعرہ ختم ہو گیا۔ آستانہ عالیہ پر پہنچا۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ حضرت خواجہ کا گنبد روشن قندیل کی طرح منورہ تھا۔ میں نے دیکھا لوگ ۲ بجے رات کہیں حضرت غریب نواز کے روضہ کی دیوار تھام کر سسک سسک کر رو رہے ہیں۔ کہیں کوئی فقیر گدڑی پوش صرف گنبد کو ایک ٹک دیکھے جا رہا ہے، کوئی رو رہا ہے کوئی فریاد کر رہا ہے، کوئی قرآن پڑھ رہا ہے، کوئی نوافل پڑھ رہا ہے، کوئی تہجد پڑھ رہا ہے میں نے یہ منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میرے دل پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا سلطان الہند کی چوکھٹ پر سیکڑوں عقیدت مند اسی آس میں مجھ سے پہلے بیٹھے تھے سب کے ساتھ ان کے غریب نواز کے خدام کی سفارشیں تھیں۔ سب نے نذریں پیش کی تھیں۔ میرا کون تھا صرف میرا خداوند قدوس، میرے حال سے واقف تھا۔ غریب نواز کی روحانیت جو سمندر جیسا مزاج رکھتی ہے دیکھ رہی تھی۔ میں نے غریب نواز کے دروازے کی طرف حسرت سے دیکھا اور رونے لگا اور بے اختیار رونے لگا۔ اپنی غریبی پر نظر کی اپنی بداعمالیوں پر نظر ڈالی میں نے اپنے کو اس قدر نہ پایا کہ میں یہ جسارت کروں کہ میری حاضری پہلی حضرت غریب نواز قبول ہی فرمالیں گے۔ مگر واہ رے غریب نواز واہ۔ سلطان الہند قربان جاؤں آپ کی غریب

نوازی کی۔ واقعی آپ سخی ابن سخی ہیں۔ آپ نے میری بداعمالیوں کو نہ دیکھا، میری سیہ کاریوں کو نہ دیکھا آپ نے مجھ غریب پر نظر کرم کی۔ روتے روتے جیسے جیسے کسی نے مجھے سہارا دے دیا میری آنکھیں خشک ہوگئیں۔ آنسوؤں کا کارواں رک گیا۔

اقبال صفی پوری کا شعر سنیے

کون یاد آ گیا اشکِ غم تھم گئے
دِل نے آواز دی رُک گیا کارواں

مجھے میرے پیرومرشد یاد آگئے ان کا نورانی چہرہ سامنے آگیا۔ ان کی نسبت غلامی یاد آگئی۔ میں نے غریب نواز کے بند دروازے کی طرف رُخ کر کے عرض کیا کہ حضور میں سیہ کار ہوں، بدکار ہوں، غریب ہوں، مگر ایک نسبت رضوی قادری رکھتا ہوں۔ بس اسی نسبت پر مجھے فخر ہے میں حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند قبلہ کا غلام ہوں۔ بس اس غلامی کے صدقے میں مجھے اپنے مزار شریف پر پہلی حاضری کا شرف عطا فرمائیں۔ میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں کہ یہاں کے خدام کی نذر کروں۔ میں ایک غریب شاعر ہوں۔ یہ کہہ کر میں نماز پڑھنے لگا۔ بعد میں میں نے دیکھا ایک صاحب بڑی تیزی سے روضہ شریف کے سامنے کچھ پڑھتے ہوئے ادھر ادھر جاتے ہیں ان کے ہاتھوں میں نے کنجی دیکھی میں سمجھ گیا کہ یہی صاحب ہیں جو دروازہ کھولیں گے میں نے ان کو روک بڑے خوشامدانہ انداز میں عرض کیا کہ آپ میری حاضری جسے پہلی حاضری کہتے ہیں کرادیں۔ انہوں نے مجھے جھڑکتے ہوئے کہا کہ انتظار کرو جس کی قسمت میں ہوگا اسی کو یہ سعادت ملے گی۔ میں نے دیکھا کہ مجھ جیسے سیکڑوں مسلمان اسی آرزو میں حضرت غریب نواز کے دروازے کے قریب بیٹھے تھے جیسے میرا دل ٹوٹ گیا پھر آنسوؤں کا سلسلہ شروع ہوا اسی حالت میں کچھ وقت گذر جانے کے بعد میں نے ۴ بجے دیکھا کہ ایک بہت نحیف کمزور بزرگ آئے اور انہوں نے اُن سے کنجی لے کر پہلے حضرت کے

دروازے پر اذانِ فجر دی اور دروازے کھولنے کے لیے جیسے ہی تیاری کی سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ قطار لگ گئی۔ مجھے آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ قطار میں میں سب سے پہلے کھڑا ہو گیا جب سوچتا ہوں میرا سر چکرانے لگتا ہے۔ اب میں قطار میں سب سے پہلے کھڑا تھا۔ اور اُن بزرگ نے دروازہ کھولا۔ میرے دل کی بے قراری بڑھنے لگی آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برسنے لگیں۔ لوگ مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ خدام بھی مجھے دیکھ رہے تھے یہ سوچتے رہے ہوں گے کہ یہ کون سب سے پہلے کھڑا ہو گیا۔ اب ان بزرگ نے دوسرا دروازہ کھولا میں نے بے قراری میں قدم جلدی سے اندر رکھ دیا۔ پھر اندر سے آواز آئی کہ ابھی زائرین ٹھہرے رہیں پہلے خدام حاضر ہوں گے۔ اس کے بعد آواز دی جائے گی جو سب سے پہلے زائرین میں آئے گا اس کی حاضری پہلی مانی جائے گی میں رُک گیا۔ اندر خدام کچھ پڑھتے رہے۔ شمع روشن کرتے رہے۔ مزار شریف سے رات کے پھول اتارتے رہے چادر بدلتے رہے میں بے قرار آنکھوں سے بغور دیکھتا رہا ایک بار اندر سے آواز آئی کہ آیئے بس میں گرتے پڑتے اندر پہنچ گیا اور جاتے ہی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کو تھام لیا اور بے اختیار آنسو آنے لگے۔ کیا کہنا تھا بھول گیا صرف غریب نواز کی غریب نوازی کا سکہ دل پر بیٹھ چکا تھا۔ بڑی دیر کے بعد اپنے مقصد کو بیان کیا اور فاتحہ پڑھی اور واپس آیا جس مقصد کو بیان کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ دیکھا یہ حاضری ایک غریب کی حاضری تھی اور کس کے دربار میں، غریب نواز کے دربار میں۔ میرے پاس کیا تھا نہ اچھے اعمال نہ علم، نہ تقوی نہ پرہیزگاری نہ پیسہ نہ روپیہ بس ایک سرکار پیرومرشد کی غلامی کی نسبت تھی جس کو میرے سرکار سلطان الہند نے دیکھ لیا میرے گلے میں ان کی غلامی کا پٹہ پڑا ہے۔ مجھ میں کچھ نہیں میرے پیرومرشد کی غریب نواز کے یہاں یہ مقبولیت تھی کہ انہوں نے ان کے غلام کو نوازا۔

حضرت کی دُعا سے پھانسی سے بچ گیا

میرے محلے میں ایک قتل ہوا اس میں تین لڑکے ماخوذ ہو گئے۔ ایک کا نام محمد عالم تھا سیشن جج نے محمد عالم کو پھانسی کا حکم دیا اور اس کے چھوٹے بھائی آفتاب کو عمر قید اور دوسرے کو بھی عمر قید۔ محمد عالم میرے محلے میں ہی رہتا تھا۔ اس نے جیل سے میرے پاس کہلایا کہ آپ بریلی شریف والے میاں صاحب سے میرے لیے اور میرے بھائی کے لیے دُعا کرا دیں۔ میں یہ احسان عمر بھر نہ بھولوں گا اور اس لڑکے کے ماں باپ بھی مجھ سے بڑی عاجزی سے کہنے لگے میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ میں دعا کے لیے کہدوں گا اور اجمیر شریف عرس کے موقع پر حاضر ہوا وہاں سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ بھی تشریف فرما تھے۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت رات ۱۲ بجے سلطان الہند کے روضہ اقدس پر خاص طور پر حاضر ہوتے ہیں۔ میں اسی انتظار میں بیٹھا تھا کہ حضرت تشریف لے چلیں تو عرض کروں۔ جب ۱۲ بجے اور حضرت نے وضو فرمایا اور چلنے لگے تو میں نے محمد عالم کے لیے اور اس کے بھائی کے لیے عرض کیا اور کہا کہ حضرت محمد عالم نے جیل سے کہلایا ہے۔ حضرت نے سن کر دھیرے سے فرمایا کہ پھانسی سے بچانا چاہیے۔ یہاں کی پھانسی حرام ہے۔ بس اتنا فرمایا اور فرمایا کہ اچھا میں سلطان الہند کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں وہاں بھی عرض کرنا۔ بہت سے لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک عالم صاحب جو یہ گفتگو سن رہے تھے۔ مجھ سے کہا کہ راز صاحب حضرت نے یہ فرمایا کہ پھانسی حرام ہے اس لیے آپ اب یہ سمجھئے کہ اس لڑکے کو پھانسی تو نہ ہوگی بلکہ سزا ہو جائے گی اور ان دونوں کی سزا بحال رہے گی۔ آپ جلدی کیجئے اور حضرت سے پھر عرض کریں کہ حضرت وہ سب بالکل بے داغ چھوٹ جائیں میں حضرت کے پیچھے پیچھے دربار خواجہ میں حاضر ہوا جیسے ہی حضرت آستانہ عالیہ میں داخل ہو گئے لوگ حضرت کی طرف دوڑنے لگے۔ عورتیں پیچھے چلنے لگیں اب

حضرت ناراض ہونے لگے کہ اس قدر بھیڑ لگالی کہ چلنا دشوار ہے۔ کوئی دست بوسی کررہا کوئی قدم بوسی کررہا ہے۔ حضرت ناراض ہونے لگے اور فرمانے لگے کہ یہ عورتیں جہاں جائیں ناک میں دم کرلیتی ہیں۔ مگر عقیدت مند کہاں سنتے ہیں بھیڑ لگتی ہی جارہی تھی حضرت اقدس حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ کے سامنے جنتی دروازے کے سامنے مسجد کی سیڑھی پر کھڑے ہوگئے اور سیکڑوں لوگ حضرت کے چہرہ اقدس کو دیکھنے لگے کیا نورانی چہرہ ہے نور ٹپکا پڑتا ہے۔ حضرت نے فاتحہ کے لیے ہاتھ اٹھائے لوگ زاروقطار رونے لگے اور اپنے اپنے لیے حضرت سے دعا کرانے لگے حضرت دعا فرماتے رہے۔ میں نے بھی اسی وقت محمد عالم اور سب کے لیے عرض کیا اور حضرت نے دعا فرمائی۔ اب میں جب اجمیر شریف سے واپس الہ آباد آنے لگا تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور محمد عالم کے لیے کیا ارشاد ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ''جاؤ ان کے والدین سے کہدینا کہ اپیل کردیں وہ سب چھوٹ جائیں گے انشاء اللہ''۔ میں نے آکر محمد عالم کے باپ سے کہدیا انہوں نے اپیل کردی۔ محمد عالم نے جیل میں ایک روز خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا اور فرمایا کہ بیٹا خوب نمازیں پڑھو خوب دعا کرو اور چاول بانٹ دینا۔ محمد عالم روز نمازیں پڑھتا رہا۔ ایک روز پھر اس نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ جیل کی کوٹھری میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آؤ محمد عالم میں تم کو جیل سے نکال دوں اور یہ کہہ کر جیل سے نکال دیا۔ محمد عالم کی آنکھ کھلی تو جیل ہی میں تھا مگر سمجھ گیا کہ میرا کوئی چارہ ساز میری مدد کررہا ہے۔ چونکہ محمد عالم نے حضرت کو کبھی دیکھا نہیں مگر حلیہ مبارک جو وہ بتاتا ہے وہ حضرت کا حلیہ مبارکہ ہے۔ حسنِ اتفاق کہ دارالعلوم غریب نواز کے جلسہ دستار بندی میں حضرت اقدس تشریف لائے محمد عالم کے باپ محمد سمیع میرے والد حاجی عابد علی صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کا قیام دارالعلوم غریب نواز ہی میں تھا۔ میں نے محمد سمیع کو سب طریقے بتادیے تھے۔ جیسے ہی حضرت آرام کر

کے چار پائی پر بیٹھے محمد سمیع نے حضرت کے پاؤں پکڑ لیے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرا پاؤں چھوڑیئے۔ کیا بات ہے محمد سمیع نے کبھی حضرت کو دیکھا نہیں تھا۔ وہ ان کی پر جلال شکل ہی دیکھ کر لرزاں ترساں تھے بڑی مشکل سے دو جملہ کہہ پائے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں نے اجمیر مقدس میں راز صاحب سے کہہ دیا ہے کہ وہ سب انشاء اللہ چھوٹ جائیں گے آپ مت گھبرایئے۔ پھر جب حضرت نشست گاہ میں تشریف فرما ہوئے تو بیعت ہونے والوں کا ہجوم ٹوٹ پڑا اسی وقت محمد سمیع بھی بیعت ہو گئے۔ اب میں نے محمد سمیع سے کہا پھر پاؤں پکڑو انہوں نے پھر پاؤں پکڑ لیا۔ حضرت نے ان کو پھر تسکین دی اور فرمایا کہ میرا پاؤں مت چھوئیں۔ آپ کے دونوں لڑکے اور تیسرا آدمی سب چھوٹ جائیں گے میں تعویذ دیتا ہوں۔ حضرت نے محمد عالم کے لیے تعویذ دیدیا۔ محمد سمیع نے وہ تعویذ جیل پہنچا دیا۔ تین ماہ کے بعد اچانک ہائیکورٹ میں محمد عالم کے مقدمہ کی تاریخ لگ گئی۔ محمد سمیع نے مجھ سے کچھ بتایا نہیں۔ دو روز میں نے محمد سمیع کو مسجد میں نماز میں نہیں دیکھا تو مجھے تشویش ہوئی۔ ایک شب میں سو رہا تھا ۴ بجے رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد پانی برستے میں چھاتا لگائے تشریف لائے اور میں نے حضرت کو خواب ہی میں دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت تشریف رکھیے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں جلدی میں ہوں اور یہ کہہ کر ایک رجسٹر لے کر اس پر تین بار لکھا اور فرمایا کہ محمد سمیع، محمد سمیع، محمد سمیع۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اس کا مطلب میں نہیں سمجھا۔ حضرت نے فرمایا اس کا مطلب کل سمجھ میں آئے گا۔ دوسرے دن مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں وضو کر رہا تھا کہ محمد سمیع میرے بغل میں بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو دیکھا تو ان کے چہرے کی روز کی اداسی نہ پائی۔ میں نے کہا کہ بھئی محمد سمیع کہاں تھے۔ کیا محمد عالم کے لیے کوئی تاریخ پڑ گئی تو انہوں نے ہنس کر کہا راز صاحب میں آپ کا احسان عمر بھر نہ بھولوں گا۔ محمد عالم کی تاریخ ۳ روز سے برابر پڑ رہی تھی۔ آج جج نے سب کو بالکل بری کر دیا۔ میں نے جیسے ہی سنا

میرے منہ سے نعرہ تکبیر نکل گیا اور خوش ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد سب حالات معلوم ہوئے۔ دوسرے دن شام کو محمد عالم آ گیا اور اس کا بھائی بھی چھوٹ گیا اور تیسرا آدمی بھی چھوٹ گیا۔ میں نے محمد عالم سے کہا کہ مسجد چلو اور اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی مانگو اور نماز شکرانہ ادا کرو۔ محمد عالم نے مجھ سے کہا کہ میرے مقدمہ کی سماعت سوموار سے شروع ہونے والی تھی اور اتوار ہی کو میری جیل کی کوٹھری کے سامنے ایک شخص آیا اس نے باہر سے مجھے کہا کہ محمد عالم تم چھوٹ گئے۔ میں نے اس آدمی کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ بھئی میرا مقدمہ تو کل سے شروع ہو گا کل بحث ہے۔ تم آج ہی کہتے ہو میں چھوٹ گیا۔ وہ شخص ہنستا ہوا چلا گیا اور کہتا رہا کہ تم چھوٹ گئے۔ محمد عالم کی ماں اور باپ دونوں حضرت کے غلام ہو چکے ہیں کاش غلامی کا حق ادا کرتے۔ خدا ان کو اور مجھ کو سب کو نیک عمل کی توفیق دے۔

احمد آباد میں حضرت کی کرامت

حضرت مولانا ساجد علی خاں صاحب جو حضرت کے داماد بھی ہیں بتانے لگے کہ ایک بار حضرت احمد آباد تشریف لے گئے ایک بے قصور آدمی کو پھانسی کی سزا ہو گئی تھی جسے پرسوں پھانسی ہونے والی تھی اس کی بیوی حاضر خدمت ہوئی اور بچوں کو دکھا کر حضرت سے کہنے لگی کہ حضور یہ سب یتیم ہو جائیں گے اس کے کہنے پر حضرت آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت نے فوراً تعویذ دیا اور کہا کہ اس کے گلے میں ڈال دو لوگوں نے کہا کہ حضور اب پرسوں ہی تو پھانسی ہے حضرت نے فرمایا کہ اللہ بڑی قدرت والا ہے وہ چاہے تو کیا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو اسی کا کلام ہے جس کو میں لکھ کر دے رہا ہوں جاؤ وہ چھوٹ جائے گا۔ وہ عورت تعویذ لے کر جیل کی طرف بھاگی وہاں جا کر اپنے شوہر سے بتایا شوہر نے کہا کہ اب کیا ہو گا پرسوں ہی صبح پھانسی ہے مگر اس کی عورت نے تعویذ پہنا دیا اس نے اللہ کا نام

لے کر پہن لیا۔

اب کرامت دیکھئے اس کو پھانسی گھر کی طرف لے چلے کپڑا پہنایا گیا۔ اس کے گلے کے تعویذ کو کسی نے نہیں دیکھا سب اندھے ہو گئے اور تعویذ پہنے ہوئے پھانسی گھر گیا اور اس کو پھندا پہنا کر لٹکا دیا گیا اب دیکھتے ہیں کہ بجلی فیل ہو گئی جس سے گلا دبتا ہے۔ وہ کھٹکا دبا ہی نہیں اور وہ شخص پھندے میں لٹکا ہوا ہے۔ اور جس جج نے پھانسی کا حکم دیا ہے وہ بھی کھڑا تھا اس نے تعویذ دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ بس وقت ختم ہو گیا اب میں تمہارے مقدمہ کی سماعت پھر کروں گا اس نے ملزم سے پوچھا کہ تم بے قصور ہو اس نے کہا ہاں جج نے کہا کہ یہ تعویذ کیسا پہنے ہوئے اس نے جواب دیا کہ ایک بزرگ نے دیا تھا میری بیوی نے لا کر دیا ہے۔ جج نے پھر اس کے مقدمہ کی سماعت شروع کی اور جیوری کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی مگر حضرت اسی دن بریلی شریف چلے آئے تھے۔ جج نے ملزم کو کٹہرے میں کھڑا کر کے اس سے سوال کیا ملزم نے جواب دیا کہ میں واقعی بے قصور ہوں یک بیک جج نے ملزم کے قریب ہی کٹہرے میں ایک سفید ریش بزرگ نورانی چہرے والے کو دیکھا جج سمجھ گیا اس نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ وہ بزرگ کہاں گئے جنہوں نے تم کو تعویذ دیا تھا اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا یہ بات میری بیوی جانتی ہے۔ بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ وہ شاید بریلی میں رہتے ہیں شہر کے مسلمانوں کو خوشی ہوئی کئی رئیس آدمیوں نے اس غریب آدمی کو روپے دیئے اور حضرت کی خدمت میں لے کر بریلی شریف کئی آدمی آئے مگر حضرت بریلی سے الہ آباد آ چکے تھے وہ لوگ حضرت سے ملنے کے لیے بمبئی تک گئے اور وہاں حضرت سے نیاز حاصل ہوا۔

آپ نے دیکھا اللہ کے یہ برگزیدہ بندے جس کی مدد کرنے پر آجائیں اس کو پھانسی کے تختے سے اتار لیں جس پر نگاہ کرم کر دیں ایک لمحہ میں چور کو ولی کر دیں۔ میرے

محلے میں ایک لڑکا جس کو ۹ ماہ کی سزا سیشن جج کے یہاں سے ہوگئی۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس کو گھٹنوں بٹھایا اور بعد میں تعویذ عنایت فرمایا اس پر بہت برہم تھے۔ چنانچہ ہائیکورٹ میں جیسے ہی جج کے سامنے اس کا کاغذ رکھا گیا اس نے مسکرا کر کاغذ ہٹا دیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بری ہو گیا۔

ایک ولی کا انداز کرم

جھانسی میں حضرت مسجد کے ایک حجرے میں قیام پذیر تھے صبح وشام حاجت مندوں کا ہجوم دیکھ کر ایک بوڑھے ہندو نے ایک ہیڈ کانسٹیبل جو مسلمان تھا اس سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک بزرگ آئے ہیں۔ ان کی زیارت کے لیے لوگ آتے ہیں وہ بوڑھا بھی گیا اور اس نے کہا کہ حضرت میری لڑکی کی شادی ایک آدمی کے ساتھ ہوئی تھی وہ لڑکی کو بہت مارتا پیٹتا ہے۔ اور بدچلن ہے شرابی ہے جواری ہے اور بدنام آدمی ہے۔ میری لڑکی اب کسی صورت سے اس کے یہاں نہیں جانا چاہتی اس نے مجھ پر مقدمہ قائم کرا دیا ہے اس کی پیشی کل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ لڑکی کہدے کہ یہ میرا شوہر نہیں ہے۔ تمہارے یہاں تو صرف آگ کے سامنے قسم کھائی جاتی ہے وہ انکار کر دے آگ کیا گواہی دینے آئے گی اُس نے کہا کہ حضرت میری لڑکی کے ہاتھ پر اس کے شوہر کا نام بھی کھدا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاتھ پر نام کھدوانا حرام ہے مگر تم اس کو حرام نہیں سمجھتے۔ جاؤ جب لڑکی کچہری میں انکار کرے گی اور مجسٹریٹ کے سامنے لڑکا یہی ثبوت پیش کرے گا اس کے علاوہ اس کے پاس کیا ثبوت ہے تو وہ لڑکی اپنا ہاتھ دکھا دے گی اس پر نام نہ ملے گا۔

وہ بوڑھا گیا اور اپنی بیٹی کو اس نے بتایا لڑکی تیار ہوگئی کہ میں قطعی انکار کروں گی اور اس لڑکی کو اپنے باپ سے زیادہ حضرت کی بات پر یقین تھا۔ کچہری میں معاملہ پیش ہوا

لڑکی نے صاف صاف انکار کردیا۔اب معاملہ ہی بدل گیا۔وکیل بھی حیران تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ پر اس کے شوہر کا نام کندہ ہے مگر لڑکی نے کہا کہ آپ یہی شرط رکھ دیجئے میں کمال دکھاتی ہوں جب ایک بزرگ نے کہدیا ہے۔ یہ بات ہوگی اور ہوکر رہے گی۔ لہٰذا لڑکی کے وکیل نے کہا کہ حضور اگر اس لڑکی کے ہاتھ پر اس کے شوہر کا نام لکھا ہو۔ تب مجسٹریٹ نے کہا آپ کی یہی شرط ہے تو میں لڑکی کو طلب کر کے دیکھتا ہوں جب لڑکی نے مجسٹریٹ کو اپنا ہاتھ دکھایا تو نام کہیں نہیں ملا اس پر اس کا شوہر دم بخود رہ گیا اور لڑکی کا وکیل بھی ابھی تھوڑی دیر قبل اس پر اس کا نام دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے لڑکے کا دعویٰ خارج کردیا۔ یہ واقعہ ایک ہیڈ کانسٹیبل عبدالغفار جو پہلے ایک بدکار سپاہی تھے اس واقعہ کو دیکھ کر وہ اپنے گناہوں سے تائب ہوئے اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔اس کے بعد انہوں نے پنشن لے لی اور الہ آباد آکر رہنے لگے تھے اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اب ذرا بمبئی کی طرف چلئے اور دیکھئے جہاں حضرت کے مریدین کی تعداد کم سے کم ۱۵،۲۰ ہزار ہوگی۔

قدم قدم پر انتباہ

ایک بلڈنگ میں دوسری منزل پر حضرت کا قیام تھا سامنے والی بلڈنگ میں ایک مدراسی رہتا تھا جو ریس کھیل کر برباد ہو چکا تھا اور قرضدار بھی ہو چکا تھا۔ وہ اپنی کھڑکی میں کھڑا ہو کر روز حضرت کے کمرے کے روحانی منظر کو دیکھتا رہتا اور حضرت کے نورانی چہرے کو دیکھتا رہتا تھا روز دل میں سوچے کہ یہ بزرگ آدمی ہیں میں کیسے ان کی خدمت میں حاضر ہوں ایک روز ہمت کر کے اس بلڈنگ میں اس نے آنا چاہا۔حضرت کے کسی مرید سے اس نے پوچھا کہ بابا صاحب کے پاس جا سکتا ہوں۔انہوں نے کہا جاؤ مگر گھوڑے کا نمبر مت پوچھنا وہ سخت ناراض ہوں گے وہ مایوس واپس ہوگیا۔اور رہی سہی

اس کی بھی امید جاتی رہی وہ پھر اپنی کھڑکی میں کھڑا ہو کر حضرت کے کمرے کی طرف حسرت سے دیکھتا رہا۔ حضرت نے کسی کو داخل سلسلہ کیا اور مٹھائی اٹھا کر جو دو لڈو تھے اپنے ہونے والے مرید کو دیا اور جب لڈو دے رہے تھے تو اچانک حضرت کی نظر اس مدراسی پر پڑ گئی بس کیا تھا مدراسی بھاگا ہوا گیا اور ریس میں ۲ نمبر گھوڑے پر بازی لگا دی اب وہی گھوڑا کامیاب ہوا مدراسی جیت چکا تھا۔ دوسرے دن وہ دو ہزار روپے لے کر اور ۱۰ کیلو افلاطون مٹھائی نہا دھو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کیا ہے اُس نے کہا کہ میں حضور دو لاکھ روپیہ جیت گیا۔ آپ کا کرم ہو گیا۔ یہ دو ہزار آپ کی نذر ہے۔ اور یہ مٹھائی اس پر فاتحہ دے کر جیسے آپ سب کو اپنے ہاتھ سے لڈو بانٹتے ہیں بانٹ دیجئے یہ سننا تھا کہ حضرت نے اس کو اتنی زور سے ڈانٹا کہ وہ کانپنے لگا اور کہا کہ نکل جا یہاں میں نے کب تجھ سے کہا تھا کہ تو ریس میں جا وہ ڈر کے مارے بھاگا لوگوں نے باہر بلا کر اس سے واقعہ سنا تو خاموش ہو گئے۔ ایک صاحب جو حضرت کے مزاج آشنا تھے انہوں نے کہا کہ تم یہیں بیٹھو اور مٹھائی ہم لوگوں کو کھلا دو اور بانٹ دو ابھی جب غصہ کم ہو گا تو حضرت فرمائیں گے کہ اس کو بلاؤ حضرت کی یہ عادت کریمہ ہے کہ جب کسی پر برہم ہوتے ہیں تو اس پر کرم ضرور کرتے ہیں اس کو تعویذوں سے نوازتے ہیں۔ ابھی دیکھ لینا تم کو ضرور بلوائیں گے تم سارا واقعہ ضرور بتا دینا۔ وہ مدراسی باہر بیٹھا رہا۔ آدھ گھنٹے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ مدراسی تھا اور سامنے والی بلڈنگ میں رہتا تھا اس کو بلا لاؤ میں اس کی غلط فہمی دور کر دوں بہر حال مدراسی پھر پیش ہوا اس نے کہا کہ حضرت مجھ سے جو غلطی ہوئی ہے۔ اس کو معاف فرما دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے بہت سے لوگوں کے سامنے کہا ہے کہ آپ کی دعا سے میں ریس میں جیت گیا یہ سب گواہ ہو گئے کل مجھ سے خدا نے سوال کیا کہ تیرے اشارے پر ایک شخص جوا کھیلا تو یہ سب گواہ ہوں گے کیا جواب دوں گا حضرت نے یہ بات اس انداز میں فرمایا کہ لوگ رونے لگے اللہ اللہ یہ خوف یہ

شریعت کا پاس تب اس مدراسی نے کہا کہ آپ نے مجھے اشارہ نہیں کیا بلکہ آپ اپنے مریدوں کو دو لڈو دیتے ہوئے میری طرف نظر ڈال دی تھی تو میں یہی سمجھا کہ میرا کام ہوگیا۔ حضرت نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگوں نے سن لیا میں نے بس اس کی طرف دیکھ لیا تھا میں نے اس کو کوئی اشارہ نہیں کیا تھا لوگوں نے کہا حضرت بجا فرما رہے ہیں پھر اس مدارسی سے بڑے ملائم لہجہ میں کہا کہ اب تم یہ دو ہزار روپیہ لے جاؤ اب اس قسم کی حرکت کبھی مت کرنا وہ مدراسی ہندو تھا مگر اس نے حضرت سے وعدہ کیا اب میں کبھی ریس نہ کھیلوں گا۔ دیکھا عقیدہ اس کو کہتے ہیں۔ اس کے دل میں ایک اللہ کے نیک بندے کی عقیدت تھی۔ مگر وہ مسلمان نام کے ہیں جن کے دل میں اللہ والوں کی محبت و عظمت نہیں وہ یہاں بھی خسارے میں اور عقبیٰ میں بھی خسارے میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو عمل صالح کی توفیق دے اور صحیح راہ عمل دکھائے اور اللہ ہم جیسے لوگوں کو ان اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ رکھے۔ یہ اللہ والے ہیں اللہ ان کا ہے یہ اس کے محبوب بندے ہیں ۔ان بندوں نے اللہ کی یاد میں اپنی ہستی کو فنا کردیا ہے۔ ان کی زبان سے حق بولتا ہے یہ صرف مرضی مولا کے تابع ہیں۔

بمبئی سے بہن میمونہ پٹیل کا خط

بمبئی میں بہن میمونہ پٹیل جو نور محمد پٹیل کی صاحبزادی ہیں اور ان کا پورا گھر حضرت کے دامن سے وابستہ لکھتی ہیں کہ راز صاحب آپ نے جو کتاب حضرت مفتی اعظم ہند کی کرامات پر لکھی ہے اس کتاب کو دیکھنے سے ہم لوگوں کو اپنے واقعات یاد آنے لگے جو ہم لوگوں نے حضرت کی کرامات دیکھی ہیں اُن میں کئی اہم واقعات ہیں مگر صرف ایک واقعہ لکھتی ہوں۔ وہ لکھتی ہیں کہ میری خالہ صاحبہ جو اتفاق سے میری چچی بھی ہوتی تھیں ایک بار وہ کھانا پکاتے وقت جل گئیں۔ ہسپتال میں داخل ہوگئیں اس وقت میرے والد صاحب یعنی نور محمد پٹیل صاحب بریلی شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت

میں تھے۔ اِدھر خالہ کی طبیعت خراب تھی ایک رات میری والدہ صاحبہ نے رات کو تقریباً ۴ بجے خواب دیکھا کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ آپ یہاں سو رہی ہیں ہسپتال جایئے جا کر دیکھئے وہاں کیا ہو رہا ہے۔ میری والدہ فوراً اٹھیں اور باہر جانے لگیں ہم لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ میں مزار شریف پر جا رہی ہوں انہوں نے اس لیے کہا کہ ہم لوگ یک بہ یک پریشان نہ ہوں بہر حال والدہ صاحبہ جس وقت جے جے ہسپتال پہنچیں اس وقت خالہ کا آخری وقت تھا۔ انہوں نے اپنی بہن کو آخری بار دیکھا اور خالہ نے آخری بار ہچکی لی ادھر میرے والد صاحب بریلی میں تھے حضرت نے ان سے اچانک فرمایا کہ پٹیل صاحب آپ بمبئی جایئے۔ میرے والد صاحب نے حضرت سے جب یہ سنا تو ان کو صدمہ ہوا کہ جب میں اجازت مانگتا تھا تو نہیں دیتے تھے آج خود فرما رہے ہیں کہ جاؤ پھر حضرت نے دو گھنٹہ کے بعد فرمایا کہ آپ بمبئی نہیں گئے۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ حضور میں کل جاؤں گا۔ ابھی آپ کی زیارت اور کروں گا مگر حضرت نے فرمایا نہیں آپ جایئے پھر چلے آیئے گا۔ اس سے والد صاحب کو کچھ شبہ ہوا کہ کوئی بات ضرور ہے اسی کے دوسرے دن صبح اس حادثہ کا تار ملا جس پر والد صاحب بمبئی بھاگے مگر جنازے میں شریک نہ ہو سکے دو روز قبل حضرت والد صاحب سے فرما رہے تھے بمبئی جاؤ بمبئی جاؤ مگر اللہ والوں کی باتوں کو سمجھنا آسان نہیں۔ اگر دو روز قبل حضرت کے پہلے ہی ارشاد پر والد صاحب بمبئی چلے آتے تو چچی جان کو دیکھ لیتے اور جنازے وغیرہ میں شامل رہتے۔

حضرت کی خدمت میں جنات کس طرح آتے ہیں

اللہ کے ولیوں کی بارگاہ میں جنات ہمیشہ حاضر ہوتے ہیں اور عجیب عجیب شکل میں ہوتے ہیں۔ ویسے اللہ کی یہ مخلوق اکثر مدرسوں میں شکل انسانی میں تعلیم حاصل کرتی ہے۔ میں نے کئی بار یہ سنا تھا کہ بریلی شریف میں بھی حضرت کی خدمت میں ایسے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ قبلہ ساجد علی خان صاحب جو حضرت کے داماد ہیں اور دار العلوم مظہر

اسلام کے مہتمم ہیں۔ انہوں نے ایک بار بتایا کہ حضرت مہینوں سفر میں رہتے ہیں واپسی کی کوئی اطلاع ہم لوگوں کو نہیں رہتی مگر کسی دن ایسا ہوتا کہ حضرت سے ملنے کے لیے کئی آدمی آتے ہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت کب تلک واپس تشریف لائیں یہ معلوم نہیں مگر وہ لوگ قیام کر لیتے ہیں۔ مسجد میں جا کر لیٹ جاتے ہیں اور اسی دن چند گھنٹوں کے بعد حضرت تشریف لاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے سخت تعجب ہوتا ہے ایک رات ایسے ہی کچھ لوگ آ گئے کہا گیا کہ بھائی ابھی حضرت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رات ٹھہر لیں گے اور حضرت کا انتظار کر لیں گے کام ہو جائے گا ورنہ صبح چلے جائیں گے۔ وہ لوگ کئی آدمی تھے مسجد میں جا کر لیٹ گئے رات تقریباً ۱۲ بجے حضرت تشریف لائے جو کئی ماہ کے بعد سفر سے واپس آئے تھے ان لوگوں نے حضرت سے رات ہی میں گفتگو کی اور اسی رات چلے گئے۔

ایک بار میں اور میرے ساتھ الحاج عیدو بھائی اور میرا چھوٹا لڑکا محمد جمال اختر عرف اکرم عرس رضوی میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اپنے بچے کے لیے (اور ایک صاحب جنہوں نے تعویذ منگوایا تھا) مجھ سے جانے سے قبل تعویذ لے لینا۔ رات کو جلسہ ختم ہوا عیدو بھائی اور میرا لڑکا دونوں مسجد بی بی جی کے دار العلوم مظہر اسلام میں قیام پذیر تھے رات کو ۲ بجے چلے گئے میں نے کہا کہ میں ابھی آؤں گا صبح ہی ۷ بجے مجھے پنجاب میل سے الہ آباد آنا تھا۔ چنانچہ میں اسی کشمکش میں تھا کہ حضرت سے اب تعویذ کس وقت لوں گا اور حضرت سے جاتے وقت ملاقات بھی نہ ہوگی اس کا صدمہ تھا۔ حضرت نماز فجر کے بعد گھر سے ۹ بجے صبح نکلتے ہیں۔ اس وقت رات کے ۲ بجے تھے حضرت آرام فرما رہے تھے میں ساجد علی خاں صاحب سے کمرے کے سامنے ہی کہہ رہا تھا کہ کیا کروں ساجد علی خاں صاحب نے فرمایا کہ اس وقت کس کی مجال جو اوپر ان کی خدمت میں حاضر ہو آپ جایئے تعویذ میں بھیج دوں گا ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ حضرت

ایک ہاتھ میں حقہ لیے ہوئے مکان سے باہر تشریف لائے اب مولانا ساجد علی خاں صاحب گھبرا گئے کہ یہ کیا ہوا حضرت اس وقت باہر اچانک کیسے تشریف لے آئے۔ حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے راز سے وعدہ کیا تھا کہ جاتے وقت تعویذ دوں گا یہ صبح پنجاب میل سے چلے جائیں گے اس لیے میں آ گیا ہوں کمرہ کھولئے میں بیٹھوں گا کمرہ کھولا گیا بس کمرہ کھلنا تھا کہ لوگ آکر معلوم نہیں کہاں سے بیٹھ گئے۔

حضرت کا کرم ان کا کشف ہی تھا کہ ۲ بجے رات کو باہر تشریف لائے اور مجھ جیسے غریب آدمی کے لیے رحمت فرمائی۔ اب سنئے معاملہ کمرے میں بجلی فیل تھی اندھیرا تھا صرف ایک ذرا سی موم بتی جل رہی تھی۔ حضرت نے بس دو ہی تعویذ لکھا تھا کہ موم بتی بجھنے لگی۔ سب حاضرین مایوس ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کیا جائے موم بتی بھی ختم ہے اب یہاں کہاں ملے گی۔ پس اتنا سننا تھا کہ ایک رفیق نوجوان بہت خوبصورت میرے بغل ہی میں بیٹھا تھا اس نے جلدی سے کہا کہ حضرت میں موم بتی لاؤں۔ حضرت نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور فرمایا کہ لائیے۔ بس وہ لڑکا اٹھا اور باہر گیا ایک منٹ بھی نہ ہوا کہ موم بتی جو بہت موٹی تھی دو عدد لے کر فوراً واپس آیا میں دیکھ کر حیران تھا کہ وہاں دور تک کوئی دوکان نہیں تھی اور دو بجے رات کا وقت میں نے اس نوجوان سے کہا کہ میاں کہاں سے لائے اور اس قدر جلدی کیسے لائے ان نے میری طرف دیکھ کر کہا آپ سے کیا مطلب کہیں سے لاؤں میں نے کہا کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہاں سے لائے وہ میری بات سن کر بڑی تیز نظروں سے مجھے گھورنے لگا میں گھبرایا حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ بھئی آپ ان سے نہ بولئے رہنے دیجئے۔ میں ذرا سنبھل کر بیٹھ گیا حضرت نے اس نوجوان سے فرمایا کہ تمہارا کام میں بعد میں کروں گا۔ یہ لوگ صبح پہلی گاڑی سے چلے جائیں گے ان کا کام ہو جانے دو۔ میری سمجھ میں آنے لگا کہ یہ کون صاحب ہیں بہر حال میں تعویذ لے کر حضرت سے اجازت لے کر مسجد بی بی جی مدرسہ میں پہنچا تو دروازے پر

ایک بڑے سیاہ کتے کو پہرہ دیتے ہوئے دیکھا وہ میری طرف دیکھنے لگا اس کی آنکھیں جیسے شعلہ برسا رہی تھیں میں تنہا رات ۳ بج چکے تھے کوئی بیدار نہیں تھا دروازہ اندر سے بند تھا اور کتا دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اب میں کیسے دروازہ کھلواؤں۔ ڈر کے مارے میرا برا حال نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ میری حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ کتا مجھے شعلہ بار آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔ میرا پاؤں مَن مَن بھر کا ہو چکا تھا دل دھڑکنے لگا میں ہوش سنبھالتے ہوئے بس اتنا کہا کہ بھئی میں حضرت مفتی اعظم ہند کا غلام ہوں اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا مہمان ہوں مجھے پریشان نہ کرو دروازے سے ہٹ جاؤ جانے دو بس اتنا سننا تھا کہ وہ کتا اوپر چلا گیا کسی طرح میں نے آواز دی دروازہ کھلا اور گھنٹوں میں پریشان تھا۔

صبح میں الہ آباد چلا آیا اے ء کا واقعہ ہے کہ میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے ساتھ ناگپور گیا وہاں سے مختلف مقامات سے ہوتا ہوا ایوت محل صوبہ برار میں پہنچا ایک شب حضرت کے کمرے کے سامنے میں دراز ہو گیا۔ حضرت کے کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ رات ۲ بجے تھے اور تمام علماء دوسرے کمرے میں آرام فرما تھے۔ میں زمین ہی پر حضرت کے سامنے والے برآمدے میں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی مگر آنکھ بند کیے پڑا تھا۔ بس حضرت کی آواز کمرے سے اچانک آئی ارے میرا پاؤں چھوڑو، میرا پاؤں چھوڑو میں پاؤں نہیں دبواؤں گا۔ میں نے جب یہ آواز سنی تو میں نے سمجھا کہ کوئی شخص رات کو کمرے میں چلا گیا اور پاؤں دبانا چاہتا ہے اور حضرت پاؤں نہیں دبواتے اسی طرح منع فرماتے ہیں۔ بس میں کھڑا ہو گیا اور سوچا کہ چلو دروازہ کھلا ہوا ہے۔ صرف پردہ پڑا تھا جیسے ہی میں پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ حضرت چارپائی پر بیٹھے تھے مجھے دیکھتے ہی چپکے سے لیٹ گئے اور ایسا معلوم ہوا کہ میرے کندھوں کو چھوتی ہوئی کوئی بھاری چیز ہوا کی طرح نکل گئی میں گھبرا گیا اور حضرت آنکھیں بند کیے ہوئے دراز تھے۔ میں الٹے پاؤں لوٹ آیا۔ ایک زبردست فقیہ عالم بزرگ درویش کامل حضرت مجاہد ملت حضرت

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ جبکہ رات میں لوگ نیند کے مزے لے رہے تھے اندھیرے میں بیٹھ کر ذکر کر رہے تھے۔ یاد خدا میں مشغول تھے۔ میں چپکے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا معاملہ ہے حضرت کے کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ پھر کس کو پاؤں دبانے سے روک روک رہے تھے۔ حضرت مجاہد ملت مسکرائے اور آہستہ سے فرمایا کہ لوگ ہر وقت ان کے پاس بھیڑ لگائے رہتے ہیں یہ وقت تنہائی کا ملا تھا کوئی جن یا کوئی ہوا میں اڑنے والا حاضر ہوا ہوگا۔ اولیاء کرام کی بارگاہ میں ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے ہیں تم خواہ مخواہ وہاں پہنچ گئے۔ حضرت کے مرید نہ ہوتے تو تمہارا برا حال ہو جاتا۔ تم نے اس بے چارے کا کام بگاڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت کے کمرے سے حقہ پینے کی آواز آئی میں ہمت کر کے گیا دیکھا تو حضرت حقہ پی رہے تھے۔ اب میں تو اور حیران کہ یہ حقہ کس نے بھرا جبکہ حضرت کا خادم سو رہا تھا اور نہ وہاں اس وقت آگ موجود تھی مجھ سے حضرت نے فرمایا کہ لو حقہ پی لو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ حقہ کس نے بھر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آم کھایئے۔ گٹھلیوں کو مت گنیئے۔ میں خاموش ہو گیا۔ اس سال عرس کی حاضری میں میں اور اہلیہ اور میرا لڑکا محمد کمال اختر عرف ریشم محمد جمال اختر اور عرف اکرم اور میرے ساتھ کئی لوگ بریلی شریف حاضر ہوئے تھے۔ اس سال میں نے حضرت کی خدمت میں دو کمسن لڑکوں کو دیکھا جو حیرت انگیز طور پر عرس میں کام کر رہے تھے میں نے کہا کہ میاں پان لاؤ گے ایک منٹ کو وہ نظروں سے اوجھل ہوا اس کے بعد تقریباً ۱۲ عدد پان لے کر حاضر۔ حضرت کو جب کوئی کام ہو کچھ منگوانا ہو تو اسی لڑکے کو آواز دیتے ہیں اس کا نام جانتا ہوں مگر نام نہیں لکھوں گا کہ وہ بچہ ابھی تعلیم لے رہا ہے۔ اس کا نام بتاؤں گا تو اس کا راز کھل جائے گا۔ میں نے اس کے بارے میں سب کے سامنے حضرت مولانا ساجد علی خاں صاحب سے پوچھا کہ یہ دونوں بچے کب آئے اور کون ہیں۔ ساجد میاں نے مسکرا کر کہا کہ بھئی تم بھی بڑے غضب کے آدمی ہو بڑی

پہچان رکھتے ہو کیوں نہ ہو تمہارے اوپر حضرت کا خاص کرم ہے۔ یہ دونوں بچے پرندوں میں ہیں بس باقی راز ہے۔ میں خاموش ہو گیا وہ دونوں بچے میرے لیے ہر وقت جیسے حاضر تھے۔ جس چیز کی مجھے ضرورت ہوتی فوراً حاضر کر دیتے مجھ سے ان لوگوں نے نعت شریف لکھوائی اور کہا کہ ہم پڑھیں گے اور مجھے دو روپیہ نذر کیا جسے میں نے قبول کر لیا۔ میں نے کہا کہ تم مسئلہ نہیں جانتے۔ کسی نابالغ سے کوئی چیز نہیں لی جا سکتی جب اس کے ماں باپ یا اس کے وارث اجازت نہ دیں ان لوگوں نے کہاں کہ میں روپیہ واپس نہ لوں گا میرے وارث حضرت ہیں آپ ان سے پوچھ لیجئے گا اب مجھ میں کہاں ہمت تھی کہ حضرت سے کچھ پوچھتا۔

غائب تعویذ کس طرح مل گیا

حضرت نے میری اہلیہ کو ایک تعویذ عنایت فرمایا تھا اس کے باندھتے ہی ان کا مرض غائب ہو گیا تھا ورنہ وہ ہر سال سخت بیمار ہو جاتیں تھیں اور بالکل پیلی پڑ گئیں تھیں مگر اس تعویذ نے بالکل انجکشن جیسا اثر کیا تھا وہ بالکل صحت مند ہو چکی تھیں دو سال کے بعد اچانک وہ تعویذ گم ہو گیا میں نے حضرت کی خدمت میں ایک خط لکھ کر اظہار کیا۔ رات کو میری والدہ صاحبہ بیٹھی ہوئی یہی باتیں کر رہی تھیں کہنے لگیں کہ حضرت کی خدمت میں اگر جنات رہتے ہیں تو تعویذ مل جانا چاہیے اور وہ تعویذ لا کر دے سکتے ہیں۔ رات یہ بات ہوئی صبح ۸ بجے...... میرا لڑکا گلی میں نکلا دروازے کے سامنے وہی تعویذ پڑا تھا لڑکے نے اٹھا لیا اور گھر میں آ کر ہم لوگوں کو دکھایا ۴ دن ہو گئے تھے تعویذ گم ہو گیا تھا۔ اسی دن سے وہ تکلیف پھر شروع ہو چکی تھی۔ ہم نے سمجھ لیا تھا کہ خط جیسے ہی پہنچے گا۔ حضرت تعویذ بذریعہ ڈاک ضرور بھیجیں گے مگر اس دن صبح تعویذ ملتے ہی میری اہلیہ نے باندھ لیا باندھنا تھا کہ درد وغیرہ غائب ہو گیا وہ تعویذ اب تک ہے۔

میرا تعویذ غائب ہوا

مجھے حضرت نے ایک تعویذ عنایت فرمایا تھا وہ ایک ماہ تک میرے گلے میں تھا کہ اچانک رات کو غائب دوسرے ماہ میں اسی سال جب عرس رضوی کے موقع پر حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے سے ملحق جو مسجد ہے اس میں نماز عصر پڑھ رہا تھا دیکھا تو مسجد کے اندر ایک کھونٹی پروہی تعویذ لٹک رہا تھا میں دیکھ کر حیران ہوا مگر میں نے کہا کہ میں حضرت سے اجازت لے کر اس کو لوں گا حضرت جیسا کہ حکم دیں گے ویسا کروں گا نماز عصر کے بعد میں نے حضرت سے یہ واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اب دوسرا تعویذ لے لیں۔ اور حضرت نے اسی وقت مجھے دوسرا تعویذ عنایت فرما دیا میں نے پھر جا کر مسجد میں اسی وقت اس تعویذ کو دیکھا تو کھونٹی پر سے غائب تھا۔ آج تک میں اس راز کو نہ سمجھا۔

راز کی جستجو میں مرتا ہوں
اور میں خود ہوں اک پردۂ راز

ایک مجذوب کی حاضری حضرت کی خدمت میں

ضلع گونڈہ کے ایک مشہور قصبہ میں حضرت ایک بار تشریف لے گئے اور بھی علما حضرت کے ہمراہ تھے اس واقعہ کے راوی مولانا محمد احمد ماہر القادری ہیں، کہ جب ہم لوگ حضرت کی ہمرکابی میں اس مقام پر پہونچے تو گرمی سخت تھی تمام علماء کو لوگ پنکھا جھلنے لگے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کا قیام ایک خاص کمرہ میں ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک مشہور مجذوب اُس نواح میں جو بہت عرصہ سے تھے زیادہ تر بستی شہر میں رہتے تھے اچانک مادرزاد ننگے چلے آرہے ہیں۔ آتے ہی پنکھا لیکر علماء کو پنکھا جھلنے لگے اور ایک مخصوص انداز میں درود شریف پڑھتے رہے مگر وہ ہر وقت ننگے رہتے تھے علماء بھی حیران تھے کہ یہ کیسے یہاں آگئے ان سے پوچھا گیا تو اپنے انداز میں انہوں نے کہا میں نے ہاتھ دینے آیا

ہوں جاؤ اس کمرے والے سے پوچھو کہ میرا ہاتھ لے گا۔ میں انتظار کرتا ہوں چونکہ ان کی زبان دیہاتی تھی وہ اسی لہجہ میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک عالم صاحب سمجھ گئے۔ حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا نہا دھولیں کپڑے پہن لیں تو میرے سامنے لاؤ۔ اب ان سے آ کر کہا گیا تو کہنے لگے کہ جاؤ ان سے پوچھ لو میرے غسل کی ذمہ داری وہ لیتے ہیں تو میں نہالوں۔ حضرت سے پوچھا گیا تو حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ کہد و وہاں غسل کرلیں اب اس کے غسل کی تیاری بڑا ہجوم ہوگیا ہر شخص ان کے نہانے کا منظر دیکھنے کے لیے بے تاب تھا کیونکہ انہوں نے نہ کبھی غسل کیا تھا نہ کپڑا پہنا تھا وہ مست رہتے تھے مگر اللہ رے شریعت کا لحاظ شریعت کے قانون کے سامنے سرخم جب ان کو کنوین کی جگت پر بٹھایا گیا اس وقت تک بادل گھر کر آ چکے بجلی چمکنے لگی تھی۔ بس معلوم ہوتا تھا کہ پانی برسنے والا ہے وہ ہنس کر کہنے لگے کہ بھائی کنویں کے پانی سے نہاؤں یا اوپر کے پانی سے جاؤ یہ بھی اس کمرے والے سے پوچھ آؤ حضرت سے پوچھا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اب ان کے غسل کا انتظام اوپر سے ہوگیا کسی پانی سے غسل کریں اور ان کی جیسی مرضی مگر غسل ہونا چاہیے۔ وہ ہنستے رہے اور نہاتے رہے بادل برسنے کو ترستے رہے ایک اللہ کا دیوانہ غسل کر رہا تھا کنویں کا پانی ڈالا تو اوپر سے بھی رحمت کی بارش ہوئی اُدھر اس زمانے میں خشک سالی کا دورہ بھی تھا۔ سخت گرمی تھی زمین پیاسی تھی کسان پانی کو ترس رہے تھے دیکھئے پانی برسنے لگا اور ایک دیوانہ جس کی دیوانگی پر ہزار عقل دوانائی تصدق دینائے ہوش وخرد قربان۔ خود نہاتا ہے مگر سب کو نہلایا حضرت نے حکم دیا کہ کپڑے پہنائے جائیں مجذوب صاحب نہا چکے تھے تو ایک لنگی پہنی جس کو احرام کی شکل میں باندھ کر بڑے ادب سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھ کر تبسم فرمایا وہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ حضرت نے اُن سے فرمایا کہیے کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے خاموشی سے حضرت کی طرف دونوں ہاتھ بڑھا دیے۔ حضرت نے ان کو سلسلہ قادریہ

رضویہ میں داخل فرمایا اور تاکید کی کہ اب آپ یہ لنگی مت اتاریئے گا۔ اب وہ مجذوب ننگے نہیں رہتے اور ضلع بستی میں اِدھر اُدھر گھومتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبد الرشید صاحب کے صاحبزادے ایک مجذوب کامل ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب جو مشہور درسگاہ جامعہ عربیہ ناگپور کے بانی اور مہتمم ہیں عرصہ چالیس سال سے ناگپور میں خدمتِ دین انجام دے رہے ہیں ہزاروں مشہور علماء شاگرد ہیں ان کے صاحبزادے مولوی عبداللطیف صاحب ایک مجذوب کامل ہوگئے الہ آباد میں تقریباً ۷ یا ۸ برس سے ہیں ہر وقت خاموش رہتے ہیں بولتے نہیں۔ ننگے پاؤں ننگے سر سڑکوں پر چلتے رہتے ہیں مگر ان کے چہرے پر علمی وجاہت و شرافت نمایاں ہے پہلے تو میں ان سے واقف نہیں تھا بہت دنوں کے بعد یہ بات معلوم ہوئی جبکہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب الہ آباد ان کو تلاش کرنے کے لیے تشریف لائے اور میرے ہی محلے میں ایک مشہور ڈاکٹر پیر محمد صاحب رہتے ہیں۔ یہ مجذوب انہیں کے یہاں روز آتے ہیں حضرت مولانا عبدالرشید صاحب بھی انہیں کے پاس آئے جب محلے کے لڑکوں نے مجھ سے آکر کہا کہ بابا کے والد صاحب آئے ہیں تو میں نے جا کر دیکھا تو اپنے مفتی عبدالرشید صاحب خود تھے میں حیران وہ بھی مجھے دیکھ کر خوش ہوئے میں نے ان سے ان کی آمد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ میرے صاحبزادے ہیں ان کی تلاش میں میں برسوں سے ہوں پتہ نہیں چلتا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ الہ آباد میں ہیں میں نے ان سے کہا کہ یہ تو یہاں بہت عرصہ سے ہیں۔ مجھ سے ہمیشہ سلام و دعا ہوتی ہے۔ مصافحہ بھی کرتے ہیں مگر کچھ بولتے نہیں بولتے جب ہیں جب جذب کا عالم زیادہ ہوتا ہے۔ اس وقت ان کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے جیسے شیر چنگھاڑتا ہے اسی طرح یہ زور زور سے چیختے ہیں اور کسی کو نہیں پہچانتے کسی کو مارتے نہیں بس نہایت جلال میں ٹہلتے ہیں۔ نہ کبھی کسی سے کچھ مانگتے ہیں نہ زیادہ تر ان کو کھاتے پیتے دیکھا گیا الہ آباد میں ایک

سلسلہ قادریہ کے بڑے ولی کامل حضرت سید شاہ منور علی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر روز یہ جاتے ہیں اور دروازے کے پاس خاموش کھڑے رہتے ہیں۔ پھر شہر میں خاص خاص سڑکوں پر گھومتے ملیں گے خاص طور سے میرے محلے میں زیادہ تر رہتے ہیں۔ مفتی عبد الرشید صاحب نے فرمایا کہ آج تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ یہ کس کے مرید ہیں آپ پتہ لگایئے میں نے ان کی خدمت میں ایک تحریر لکھ کر پوچھا تو انہوں نے حضرت مفتی اعظم ہند کے اسم گرامی پر اپنی انگلی رکھ دی یعنی حضرت مفتی اعظم ہند کے بیعت ہیں اس بات کی تصدیق خود حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے فرمادی اور معلوم ہوا کہ بہت عرصہ قبل یہ جبل پور میں دار السلام میں حضرت مولانا برہان الحق صاحب مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے دولکدے پر حضرت کی غلامی میں آئے پیرومرشد نے معلوم نہیں کون سی منزل پہ پہنچا دیا ہے کہ زبان بند رکھتے ہیں مگر جب بولتے ہیں تو نہایت خطرناک جملے بولتے ہیں جس کو سن کر پولیس والوں نے ایک دن بہت مارا ان کو کیا معلوم کہ یہ کون ہیں مگر وہ ضبط کر گئے البتہ جس سپاہی نے مارا تھا دوسرے ماہ کسی جرم میں برخواست ہوگیا۔ شاہ عبد اللطیف اب بھی میرے ہی محلے میں ہیں مگر خاموش مجھ سے اب نہیں بولتے کیوں کہ میں نے ان کا راز فاش کر دیا ہے۔

اللہ والوں کو دولت سے رغبت نہیں ہوتی

الہ آباد میں ۱۹۷۱ء میں دار العلوم غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے جلسہ دستار بندی میں حضرت تشریف لائے تو یہاں کے ایک امیر کبیر مسلمان حاجی عبد الحمید صاحب مالک لعل محمد بیڑی والے کی اہلیہ اور ان کے نسبتی بھائی انوار احمد صاحب کی اہلیہ حضرت سے مرید ہوئیں اور حاجی عبد الحمید صاحب کے پیہم اصرار اور ان کی گزارش پر حضرت نے ان کی دعوت قبول فرمائی اور ان کے مکان بہادر گنج فیروز منزل میں تشریف لے گئے تقریباً دو

گھنٹہ حضرت نے قیام فرمایا حاجی عبدالحمید صاحب اوران کے گھر کے لوگ بڑی عقیدت و محبت سے حاضر خدمت تھے میں اور میرے والد صاحب اور حضرت کے خادم باہر کمرے میں تھے حضرت اندر کئی کمروں کے بعد تشریف فرما تھے حاجی عبدالحمید صاحب نے بہت سے تعویذ لکھوائے خواتین اپنے حاجتوں کو لیکر حاضر خدمت ہوتیں رہیں۔ ادھر دارالعلوم غریب نواز میں سیکڑوں لوگ حضرت کے منتظر تھے۔ انوار صاحب آئے مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت کو کیا نذر کیا جائے۔ میں نے کہا کہ جو جی چاہے نذر ضرور کرنی چاہیے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کتنا نذر کیا جائے میں نے کہا کہ ایک روپیہ وہ ہنسنے لگے ظاہر ہے کہ ہنسی کی بات ایک لکھ پتی سے کہا جائے کہ پیرو مرشد کی خدمت میں ایک روپیہ نذر کرو مگر میں نے کہا کہ بھائی یہ اس قسم کے بزرگ نہیں ہیں یا ویسے پیر نہیں ہیں جو دولت کی لالچ میں پھرتے ہوں چاہے حضرت کی خدمت میں ایک روپیہ دو روپیہ جتنا بھی کم سے کم نذر کیجئے جلد قبول فرمائیں گے چونکہ حاجی عبدالحمید صاحب کی اہلیہ حضرت کی مرید ہیں اور حاجی محمد احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے جناب انوار صاحب کی اہلیہ بھی حضرت کی مرید ہیں۔ حاجی عبدالحمید صاحب نے چلتے وقت مبلغ ایک ہزار ایک سو روپے حضرت کی خدمت میں پیش کیا مگر حضرت نے نامنظور فرمایا۔ کہا کہ یہ بہت ہے یہ بہت ہے۔ بس میں نے قبول کرلیا آپ اس کو رکھ لیں۔ مگر جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے حاجی عبد الحمید صاحب کا دل رکھنے کے لیے ایک روپیہ قبول فرمالیا باقی روپے واپس کردیے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت نذر بڑی مشکل سے قبول فرماتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے جس قدر نذرانے کے روپے ہوتے ہیں اسے حضرت غریب علماء اور غریب طلباء اور غریب حاجتمندوں کو اتنے چپکے سے دیدیتے کہ پتہ بھی نہیں چلتا۔ معلوم نہیں کتنے غریب آدمیوں کی بچیوں کی شادی حضرت نے کرائی صبح و شام مہمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے۔ سب کی خاطر مدارات حضرت کی طرف سے کی جاتی ہے۔ یہ اللہ والے دنیا کی

دولت کو ٹھکراتے ہیں اور دولت ان کا قدم چومتی ہے۔ یہ اس چمکتی ہوئی دنیا سے اپنے دامن کو پاک رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے تاج و تخت خاک سے بھی کم ہوتے ہیں۔

ایک بار حضرت مفتی اعظم ہند الہ آباد میں مختلف مقامات پر تشریف لے گئے دوپہر ہو چکی تھی تقریباً ۲ بجے تھے مجھ سے فرمایا کہ سنا ہے کہ مولانا حکیم یونس صاحب بیمار ہیں میں ان کو دیکھنے کے لیے جاؤں گا ادھر مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کے یہاں لوگ حضرت کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہے تھے اس وقت انہیں کے یہاں حضرت اقدس کی دعوت تھی مجھے بھوک لگ رہی تھی میں نے حضرت سے عرض کیا حضور بہت دیر ہو چکی ہے۔ وہاں انتظار ہو رہا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا مگر میں حکیم صاحب کو پہلے دیکھوں گا میں نے عرض کیا حضور مجھے بہت افسوس ہے کہ بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اب اتنی دیر ہو چکی ہے آپ کو بھوک لگی ہوگی۔ یہ جملہ مجھے ایسی بزرگ ہستی سے اس طرح نہ کہنا چاہیے تھا مگر میرے منہ سے یہ جملہ نکل گیا جس پر حضور نے تبسم فرماتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ یہی تو بات ہے کہ نہ مجھے بھوک لگتی ہے نہ پیاس لگتی ہے۔ یہ جملہ سن کر میں جیسے چونک پڑا۔ ان دو جملوں میں کتنا بڑا راز تھا۔ چونکہ میں ایک بزرگ کا واقعہ سن چکا تھا وہ واقعہ مجھے یاد آ گیا وہ ایمان افروز سبق آموز واقعہ یہ ہے کہ ایک بزرگ جو بہت خوش خوراک تھے ان کا ایک مرید ایک دن سوچنے لگے کہ میرے پیر و مرشد بہت بڑے بزرگ ہیں مگر کھانا بہت کھاتے ہیں یہ سوچنا تھا کہ اُس ولی کامل نے اپنی فراست کی نگاہوں سے مرید کے وسوسہ کو جان لیا۔ بزرگ نے مرید سے فرمایا کہ اس ہانڈی میں کھیر ہے۔ اس کو تم لے کر دریا کے کنارے جاؤ۔ اس کنارے پر ایک بزرگ تم کو ملیں گے ان کی پہچان فلاں فلاں یہ ہے تم ان کو یہ کھیر میری طرف سے دے دو۔ مرید نے کہا کہ حضور دریا میں طغیانی ہے کوئی کشتی بھی آج کل نہیں جاتی کس طرح اس پار جاؤں گا بزرگ نے فرمایا کہ جاؤ کہہ دینا اے دریا مجھے راستہ دیدے مجھے اس نے بھیجا ہے جس

نے ۱۲ سال سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ مرید کی یہ آواز پانی کی موجوں نے سنی اور یک بیک پانی گھٹ گیا موجوں نے رُخ بدل دیا اور دریا میں ایک راستہ اس پار سے اُس پار تک نظر آنے لگا مرید اسی راستہ پر چل پڑا اب جب اس پار پہنچا تو اس نے ایک بزرگ کو دیکھا جو معہ اہل وعیال دریا کے کنارے فروکش تھے۔ مرید نے جا کر وہ ہانڈی دی اور کہا کہ مجھے میرے پیرومرشد نے بھیجا ہے۔ ان بزرگ نے ہانڈی لی اور اپنی اہلی کو آواز دی اور بچوں کو بلایا اور سب نے مل کر اس کھیر کو کھالیا اب اس مرید نے کہا کہ حضرت میں اس دریا سے اُس پار کیسے جاؤں تو ان بزرگ نے فرمایا کہ جاؤ دریا سے کہدینا اے دریا مجھے راستہ دے دے مجھے اس نے بھیجا ہے جس نے اپنی بیوی کی صورت کبھی نہیں دیکھی اب یہ مرید اور حیران ہوا کہ عجیب تماشہ ہے میرے پیرومرشد نے کہدیا کہ میں نے کچھ نہیں کھایا اور میرے سامنے روز کھاتے پیتے ہیں اور یہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ۱۲ سال سے اپنی بیوی کا منہ نہیں دیکھا مگر وہ مرید دریائے حیرت میں ڈوب گیا اس نے دیکھا کہ پھر دریا کی موجوں نے اس کو راستہ دے دیا وہ خیریت سے اس پار آ گیا اور اپنے پیرومرشد کا پاؤں پکڑ لیا اُس نے عرض کیا حضرت میں حیرت میں ہوں یہ کیا معاملہ ہے تو انہوں نے فرمایا تو نے میرے کھانے کو دیکھ کر بدگمانی پیدا کی تھی۔ تیری سمجھ میں کیا آئے گا۔ دیکھ اللہ والے کبھی کوئی کام اپنے نفس کے لیے نہیں کرتے جو کھانا کھاتا ہوں وہ اپنے لیے نہیں کھاتا اسی طرح انہوں نے اپنی بیوی کا منہ کبھی اپنے نفس کے لیے نہیں دیکھا بلکہ سنت رسول کریم ﷺ ادا کی۔ یاد رکھ ہم کوئی کام اپنے نفس کے لیے نہیں کرتے۔ اب اس واقعہ کی روشنی میں حضرت مفتی اعظم ہند کا مجھ سے یہ فرمانا کہ نہ مجھے بھوک لگتی نہ کبھی پیاس لگتی ہے۔ دو جملوں میں کتنی بڑی بات فرمادی مگر اللہ عقل کے ساتھ دل بھی عطا کرے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔

ایک مریضہ کس طرح اچھی ہوئی

بریلی شریف میں میں نے حضرت اقدس کے مکان پر ایک غریب لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۲ یا ۱۳ سال کی ہوگی اس کو دیکھا وہ سخت بیمار تھی منہ سے خون آتا تھا۔ غریب والدین نے بہت علاج کیا مگر اچھی نہ ہوئی آخر کار لڑکی حضرت کے یہاں لائی گئی اس کو کسی نے بڑی آسان دوا بتا دی یعنی جب حضرت پان منہ سے اگلتے اور اگالدان میں ڈالدیتے اسے لڑکی چپکے سے وہ اُگلا ہوا حضرت کا جھوٹا پان کھا لیتی اسی دن سے اس کا خون بند ہوگیا۔ اب وہ صحت مند ہے۔ اس نے اس دوا کے علاوہ پھر کوئی دوا نہیں کھائی۔ کیوں نہ ہو سرکار کی حدیث مبارک ہے کہ مسلمان کے جھوٹے میں شفا ہے وہ تو ایک مردِ مومن کا جھوٹا تھا ایسے ہی مردِ مومن کے لیے اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضرت مولانا مفتی انیس عالم صاحب جو مفتی نیپال کے نام سے زیادہ مشہور ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں جب بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت میں رہتا تھا تو ایک دن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت سر کے درد میں مبتلا آئی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کتابیں لکھنے میں اس قدر مصروف تھے کہ اس کام کے لیے فرصت نہیں تھی اچانک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کی نظر حضرت مفتی اعظم ہند پر پڑی آپ نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ مصطفےٰ رضا کی داڑھی بڑی نورانی ہے بڑی خوبصورت ہے اس عورت کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جا میرے مصطفےٰ رضا کی داڑھی کا گرا ہو پانی پی لے اچھی ہو جائے گی۔ اب حضرت مفتی اعظم ہند کو یہ بات معلوم ہوئی تو بڑے شرمندہ ہونے لگے مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی تھا کیا مجال چوں چرا کرتے کی۔ چنانچہ جب مفتی اعظم

ہند وضو فرما چکے تو داڑھی سے لگا ہو پانی اس بوڑھی عورت نے پی لیا اور وہیں ۵ منٹ کے بعد بالکل ٹھیک ہو کر چلی گئی اس وقت مفتی اعظم ہند جوان تھے، اب یہی سلسلہ روز رہنے لگا جب کوئی درد سر یا کسی درد میں مبتلا ہوتا تو داڑھی کا بچا ہوا پانی لے جاتا اور اللہ عزوجل اسے شفا عطا فرماتا۔

احکام شریعت کی پابندی اور تصویر نہ کھنچوائی

اس دور میں حکومت ہند اور حکومت سعودی عرب کی طرف سے حجاج کے لیے فوٹو لی ضروری پابندی ہے کہ پاسپورٹ میں فوٹو لگنا ضروری ہے اس بات سے دنیا واقف ہے مگر واہ رے پاکباز مرد مومن حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کرلیا اب نفل حج کے لیے اتنا بڑا ناجائز کام کر کے میں دربار مصطفوی میں کیسے حاضر ہوسکتا ہوں میں تصویر ہرگز نہیں کھنچواؤں گا جب اس سے قبل گیا تھا اس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے جس رسول محترم ﷺ کی شریعت مطہرہ میں تصویر کھنچوانا، رکھنا، بنانا سب حرام ہے میں اسی رسول محترم ﷺ کی بارگاہ میں تصویر کھنچوا کر جاؤں یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ایک عاشق رسول ﷺ کے احکام شریعت کی پابندی کی تو اللہ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کا کرم ہوا اور حضرت کو بلا فوٹو پاسپورٹ بنائے جانے کی اجازت حکومت ہند نے دیدی۔

کوئی آج بھی اپنے دین پر عمل کرے اور صرف خدا کی خوشنودی پیش نظر رکھے تو دنیا اسکے تابع ہو۔ لہٰذا حضرت بغیر تصویر کھنچوائے حج کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ ان کے تقویٰ اور پرہیز گاری کی دلیل ہے اور اللہ کے نزدیک تقویٰ اور پرہیز گاری بڑی پسندیدہ چیز ہے۔ اس کے یہاں نسل یا ذات برادری کی رسائی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور پاکیزگی سے آدمی اس کا محبوب ہوتا ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد شفاء الصمد صاحبؒ

حضرت مولانا سید محمد شفاء الصمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مجھے بے پناہ عقیدت ہے اورتھی میں جب حضرت مفتی اعظم ہند سے مرید ہو چکا تو مجھے خیال ہوا کہ میں جا کر مولانا صاحب کے مزار پر عرض کروں لہٰذا میں مینار پور کے قبرستان میں گیا اور مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جا کر عرض کیا کہ حضرت میں باقاعدہ بیعت ہو گیا ہوں زندگی میں آپ سے بیعت نہ ہو سکا تھا جس کا افسوس ہے مجھے اپنے فیوض و برکات سے نوازیں۔ اسی رات میں نے حضرت مولانا کو خواب میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ کس سے مرید ہوئے میں نے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے شہزادے حضرت مفتی اعظم ہند سے مولانا نے فرمایا کہ اچھا ہے میں خوش ہوں۔ مگر خاص بات تھی مولانا سید محمد شفاء الصمد صاحب نحیف ناتواں بزرگ تھے کمر کافی خم تھی لیکن خواب میں میں نے ان کو نہایت تندرست اور کمر سیدھی دیکھی یہ بات کیا ہے غور کریں حدیث مبارکہ ہے کہ جنت میں جو شخص ہوگا خواہ اس کی عمر ہزاروں سال کی ہوگی مگر وہ بھی تیس برس کا جوان ہو جائے گا۔ (اوسما قال)

میں نے حضرت مولانا سید شفاء الصمد صاحب رحمتہ اللہ جو خواب میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو خدا کی قسم وہ تیس برس کے جوان تھے اور کمر وغیرہ بالکل سیدھی سادی نقاہت وغیرہ سب غائب، قربان جائیے سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث مبارک کے میرے آقا کی زبان کا ہر لفظ ہر جملہ کس قدر صداقت لیے ہوئے۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کیجیے یہ خواب نہیں تھا بلکہ اس سے میرے ایمان میں پختگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

محفل سماع اور میں

الہ آباد میں ایک مشہور خانقاہ حضرت سید شاہ عبدالحکیم ابوالعلائی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے جس کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ عزیز احمد صاحب قبلہ ہیں جو اپنے اخلاق محبت مروت کے معاملہ میں بہت مشہور ہیں، حضرت مولانا عبدالرشید صاحب بہاری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ممتاز علماء میں جن کا شمار تھا اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ یہ مولانا سید شاہ عزیز احمد صاحب انہیں کے لخت جگر ہیں۔ خانقاہ حلیمیہ ابو العلائیہ میں عرس کی تقریب تھی، میں بھی عرس میں پابندی سے شرکت کرتا ہوں۔ آخری دن ایک قوال نے ایک غزل سنائی جس کا مطلع تھا۔

وہی آبلے ہیں وہی جلن ابھی سوزِ دل میں کمی نہیں
جو لگا کے آگ گئے ہو تم وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں

اس شعر پہ کئی حضرات کو حال آگیا میرے قلب پر اس شعر کا اس قدر اثر ہوا میں کیا عرض کروں محفل سماع ختم ہوئی مگر اس شعر کی کیفیت کا اثر میرے دل و دماغ پر باقی رہا۔ اور ہر وقت رونے کو جی چاہنے لگا میں سمجھ گیا اسی کا اثر ہے۔ میں نے سوچا کہ اپنے پیر و مرشد سے اپنا حال بیان کروں گا۔ مہینوں یہ کیفیت برقرار رہی بس اچانک حضرت سے ایک مقام پر ملاقات ہوئی میں نے سوچا کہ ابھی عرض کروں گا مگر حضرت نے فرمایا کہ پانی لایئے میں نے گلاس میں پانی پیش کیا۔ حضرت نے ایک گھونٹ پی کر میری طرف بڑھا دیا میں نے فوراً سمجھ لیا کہ میرے شیخ عرض کرنے سے قبل ہی میری حالت کو سمجھ گئے۔ میں نے پانی پی لیا۔

ایک بار الہ آباد اسٹیشن پر

ایک بار حضرت اسٹیشن پر تشریف لائے اور فرمایا، میں نماز عصر پڑھوں گا اب کیا تھا پلیٹ فارم پر ہی جماعت کا انتظام ہونے لگا ادھر ٹرین کے چھوٹنے میں صرف دس منٹ رہ گئے تھے دس منٹ حضرت کو وضو کرنے میں صرف ہو گئے تھے جا نماز بچھائی گئی اور جماعت والوں کا سب سامان ٹرین میں رکھا تھا اب کس کی مجال تھی جو کہے کہ حضرت ٹرین جا رہی ہے۔ ادھر سب نماز میں مصروف اُدھر سگنل ہو گیا۔ انجن سیٹی بجا رہا ہے مگر گاڑی نہ چلی بعد میں معلوم ہوا کہ ڈبہ خراب ہو گیا۔ حضرت نے نماز ختم کی اب وظیفہ پڑھنے لگے مسافر بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب حضرت نماز سے فارغ ہو کر ڈبہ میں بیٹھے تو حاجت مندوں کی بھیڑ لگ گئی بس ایک سید صاحب جو بہت غریب تھے اور حضرت سے ہر بار تعویذ لکھواتے تھے ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا ہے خدا ان کی مغفرت فرمائے۔ انہوں نے حضرت سے تعویذ کی فرمائش کر دی بس کیا تھا حضرت نے فرمایا کہ بھئی قلم دوات نکالو میں سید صاحب کو لکھوں گا یہ بات عرض کرتا چلوں کہ سادات کا جس قدر احترام حضرت کو کرتے دیکھا ہے اس دور میں مشکل سے کوئی کریگا حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب ایک گاڑی کیا چاہے دس گاڑی چھوڑنی پڑے مگر میں آپ کا حکم نہ ٹالوں گا اور یہ کہہ کر سید صاحب کے تعویذ لکھنے لگے ان کے تعویذ لکھتے دیکھ ہندو مسلمان بھی عرض کرتے لگے اور بھیڑ لگ گئی حضرت نے سب کو ایک ایک تعویذ مرحمت فرمایا۔ ادھر ڈرائیور سخت پریشان ادھر گارڈ پریشان کہ گاڑی کیوں نہیں چل رہی آخر کار گارڈ صاحب نے جب حضرت کو دیکھا تو وہیں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ بھیا جب تک یہ بابا تعویذ دینا نہیں بند کریں گے گاڑی نہ چلے گی آخر کار حضرت نے جیسے ہی قلم دوات رکھوا دی بس انجن بھی درست ڈبہ بھی ٹھیک۔ نگاہِ مردِ مومن سے معلوم نہیں کتنے انقلاب پیدا ہوتے ہیں اس کی جنبش نگاہ سے رفتار زمانہ رک جائے یہ تو ٹرین ہی تھی۔

نماز کے لیے ٹرین چھوڑ دی

ایک بار ناگپور سے آکولہ تشریف لے جارہے تھے راستے میں نماز مغرب کا وقت ہوگیا اس ڈبہ میں کئی مسلمان حضرت کے ساتھ بیٹھے تھے جو ساتھ چل رہے تھے دو مسلمان بدعقیدہ قسم کے پتلون کوٹ پہنے بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا کہ اب گاڑی کہاں رکے گی نماز مغرب کا وقت ہوگیا میں نماز پڑھوں گا اور گاڑی ایک اسٹیشن پر اس وقت کھڑی تھی لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ میل ہے بہت دیر دیر کے بعد رکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ پھر نماز قضا ہوگی کیوں نہ یہیں پر پڑھ لی جائے۔ ایک صاحب جو ماڈرن مسلمان تھے انہوں نے کہا کہ ارے آپ چلتی گاڑی میں نماز پڑھ لیجئے کیوں پلیٹ فارم پر اتر رہے ہیں آپ کی نماز کا انتظار گاڑی نہ کرسکے گی۔ بس ان کا اتنا کہنا تھا کہ حضرت کو جلال آگیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میری نماز کا انتظار ٹرین نہ کرے گی تو کیا ہوا......... خدا حافظ......... اور یہ کہہ کر حضرت مصلّی اور لوٹا لے کر غصہ میں اتر پڑے اب سب لوگ جو حضرت کے ساتھ تھے اتر گئے اور حضرت نے وضو کیا جیسے ہی مغرب کی نماز کی نیت کی گئی ٹرین چھوٹ گئی حضرت کا سارا سامان اور ساتھ والوں کا سارا سامان ٹرین میں رہ گیا تھا جب گاڑی چلنے لگی تو کسی نے اندر ڈبہ سے پھبتی کسی کہ میاں کی گاڑی گئی میاں کی گاڑی گئی مگر اس بدنصیب کو کیا معلوم تھا کہ یہ کون ہے۔ جماعت سے نماز پڑھی گئی اور سنت ادا کی گئی نفل پڑھ چکے پلیٹ فارم خالی تھا مگر لوگ حضرت کو دیکھ رہے تھے اور آپس میں بات کرتے تھے کہ دیکھو مولانا صاحب نماز کے لیے اترے گاڑی چلی گئی مگر حضرت اس طرح مطمئن تھے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں مگر اور لوگ پریشان تھے سب کا سامان گیا ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے گارڈ صاحب اپنی لالٹین لیے بھاگے آرہے ہیں ان کے پیچھے پچاسوں آدمی بھاگے آرہے ہیں گارڈ نے آکر کہا کہ حضور گاڑی رک گئی۔ حضرت نے

فرمایا کہ گاڑی رُک گئی یا انجن خراب ہوا۔ گارڈ نے گڑگڑا کر کہا کہ حضرت انجن ہی نہیں چلتا ہم لوگوں سے بڑی گستاخی ہوئی معاف فرمادیں یہ میل ٹرین ہے ہم روک نہیں سکتے ہم مجبور تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں میرے ڈبہ میں ایک نام کا مسلمان بیٹھا ہے کہتا ہے کہ نماز کے لیے کیا گاڑی انتظار کرے گی...... اسٹیشن ماسٹر نے کہا کہ اب دوسرا انجن لگایا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ گاڑی اگر پیچھے لاؤ تو انجن چلے گا۔ ویسے ہی ہوا گاڑی پیچھے لائی اور انجن کی خرابی دور ہوگئی اس درمیان میں گاڑی پون گھنٹہ لیٹ ہوگئی گاڑی کے تمام مسافروں کو یہ واقعہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی عبرت بھی ہوئی ان دونوں ماڈرن مسلمانوں کی آنکھیں کھل چکی تھیں جیسے ہی حضرت کو دیکھا ان لوگوں نے معافی مانگی اور حضرت نے معاف فرما دیا اس واقعہ سے اسلام کی حقانیت کا اندازہ کر کے ایک سکھ ایمان لائے۔

ناگپور میں ایک صاحب ایمان لائے

ناگپور میں کچھ لوگ حضرت کا نام سن کر دور سے آئے اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت کو جیسے ہی ایک صاحب نے دیکھا اپنے دوستوں سے کہا کہ بھائی یہ چہرہ بڑا خوبصورت لگتا ہے۔ جیسے ہی جلسہ ختم ہوا وہ حضرت کے ہاتھ پر ایمان لایا حالانکہ وہ صاحب حیثیت آدمی تھا گزشتہ سال ناگپور میں ان سے ملاقات ہوئی حضرت نے ان کا نام غلام محی الدین رکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے خود یہ واقعہ بیان کیا۔

عبدالعزیز صاحب جو ناگپور میں رہتے ہیں اور حضرت کے بڑے جاں نثاروں میں ہیں۔ ان کی اہلیہ کو ہسپتال میں ڈاکٹر نے کہا کہ جب تک آپریشن نہیں ہوگا لڑکا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ حاملہ تھیں۔ ان کی اہلیہ اور عبدالعزیز صاحب پیرومرشد پر بڑا ہی اعتماد رکھتے ہیں اور رکھنا بھی چاہیے۔ ڈاکٹروں سے کہا کہ بھائی ہم سوچ کر بتائیں گے آتے

ہی انہوں نے حضرت کے پاس خط لکھا کہ حضور آپریشن کی اجازت دیں تو کرایا جائے ورنہ نہیں۔ حضرت نے فوراً ایک لفافہ میں تین تعویذ لکھ کر روانہ فرمایا اور تحریر فرمایا کہ آپریشن مت کراؤ انشاء اللہ بچہ خیریت کے ساتھ ہوگا۔ ہسپتال کے سول سرجن کو سخت حیرت ہوئی جب تعویذ پہننے کے بعد بچہ خیریت کے ساتھ ہوا۔

ٹرین میں دم توڑتے ہوئے آدمی کا علاج

۱۹۷۱ء میں میں حضرت کی ہمرکابی میں ناگپور جارہا تھا سلیپر میں حضرت تشریف فرماتے تھے۔ مانک پور جنکشن پر اچانک ۲ آدمی ایک آدمی کو لے کر گھبرائے ہوئے میرے ڈبے میں گئے وہ سب ریلوے کے تھے ایک آدمی کی حالت اتنی غیر تھی کہ مجھ سے دیکھا نہیں گیا۔ وہ اپنا دل تھام رہا تھا اور زور رہا تھا اور کہتا تھا کہ بس اب جان گئی میں مررہا ہوں۔ اسکے ساتھ والے گھبرا گئے۔ میں نے اس آدمی سے کہا کہ جاؤ سامنے وہ بزرگ بیٹھے ہیں ان کے پاؤں تھام لو وہ ابھی علاج کردیں گے۔ وہ لوگ دوڑ پڑے۔ حضرت کا پاؤں گرتے پڑتے اس نے تھام لیا۔ حضرت نے جلدی سے اپنا پاؤں کھینچ لیا اور پوچھا کیا ہے۔ میں نے اس کی حالت بتائی حضرت نے اس کے قلب پر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور پڑھ کر دم کردیا اور پانی دم کر کے پلادیا۔ بس کیا تھا۔ اس آدمی کو فی الفور ۵ منٹ کے بعد نیند آگئی اور وہ ایک سیٹ پر لیٹ کر سوگیا۔ واہ رے قدرت دیکھئے جس ڈبے میں حضرت تشریف فرما تھے اسی ڈبے میں اللہ نے اپنے اس بیمار بندے کو بھیج دیا۔

ہر مرض کے لیے خاص نے دوا پیدا کی
مجھ کو بیمار کیا اس کو مسیحا کرکے

جب وہ آدمی سوکر اٹھا تو حضرت نے اس کا نام پوچھا اس نے رام ناتھ نام بتایا۔ حضرت نے فوراً دو تعویذ عنایت فرمائے۔ سارے ڈبے کے لوگ اس واقعہ سے ان

قدر متاثر تھے کہ بس یہی ذکر کرتے۔ اسی ٹرین میں اسی ڈبے میں ایک صاحب اپنی بے شرم دھرم پتنی کو لے کر بیٹھے تھے۔ بہت ماڈرن بنتی تھیں۔ ان کی گود میں ایک بچہ بھی تھا۔ وہ ایسے کپڑے پہنے تھیں کہ جسم ننگا معلوم ہوتا تھا اور حضرت کو سخت ناگواری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں سے، حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ عورت جو میری پشت والی سیٹ پر بیٹھی ہے اگر دوسری طرف منتقل ہو جائے تو کیا نقصان ہے۔ ایک ہندو صاحب نے یہ سن کر ماڈرن دیوی جی سے کہا کہ بھائی آپ ادھر ہماری سیٹ پر آجایئے بابا کو آپ کی وجہ سے دُکھ ہے۔ دیوی جی نے کہا کہ نہیں ہم سیٹ نہ چھوڑیں گے کھڑکی سے ہمیں ہوا لگ رہی ہے۔ ان کے جواب پر ڈبے کے سبھی لوگ ناراض ہوگئے مگر سب خاموش ہوگئے۔ ابھی پانچ یا دس منٹ گزرے ہوں گے کہ کھڑکی کا پلہ اتنی زور سے نیچے گرا کہ ماڈرن دیوی کے ہوش اڑ گئے۔ کھڑکی ان کے ہاتھ پر گر گئی تھی اور ہاتھ لہولہان ہو چکا تھا۔ ان کے شوہر صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ آخر کار دیوی جی کو ہوش آگیا اور اس کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر وہ دوسری سیٹ پر لمبی لمبی لیٹ گئی۔ ڈبے کا ایک آدمی بھی ان کی ہمدردی میں نہ اٹھا مگر حضرت ان کے شوہر سے معذرت چاہنے لگے۔ بیوی صاحبہ کا برا حال تھا۔ ساری ترقی پسندی ایک منٹ میں گم ہو چکی تھی۔ خداوند قدوس کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے میرے ولی کو تکلیف دی اس نے گویا مجھ سے جنگ مول لے لی۔

حضرت کے قدموں کی برکت

ایک غریب آدمی کے یہاں برتن بھی کھانا پکانے کو کافی نہ تھے وہ ضلع مراد آباد کے قصبہ میں رہتا تھا۔ جب حضرت نے اس قصبہ کو اپنے قدموں سے نوازا تو اس غریب نے بھی حضرت سے عرض کیا حضور میرے جھونپڑے میں بھی قدم رکھ دیتے تو میرے یہاں برکت ہوتی۔ چنانچہ حضرت کی عادت کریمہ ہے کہ کسی کی دعوت کو ٹھکراتے نہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں تمہارے گھر چلوں گا۔ حضرت اس غریب آدمی کے یہاں تشریف لے گئے مگر اس کی بیوی نے دو پیالی چائے بنالی تھی۔ اس نے حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے بہت خوش ہو کر نوش فرمالیا وہ مسلمان لکڑی کاٹتا تھا اور اسی سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ حضرت نے اسی وقت دعا فرمائی۔ جب اس غریب آدمی نے پان پیش کیا تو حضرت نے اپنے دہن مبارک کا پان نکالا اور وہیں ایک طرف کونے میں پھینک دیا۔ حضرت وہاں سے تشریف لے گئے۔ اب تھوڑے دنوں کے بعد اس کو ایک جنگل میں لکڑی کاٹنے کا ٹھیکہ مل گیا اور اللہ نے اس کے کاروبار میں برکت عطا فرمائی۔ ادھر حضرت نے جہاں پان پھینکا تھا وہیں پر زمین سے ایک امرود کا درخت نکلنا شروع ہوا۔ جیسے جیسے وہ درخت بڑا ہوتا گیا ویسے ویسے اس کے گھر میں پیسوں کی فراوانی ہوتی گئی۔ پورے پانچ سال کے بعد جب حضرت اس قصبہ میں تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ تو مجھ سے ان لوگوں نے بتایا۔ میں نے اس کے مکان کو دیکھا جہاں صرف ایک جھونپڑا تھا۔ اب ایک بہت بڑی پختہ عمارت کھڑی تھی۔ مگر اس نے اس زمین کو ویسے ہی رہنے دیا جہاں امرود کا پیڑ تھا۔

حضرت مولانا ساجد علی خاں صاحب مہتمم دارالعلوم مظہر السلام بریلی شریف نے فرمایا کہ حضرت کانپور میں تھے۔ ایک غریب مرید نے عرض کیا حضور میں بہت غریب ہوں مگر میری تمنا ہے کہ حضرت میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں حضرت نے قبول فرمالیا بعد مغرب حضرت جب اس کے یہاں تشریف لے گئے۔ تو وہاں کثرت سے مسلمان اکٹھا ہو گئے۔ اور اس نے صرف ۱۵ آدمیوں کے لیے کھانا پکایا تھا اور شمار کرنے پر معلوم ہوا کہ ۷۵ آدمی بیٹھے ہیں اور ایسے لوگ تھے جن کو اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ ایک مشہور عالم نے جب یہ دیکھا تو اپنے پاس سے کچھ روپے نکالے اور اس غریب مرید کو بلا کر چپکے سے کہا کہ جاؤ پکا ہوا چاول بازار سے لاؤ۔ ادھر اس مرید نے سوچا کہ میں بازار

جاؤں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اندر جانا چاہتا ہوں جہاں کھانا پکایا گیا۔ چنانچہ مرید نے اندر پردہ کرادیا اور حضرت تشریف لے گئے اور وہیں بیٹھ کر جتنا چاول پک چکا تھا اس پر حضرت نے سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فاتحہ دیا اور فرمایا کہ اس پتیلے میں جھانک کرمت دیکھنا اور اسی میں سے نکال کر باہر سب کے لیے بھیجتے جاؤ۔ اللہ برکت دینے والا ہے۔ چنانچہ یہ کہہ کر حضرت تمام حاضرین میں آکر تشریف فرما ہوگئے۔ اس غریب نے چاول کو نکالنا شروع کیا۔ جتنے حاضرین تھے سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور اس کے گھر کے لوگوں نے بھی کھانا کھالیا۔ اب حضرت نے فرمایا ۵ آدمیوں کا کھانا اور نکالو اور اپنے پڑوس میں جاؤ دیکھو جو غریب عورت یا مرد مسلمان ہو اس کو کھلا دو۔ چنانچہ ایک بڑی سینی میں ۵ آدمیوں کا کھانا لے کر مرید گئے اور پانچ غریبوں کو کھلا کر واپس آگئے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یوں واقعہ ہوا تو لوگ حیران ہوگئے۔

فتح پور میں حضرت کی آمد

ضلع فتح پور میں ایک بار حضرت تشریف لانے والے تھے پہلے دن جمال صدیقی صاحب نے اعلان کیا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں مگر تشریف نہ لائے دوسرے دن ہزاروں آدمی مایوسی کے عالم میں حضرت کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت شام تک نہ پہنچے۔ میں بھی اس جلسے میں تھا۔ جلسہ شروع ہوا۔ تمام علمائے کرام کی تقریریں ہوئیں۔ اب آخر میں صلاۃ وسلام ہوا پھر حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب حاضرین جلسہ کو مطمئن کر رہے تھے کہ کوئی خاص بات ہوگئی جو...... حضرت ابھی تک تشریف نہیں لاسکے۔ آپ لوگ مایوس نہ ہوں تار آچکا ہے حضرت ابھی نہیں آئے تو صبح انشاء اللہ ضرور تشریف لائیں گے۔ جس جگہ جلسہ ہو رہا تھا بالکل بغل میں ایک بزرگ کا مزار شریف ایک مقبرے میں تھا۔ سیکڑوں لوگوں نے سنا کہ مقبرے میں آواز آئی نعرہ تکبیر یہ آواز

دوبارہ آئی۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگ حیرت سے مقبرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اُدھر سامنے سے آفتاب ولایت روشن ہوا یعنی سامنے سے گاڑی آگئی۔ اب کیا تھا مجمع میں تقریباً ۵ ہزار آدمی تھے۔ اضطراب پیدا ہوگیا۔ ہر شخص دوڑ کر حضرت کی زیارت پہلے کرنا چاہتا تھا۔ ہجوم تھا کہ ٹوٹ پڑا حضرت بہ مشکل کار سے اترے اور سیدھے ممبر کی طرف بڑھے۔ ہجوم بے قابو ہوا جارہا تھا۔ ہر شخص روحانی پیشوا کا دیدار جلد سے جلد کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک جلسہ کی کاروائی اور چلی۔ پھر سے صلاۃ وسلام ہوا اور دعا پر جلسہ ختم ہو۔ ہر شخص حضرت کے جمال سے روح کو بیدار کر رہا تھا۔ ایمان میں حرارت پیدا ہو رہی تھی۔ مسلمانوں نے فتح پور میں کبھی ایسے بزرگ کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک بجے رات کے بعد حضرت نے مرید کرنے شروع کیے۔ چونکہ یہ سلسلہ ساڑھے تین بجے تک چلا پھر نماز فجر کے بعد لوگ مرید ہونے لگے۔

ایک شخص مرتے مرتے بچ گیا

فتح پور ہی کے ایک مسلمان کے بارے میں جناب جمال صدیقی رضوی قادری کہتے ہیں کہ ایک مسلمان حضرت سے بیعت ہونا چاہتے تھا۔ عرصے سے اس کے دل میں یہ تڑپ تھی وہ سخت بیمار ہوگیا۔ اس کے حلق کے اندر پھوڑا ہوگیا تھا اور بہت علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ایک روز روتے روتے اس نے کہا کہ حضرت مفتی اعظم ہند ہر چند کہ یہاں نہیں ہیں معلوم نہیں کہاں ہیں اور کب نیاز حاصل ہوگا۔ میں کم سے کم مرید تو ہوجاتا۔ کیونکہ آپریشن خطرناک ہے ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ اگر آپریشن کامیاب ہوگیا تو بچ جائے گا ورنہ زندگی کی امید اب بالکل نہیں ہے۔ اس لیے وہ شخص رو رو کر کہنے لگا کہ میں کس طرح ان سے کہوں۔ وہ کیسے سنیں گے کہ میری مدد فرمائیں۔ وہ یہ کہتے کہتے سوگیا۔ اس نے خواب میں حضرت اقدس کو دیکھا کہ تشریف لائے اور اسکے گلے پر ہاتھ رکھ کر پھونک دیا

اور فرمایا کہ تم اب اچھے ہو جاؤ گے۔ دوسرے دن اس کی حالت جب بہت خراب ہوئی تو لوگ اس کو اسپتال لے کر چلے۔ گھر میں کہرام مچ گیا۔ لوگ رو رہے تھے۔ وہ شخص بے ہوش ہو چکا تھا مگر ابھی راستے ہی میں پھوڑا خود بخود حلق کے اندر بلا کسی دوا کے پھوٹ گیا۔ منہ سے خون آنے لگا جب اسپتال پہنچا تو ڈاکٹروں نے دیکھا اور حیران ہو گئے کہ آخر کون سی دوا سے پھوڑا پھوٹا۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ رات ہی کو ایک بزرگ مفتی اعظم ہند نے مجھے دم کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اب تم اچھے ہو جاؤ گے اب میری دوا کوئی نہیں دور بیٹھے ہوئے مسیحا نے میرا علاج کر دیا۔ مگر ڈاکٹروں نے کہا کہ بھائی تم نصیب کے اچھے تھے یہ پھوڑا جان لیوا تھا مگر خود پھوٹ گیا اور بغیر کسی دوا کے۔ اب دوا پی لو مگر اس نے کہا کہ اب دوا کیا پیوں گا۔ چنانچہ زبردستی ان لوگوں نے دوا دی اور خوش خوش وہ مسلمان گھر واپس آیا۔ ایک ہفتہ میں بالکل صحت مند ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ بزرگ کس طرح تصرف فرماتے ہیں۔ مولانا نور محمد شاہ رضوی قادری جبلپوری نے فرمایا کہ ایک بار حضرت نے خود فرمایا کہ وہ شیخ کیا جو اپنے مرید اور معتقد کے حال سے ناواقف ہو۔

جبل پور کا واقعہ

جبل پور ایسا خوش بخت شہر ہے جہاں حضرت مفتی اعظم ہند ایک سال میں ایک ماہ یا ۲۰ روز ضرور قیام فرماتے ہیں۔ اس شہر کے لوگوں میں مذہبی بیداری بھی بھری ہے۔ ہر شخص اہلسنت کے مسلک کا آئینہ ہے۔ کیونکہ وہ شہر ہے جہاں پر امام اہلسنت مجدد وملت شیخ السلام والمسلمین عاشق رسول ﷺ ایک بار ایک قیام پذیر تھے۔ اور یہ وہی شہر ہے جہاں اعلیحضرت عظیم البرکت حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبد السلام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مسکن ہے اور اس وقت برہان ملت حضرت مولانا شاہ برہان الحق صاحب مدظلہ العالی رونق

افروز ہیں۔ جن کو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا روحانی بیٹا فرمایا ہے۔ جبل پور ہندوستان میں دوسرا بریلی شریف ہے۔ یہاں کے لوگوں کے اخلاق بہت وسیع ہیں اور یہاں کے لوگ علمائے کرام کی محبت دل میں رکھتے ہیں۔ یہ مولانا عبدالسلام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا فیض باطنی و روحانی ہے اور حضرت برہان ملت کے قدموں کی برکت ہے مولانا نور محمد شاہ رضوی قادری کے ایک دوست مولوی جمیل صاحب نے مجھ سے جبل پور میں فرمایا کہ ایک بار میں نوکری سے بیٹھا دیا گیا تھا۔ مجھے سخت تکلیف تھی۔ حضرت پیرو مرشد جبل پور تشریف لائے تو میں نے سوچا عرض کروں گا کہ حضرت دعا فرمائیں گے مجھے کوئی جگہ مل جائے۔ جیسے ہی میں یہ سوچتا ہوں خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آیئے جمیل صاحب آج کل آپ ملازم نہیں رہے۔ یہ سنتے ہی میرا دل بھر آیا مگر شیخ کی زیارت کی اتنی خوشی تھی کہ میں اپنی پریشانیوں کو بھول گیا حضرت نے فوراً ایک تعویذ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ اللہ رزاق ہے۔ یہ ہے کشف کا عالم۔ بات زبان پر نہ آئی اور کام ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں ملازمت مل گئی۔

ناسک میں زبردست کرامت

جب حضرت مفتی اعظم ہند حرمین شریفین کی حاضری سے واپس تشریف لائے تو بمبئی ہفتوں ہفتوں لگ گئے۔ حضرت کے استقبال کے لیے بمبئی میں پچاسوں جلسے ہوئے اور جلوس تو اس قدر شاندار نکلا بتاتے ہیں کہ پچاس ہزار آدمی جلوس میں تھے۔ پریس والوں نے حضرت کی تصویر لینا چاہی مگر ناکام رہے جب ریل نکالی۔ ضلع ناسک میں حضرت کا بہت انتظار ہو رہا تھا۔ جس وقت حضرت وہاں پہنچے بتاتے ہیں اپنے روحانی پیشوا کو دیکھنے کے لیے اس قدر ہجوم امنڈ آیا تھا کہ پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔ جس وقت حضرت کار سے اترے پچاس ہزار ہندو مسلمانوں کا مجمع عظیم تھا اسی بھیڑ میں ایک یتیم بچہ نیچے گر گیا تو ہجوم میں سے کئی لوگوں نے چیخنا شروع کیا ایک بچہ دس سال کا گر گیا ہے بس

لوگوں نے دیکھا کہ حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو اٹھا لیا اور ایک ہاتھ پر اس کو مجمع کے حوالہ کر دیا۔ یہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بچہ حضرت سے کافی دوری پر گرا تھا مگر حضرت کا ہاتھ وہاں اتنی دور زمین پر کیسے پہنچ گیا۔ پولیس والے اور عوام حیرت میں ڈوب گئے اسی وقت اس کھلی ہوئی کرامت کو دیکھ کر ہزاروں آدمی مرید ہو گئے یہ سلسلہ رات گئے تک چلتا رہا۔ ایک نوجوان لڑکا جو تھا تو مسلمان مگر دین کی باتوں سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا تھا وہ تو اسی وقت داخلِ سلسلہ ہو گیا۔

سادات کرام احترام

حضرت سیدنا اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی سادات کا بہت احترام کرتے تھے اس سلسلے میں ان کے کئی واقعات مشہور ہیں۔ یہ انہیں کے شہزادے حضرت مفتی اعظم ہند ہیں۔ ان کے بھی کئی واقعات حضرات سادات کرام کے احترام کے ہیں۔ حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی جیل میں تھے۔ حضرت نے سنا تو جیل فیض آباد تشریف لے گئے۔ جیلر کو جب معلوم ہوا تو اس نے پھاٹک کھولدیا۔ حضرت اندر تشریف لے گئے اور حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کو دیکھا اور فرمایا کہ اب آپ کی جب تاریخ مقدمہ آ جائے تو مجھے ضرور اطلاع کریں۔ مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میرا اتنا بڑا روحانی رہنما آج میرے حالات پر اس قدر ہمدردی سے غور کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کہ میری پیشی مجسٹریٹ کے سامنے ہوئی کٹہرے میں کھڑا تھا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا پاؤں کوئی پیچھے سے چھو رہا ہے میں نے پلٹ کر دیکھا اجلاس کے کمرے میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ اپنا نورانی چہرہ لیے رونق افروز تھے۔ مجسٹریٹ یک بہ یک حضرت کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو بتایا کہ یہ میری جماعت کے سب سے بڑے روحانی پیشوا ہیں۔ مجسٹریٹ نے کرسی پیش کی حضرت ذرا دیر کو بیٹھ گئے اور کچھ پڑھ کر دم فرمایا اور

تشریف لے گئے۔ آخر کار تھوڑے ہی دنوں میں رہا ہو گیا۔ ایک بار عرس رضوی کے موقع پر ایک بوسیدہ حال غریب سید صاحب جو جوان تھے اور دیوانوں کی طرح بات کرتے تھے آ گئے کھانا زائرین کے لیے پک چکا تھا۔ انہوں نے منتظمین سے کہا کہ پہلے مجھے کھانا دے دو۔ منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں۔ اتنی دیر میں حضرت کی خدمت میں عالم دیوانگی میں جانے لگے۔ علماء نے ان کو روکا مگر جھٹک پٹک کر حضرت مفتی اعظم ہند کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ دیکھئے حضرت یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دیتے میں بھوکا ہوں اور میں سید ہوں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت کھڑے ہو گئے اور حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھا لیا اور ڈبڈبائی آنکھوں سے فرمایا کہ حضور پہلے آپ کو کھانا ملے گا یہ سب آپ کا ہے ہم بھی آپ کے ہیں۔ وہ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت نے ساجد علی خاں صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت کی کہ جائیے سید صاحب کو لے جائیے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوائیے اور سب سے پہلے ان کو کھانا دیجئے یہ تبرک فرمالیں تو سب کو کھلائیے اب کیا تھا۔ سید صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے لگے کہ دیکھا دیکھا۔ مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔

حضرت کسی بھی چھوٹے بچے کو دیکھ لیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ سید ہیں تو اس کا بہت احترام کرتے ہیں مگر آج لوگ سادات کی قدر و منزلت نہیں کرتے۔ ہمیں ان کے افعال کو نہ دیکھنا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے کہ حضرت سادات کرام کا جتنا بھی ممکن ہو احترام کریں۔ مگر سادات حضرات کو بھی چاہیے کہ اپنے جد امجد کے دین متین پر صحیح طور پر گامزن ہوں ایسا نہ ہو کہ عقائد باطلہ رکھتے ہوں۔ اور ہم ان کی تعظیم سے محروم ہو جائیں۔

حضرت کی زبردست کرامت

میں اپنی خانگی الجھنوں میں جب بھی الجھ جاتا ہوں تو مجھے بڑی گھبراہٹ ہوتی

ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے اپنے بچوں سے محبت دیوانگی کی حد تک ہے جس پر میرے احباب مجھ کو طعنہ بھی دیتے ہیں ایک دن ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا اظہار مناسب نہیں ہے۔ میں سخت پریشان تھا۔ میری اہلیہ نے کہا کہ آپ اس قدر اور اتنی جلدی پریشان ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا دل ہی ایسا ہے۔ میں نے کئی بار سوچا کہ حضرت سے عرض کروں کہ حضور میرے دل سے ان خاندان والوں کی اور بچوں کی جو محبت بہت زیادہ ہے اس کو نکال دیں کوئی ایسی چیز دیدیں کہ میں اس قدر پریشان نہ ہوا کروں مگر میں یہ کہہ کر رونے لگا کہ میں آخر حضرت سے کس وقت کہوں۔ حضرت کے پاس تو ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے۔ اب کے ملیں گے تو عرض کروں گا..... رات میں یہ باتیں کر کے سو گیا۔ میرا نصیبہ بیدار ہوا میں نے حضرت کو خواب میں ایک تخت پر جلوہ گر دیکھا۔ حضرت نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا کہ ذکر انفاس کیا کرو میں نے خواب ہی میں حضرت سے عرض کیا کہ اس کو کرنے میں کیا فائدہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ تم اس کو کرو گے تو تمہارے روئیں روئیں میں اللہ اللہ کی صدا آنے لگے گی۔ آگے ایک بات حضرت نے اور فرمائی مگر وہ میں نہ لکھوں گا۔ میری آنکھ کھل گئی تو میں نے سوچا کہ صبح کسی سے پوچھوں گا۔ چنانچہ میں نے حضرت مولانا شاہ عزیز احمد صاحب سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا خوش نصیب ہیں آپ کہ آپ کو خواب میں تعلیم دی۔ اس میں معلوم نہیں کیا مصلحت ہے۔ پھر میں نے جبل پور میں حضرت مفتی اعظم ہند سے سارا واقعہ عرض کیا اور حضرت نے مجھے ذکر انفاس کی تعلیم دی۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا

اکبری مسجد و شاہجہانی مسجد اجمیر شریف کے امام مسجد حلقہ ارادت و خلافت میں

سلطان الہند حضور خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پر جو مسجد اکبری ہے جسے ہندوستان کے بادشاہ جلال الدین اکبر نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ کی نذر عقیدت کے جذبے میں تعمیر کرایا اس کے امام قاری محمد شبیر صاحب ہیں جو اب حضرت مفتی اعظم ہند کے دامن سے وابستہ ہو چکے ہیں اور حضرت نے میری گزارش پر ان کو اور ان کے ماموں حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب کو شرف بیعت سے نوازنے کے بعد خلافت رضویہ قادریہ سے نوازا ہے۔ قاری شبیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضور خواجہ کی بارگاہ میں روز فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوتا رہا۔ میں کسی کا مرید نہیں تھا۔ ایک دن میں نے حضرت خواجہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور مجھے کسی باعمل پیر کی تلاش ہے مگر میری کوتاہ نظروں کو کوئی ایسی شخصیت ابھی تک نہیں مل سکی جس کے ہاتھ پر میں بیعت ہوتا حضرت ہی کرم فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسی شب میں اللہ نے میری دعا کا اثر دکھایا میں اپنے حجرے میں سو رہا تھا۔ نصف رات گزر چکی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد اکبری کے ممبر پر ایک بزرگ کھڑے ہیں اور کچھ ارشاد فرما رہے ہیں اسی وقت کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ بزرگ جو کھڑے ہیں یہ مفتی اعظم ہند بریلی کے رہنے والے ہیں تم ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ میں جیسے ہی خواب میں دوڑا کہ ان کی قدم بوسی کروں میری آنکھ کھل گئی۔ دوسرے دن صبح کو میں نے اجمیر مقدس کے اہل علم سے یہ واقعہ بیان کیا تو لوگوں نے بتایا کہ واقعی حضرت مفتی اعظم ہند ایسی ہی بزرگ شخصیت ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت کا منتظر تھا کہ عرس غریب نواز میں ضرور تشریف لائیں گے۔ میرے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ حضرت سلطان الہند کے آستانے پر عرس کی تقریبات شروع ہوئیں اور ایک دن میرا خواب حقیقت میں بدل گیا۔ جس لباس میں میں

نے اس مرد مومن کے روشن و تابناک چہرے کو دیکھا تھا۔ اسی لباس میں میں نے اپنی جاگتی ہوئی ماتھے کی آنکھوں سے زیارت کی اور حضرت کے دامن سے وابستہ ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں میں نے ماموں مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب جو شاہجہانی مسجد کے امام ہیں۔ ان سے عرض کیا وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت مفتی اعظم ہند کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ اب یہ دونوں حضرات اجمیر شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ حضرت نے قاری محمد یحییٰ صاحب کے پیچھے نماز بھی ادا کی۔

چور اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا

حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کے ایک مرید جو کورباضلع بلاس پور (ایم۔ پی) کی ایک فیکٹری میں ملازم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میری رات ڈیوٹی تھی۔ وہ فیکٹری میں مشین مین ہیں ان کا نام محمد اصغر فاروقی رضوی قادری ہے۔ وہ مشین کو دیکھ کر یک بہ یک نیند آئی اور سو گئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے مکان کے باہر والی کھڑکی کو کوئی آدمی توڑ رہا ہے۔ جیسے ہی اس آدمی نے لوہا لگا کر کھڑکی توڑنے کی کوشش کی انہوں نے دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم ہند اُس چور کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرت اس وقت ہرے رنگ کا جُبّہ زیب تن کیے ہوئے تھے۔ حضرت کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی بھی تھی حضرت نے اُس چور کی پشت پر وہ چھڑی بڑے زور سے ماری وہ چور وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی وہ فوراً گھبرا کر اپنے گھر کی طرف چل دیئے جو وہاں سے تقریباً میل بھر پڑتا ہے وہ جب اپنے گھر پہنچے تو دروازے پر آواز دی۔ اس وقت رات کے دو بجے تھے۔ والدہ صاحبہ نے دروازہ کھولا۔ اُن کی اہلیہ اُٹھیں اور اٹھ کر چائے بنانے لگیں۔ یہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے ان کی والدہ نے کہا کہ بیٹا تم آج اچانک کیسے چلے آئے کیا طبیعت خراب ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ماں میرا جی گھبرایا اور میں چلا

آیا۔ یہاں سب خیریت ہے نا؟۔ان کی والدہ نے کہا بیٹا ویسے تو اللہ کا کرم ہے۔ مگر ابھی تھوڑی دیر قبل مجھے ایسے معلوم ہوا کہ کوئی کھڑکی توڑ رہا ہے۔ اتنا والدہ صاحبہ کا کہنا تھا کہ اصغر صاحب نے کہا کہ پھر آپ نے کسی کو مارنے کی آواز بھی سنی ہوگی۔ انہوں نے کہا اسی وقت جیسے کسی نے کسی کو چھڑی بہت زور سے ماری اور اسی وقت بھاگنے کی آواز بھی معلوم ہوئی مولوی اصغر فاروقی صاحب فوراً بولے کہ ماں آپ جانتی ہیں وہ چھڑی مارنے والا کون تھا یہ کہہ کر وہ رونے لگے۔ ان کی ماں نے کہا کہ بیٹا میں نہیں جانتی کیا ہوا تو اصغر صاحب فاروقی نے اپنا خواب بیان کر دیا۔ اب جا کر کھڑکی دیکھی تو واقعی اس کھڑکی پر ایسے نشانات تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی توڑ رہا تھا۔ اصغر صاحب نے کہا کہ اللہ نے بڑا کرم فرمایا اور میرے پیر و مرشد میری اور آپ سب کی مدد کو تشریف لائے اور آپ سب بچ گئیں۔ آپ نے دیکھا اللہ کے یہ نیک بندے اپنی روحانیت کے کمال کیسے...... دکھاتے ہیں اور اپنے مریدوں کی مدد کے لیے کیسے کیسے نازک موقعوں پر پہنچتے ہیں حالانکہ بریلی شریف بلاس پور سے چار، پانچ سو میل سے کم نہ ہوگا۔ مگر اللہ کے ولیوں کو یہ مسافت کچھ نہیں ہے......!

بنارس میں حضرت کا فیضانِ تصرف

ڈاکٹر محمد شہاب الدین صدیقی صاحب حضرت کے مرید ہیں۔ گزشتہ سال عرس رضوی کے موقع پر مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک حیرت انگیز واقعہ جو حضرت کی زبردست کرامت ہے پیش آیا ہے آپ آئندہ ایڈیشن میں اس کو بھی شامل کر لیں۔ انہوں نے مجھے تحریر لکھ کر دی۔ وہیں پر حاجی رحمت اللہ عیدو بھائی، محمد سعید ٹیلر ماسٹر الہ آبادی موجود تھے۔ اس تحریر پر بطور گواہ ان دونوں کے دستخط موجود ہیں۔ حالانکہ کرامتوں کے لیے نہ کسی گواہ کی ضرورت ہے نہ تحریر کی، مگر میں نے ان سے تحریر لے لی ہے کہ تنگ نظروں اور حاسدوں کو وقت ضرورت دکھایا جا سکے۔ حالانکہ کسی بزرگ کی کرامت پر شک

کرنا گمراہی ہے اولیاء اللہ سے کراماتوں کا صادر ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو اس دولت سے سرفراز فرماتا ہے وہ جسے جو چاہے عطا فرمائے اس میں کسی کا کیا ساجھا۔ ڈاکٹر شہاب الدین صدیقی فرماتے ہیں کہ بنارس میں فضا خراب تھی۔ ایک رات میں بے خبری کے عالم میں چلا جارہا تھا۔ جب میں بُلہ نالہ لال الملی کی ایجنسی کے قریب پہنچا تو وہیں پر ایک جوان آدمی کھڑا تھا وہ مجھے دیکھتے ہی میری طرف لپکا میں ابھی کچھ سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ اُس نے میرے بائیں کندھے پہ دو گھونسے بڑے زور سے مارے اور مجھے مارتے ہی یک بہ یک وہ خود بخود تھرایا اور وہ کانپنے لگا اُسی عالم میں وہ گھبرا کر ایک طرف بہت زور سے بھاگ گیا۔ میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی اس نے اچانک بے قصور مجھے کیوں مارا اور کیوں وہ خود بخود بھاگ گیا جبکہ یہاں دور تک کہیں پولیس نہیں ہے نہ میں نے اس کی اس بے جا حرکت پر کچھ کہا میں تو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کیا معاملہ ہے وہ بھاگ گیا۔ میں نے سوچا کہ چلو جان بچی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ورنہ معلوم نہیں وہ کیا ارادہ کیے ہوئے تھا کیونکہ وہ بہت ہی مضبوط آدمی معلوم ہوتا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر واپس آ گیا۔ اس کے بعد ایک آسیب زدہ لڑکی میرے پاس بغرض علاج لائی گئی جو بہت عرصہ سے اس بلا میں مبتلا تھی۔ واقعی اس پر کوئی جن تھا۔ میں نے جیسے ہی اس لڑکی کو دیکھا اس لڑکی نے مجھے سلام کیا اور بڑی خوفناک نظروں سے مجھے دیکھا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ ابھی پوچھ ہی رہا تھا کہ اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کہیے تو میں آپ کو ایک ایسا واقعہ بتا دوں جس کو آپ نے سب سے چھپا کر رکھا ہے۔ جس کا ابھی تک آپ نے ذکر نہیں کیا۔ میں جن ہوں کہیے تو میں بتاؤں تو آپ کو میری بات کی صداقت کا پتہ چلے گا۔ میں نے کہا بھئی بتایئے تو اس نے کہا کہ ایک رات کو آپ جب تنہا جارہے تھے ایک شخص نے آپ کو دو گھونسے مارے تھے مگر مارتے ہی وہ خود تھرا گیا تھا اور بھاگ گیا

تھا آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہوا تھا وہ اس لیے ایسا ہوا کہ جیسے ہی اس نے آپ کو گھونسہ مارا ویسے ہی آپ کے پیر و مرشد جن کا آپ پر اور تمام مریدوں پر سایہ رہتا ہے اس کے پیٹ پر وہ سخت گھونسا مارا کہ اس کی تاب نہ لا کر ۲۰ منٹ کے اندر خون تھوک تھوک کر وہ مر گیا۔ آپ اس بات کی تصدیق کرلیں وہ جہاں رہتا ہے اس کا میں گھر بتائے دیتا ہوں ڈاکٹر شہاب صاحب اُس جن کے قائل ہو گئے اور دوسرے روز انہوں نے اس واقعہ کی جانچ کی تو پتہ چلا کہ بالکل صحیح واقعہ ہے۔ وہ شخص جب بھاگ کر آیا تو یہی کہتا تھا کہ آسمان کی طرف سے ایک ہاتھ میری پیٹھ پر اچانک پڑا اچانک پڑا بس یہی ہوا وہ چل بسا۔ تو واقعی کسی بزرگ کی غلامی میں آنا کم خوش نصیبی نہیں ہے۔ آقا اپنے غلام کو ہر وقت اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہے۔ اور اللہ عزوجل اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اسی لیے حضرت فرماتے ہیں کہ مریدوں کو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد حصار کرلیا کریں۔ انشاء اللہ وہ تمام حادثات سے محفوظ رہیں گے۔ یہ حصار کے کلمات شجرہ مبارکہ میں ہیں۔ اس کے بے شمار فوائد و برکات ہیں۔

ضلع مراد آباد میں عقیدت مند کا چوری کیا ہوا مال واپس مل گیا

ضلع مراد آباد میں ایک مشہور قصبہ بلاری ہے۔ وہاں کا ایک واقعہ حضرت مولانا محمد رفیق صاحب بتاتے ہیں کہ جناب محمود علی اشرفی اور محمد سلیم صاحب اشرفی یہ دونوں صاحبان ایک دوکان میں گھڑی سازی کا کام کرتے تھے۔ ایک رات ان کی تقریباً سو عدد گھڑیاں چوری ہو گئیں۔ اُسی کے دوسرے دن حضرت مفتی اعظم ہند اپنے پروگرام کے مطابق بلاری تشریف لائے وہ صاحبان حضرت کو اپنے مکان پر بطور برکت لے گئے جب حضرت وہاں پہنچے تو رات کی چوری کا واقعہ حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فوراً تعویذ عنایت فرمائے اور دعا کی ان کی گھڑیاں مل جائیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں

آپ کی چائے اُس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ کا چوری کیا مال نہ مل جائے۔ اس کے بعد حضرت بریلی شریف تشریف لے گئے۔ ادھر پولیس گھڑیوں کی تلاش میں تھی مگر کہیں نہ پتہ چلا ایک دن مولانا رفیق صاحب نے خواب میں حضرت مفتی اعظم ہند کی زیارت کی۔ حضرت نے مولانا سے فرمایا کہ آپ اُن لوگوں کو صبح خبر دیں کہ وہ گھڑیاں ایک کچی دیوار کے اندر چھپی ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج وہ سب مل جائیں گے۔ رفیق صاحب نے اُن لوگوں کو بلا کر کہا کہ آج میرے پیرو مرشد آقائے نعمت عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا ہے کہ تمہارا سامان مل جائے گا اور سب مال کچی دیوار میں رکھا ہے۔ اُسی دن اتفاق سے چوروں کا سراغ خود بخود لگ گیا اور جب تلاشی لی گئی تو واقعی کچی دیوار میں تمام گھڑیاں برآمد ہوئیں اس خبر پر پولیس والے بھی حیران تھے مگر اُن کو جب معلوم ہوا کہ ایک بزرگ نے خواب میں نشاندہی کر دی تھی۔ تو ان کی حیرانی ختم ہوئی۔ یہ اللہ کے ایک نیک بندے کی خدمت میں عرض کرنے کا نتیجہ ہے پھر حضرت اپنی طرف سے کیا دیتے ہیں۔ وہ تو اسی اللہ عزوجل کا کلام لکھ کر دیتے ہیں جو سب کا خالق ہے جو سب کا حاجت روا ہے جو سب کی سنتا ہے بس اپنے نیک بندوں کا وسیلہ اپنے بندوں میں رکھتا ہے حالانکہ اس کو اس کی قطعی حاجت نہیں ہے مگر اس کا کرم خاص اپنے چاہنے والوں پر ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی دیوانہ بارگاہِ خداوندی میں کسی بات کی ضد کرتا ہے تو وہ اس کی ضد کو پوری کرتا ہے۔

حضرت کا کشف

یوں تو حضرت مفتی اعظم ہند کے کشف کے واقعات ہزاروں ہیں۔ کہاں تک لکھے جائیں مگر ابھی ابھی اسی سال ایک دن میرے بڑے صاجزادے بغیر بتائے چلے گئے میں پریشان تھا میری اہلیہ بھی سخت بیمار تھیں میں باہر سے آیا تو یہ معلوم ہوا جس کا میرے دل و دماغ پر سخت اثر ہوا ایسی صورت میں میں ہمیشہ اپنے پیرو مرشد کو خط لکھتا

ہوں۔ اپنی اہلیہ کو ڈاکٹر کو دیکھا کر گھر آیا اور اسی عالم میں خط لکھ کر سب کچھ حضرت سے عرض کیا اور خط لکھ کر رونے لگا۔ میں نے رو رو کر اپنے پیر و مرشد کو دُکھے دل سے یاد کیا اور اللہ کی بارگاہ میں گزارش کی۔ حضرت نے ہی نے ایک بار فرمایا ہے کہ وہ شیخ کیسا جو اپنے مریدوں کے حال سے ناواقف ہو۔ بس خط کو لیٹر بکس میں ڈالدیا اور تین گھنٹے کے بعد بذریعہ کار حضرت اچانک عیدو بھائی کے یہاں الہ آباد تشریف لائے۔ میں فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے میرا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات ہے کیا حال ہے۔ یہ سنتے ہی میرا دل بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسو آگئے۔ اب کیا تھا میرا شیخ کامل میری نظروں کے سامنے ہے۔ میرا حال دریافت فرمارہے تھے میں نے اپنی تازہ مصیبت عرض کردی۔ حضرت نے فرمایا کہ گھبرایئے نہیں اللہ کرم فرمائے گا آپ کی یہ پریشانیاں ختم ہوجائیں گی۔ میرے آنسو ختم ہوگئے اور میں حضرت کی خدمت کرنے لگا۔ شام کو حضرت اسٹیشن تشریف لے گئے۔ میں نے ذرا بھیڑ جب کم ہوئی تو حضرت سے عرض کیا کہ حضرت میرا لڑکا کہیں بمبئی تو نہیں گیا۔ جبل پور تو نہیں گیا حضرت بتائیں۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ میں کیا جانوں کہ وہ کہاں گئے ہیں مگر میری روتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر حضرت کو رحم آگیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جبل پور گیا ہو یا جہاں گیا ہو فوراً آجائے گا آپ گھبرایئے نہیں۔ تھوڑی دیر میں آپ کو اطلاع مل جائے گی۔ حالانکہ حضرت کبھی اس طرح نہیں فرماتے مگر میں سمجھ گیا کہ حضرت نے میری تسکین کے لیے آج اس طرح فرمایا میں نے فوراً اندازہ لگالیا کہ لڑکا یقیناً جبل پور ہی گیا ہے۔ کیوں کہ حضرت نے بمبئی کا نام لیا ہی نہیں بلکہ دونوں شہروں کے نام میں صرف جبل پور کا نام لیا حضرت اپنے کشف کا اظہار نہیں کرنا چاہتے کیونکہ شریعت کے پابندیوں کا خیال ہے۔ میں جب حضرت کو الوداع کہہ کر گھر آیا تو نمازِ مغرب کے بعد ہی جبل پور سے اچانک تار جو وہاں سے ۴ بجے شام کو چلا تھا ملا۔ اب بالکل سکون ہوگیا کہ لڑکا بمبئی نہیں گیا تھا بلکہ مولانا نور محمد شاہ رضوی

صاحب کے یہاں جبل پور میں تھا۔ جاتے جاتے حضرت نے میری اہلیہ کو دم کیا تھا ان کی طبیعت سنبھل گئی۔ آپ نے دیکھا اپنے پیرو مرشد کو دل سے پکارا وہ اچانک تشریف لائے یہ کرم کس کا ہے اُسی پروردگار عالم کا ہے جس نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے بندوں کی حاجت روائی کے لیے کشف وکرامت اور تصرفات جیسی دولت عنایت فرمائی۔

حضرت کے کشف کا دوسرا واقعہ

مولانا عبدالجلیل چشتی کانپوری فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ عرس رضوی میں کانپور سے بریلی شریف حاضر ہوئے عرس کے ختم ہونے پر جب ہم لوگ کانپور کے لیے چلنے کے ارادے سے حضرت کو مطلع کیا تو حضرت نے فرمایا آپ لوگ مغرب کی نماز یہیں اطمینان سے پڑھیے اس کے بعد کھانا کھا کر اسٹیشن جائیے ہم لوگوں نے عرض کیا حضور ٹرین کا وقت بالکل قریب ہے۔ نماز اسٹیشن پر پڑھیں گے۔ کھانا بھی کہیں راستے میں کھالیں گے۔ تو حضرت نے فرمایا، ارے گاڑی تین گھنٹہ لیٹ ہے۔ اس پر ہم لوگ خاموش ہو گئے۔ نماز پڑھی کھانا کھایا پھر ایسے وقت اسٹیشن پہنچے جبکہ گاڑی چھوٹنے کا تقریباً ایک گھنٹہ نکل چکا تھا جیسے ہی ہم لوگ پلیٹ فارم پر پہنچے اعلان ہوا کہ گاڑی دو گھنٹہ لیٹ ہے اب ہم سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے مگر پھر سوچنے لگے کہ حضرت نے تو ارشاد فرمایا کہ گاڑی تین گھنٹہ لیٹ ہے۔ ہم لوگ گاڑی کا انتظار کرنے لگے ایک گھنٹہ کے بعد پھر اعلان ہوا کہ گاڑی ایک گھنٹہ اور لیٹ ہوگئی۔ ہم سب اس اعلان کو سن کر چونک پڑے اور کہنے لگے کہ واقعی حضرت ایک ولی کامل ہیں اُن کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

وہ لکھتے ہیں بے شک میں حضرت مفتی اعظم ہند کو ہمیشہ ایک ولی کامل سمجھتا رہا۔ اور میرا وجدان کہتا ہے کہ حضرت اس دور کے اُن اولیاء کرام میں ہیں جن کے فیوض

و برکات کا سلسلہ عوام و خواص دونوں کو مستفیض کر رہا ہے۔ حضرت کی ذات آج مرجع خلائق ہے اس دور میں ایسے بزرگ کم ہیں جو غریب و امیر کو یکساں اپنی دعاؤں سے نواز رہے ہیں۔ خداوند قدوس اپنے بندوں پر ان کا سایہ تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

کہاں ہیں علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے منکرین ارے یہ تو سرکار دو عالم کے غلاموں میں ہیں۔ ان کے غلاموں کو دیکھئے یہ ان کا علم ہے یہ ان کی کرامت ہے اور اللہ کی محبوب جو سر سے پاؤں تک معجزہ ہی معجزہ ہیں اللہ نے ان کو کتنا علم عطا فرماتا ہے اس کا اندازہ آج کا کٹھ ملا کیا لگائے گا۔

جب خالق یکتا نہ چھپا اُن کی نظر سے
پھر کون سی شے ان کی نگاہوں سے چھپی ہے

آج کا بددین میرے سرکار کے علم کو انچی ٹیپ لے کر ناپنے چلا ہے کہ ان کو اللہ نے اتنا دیا ہوگا اتنا نہ دیا ہوگا۔ حالانکہ وہ بیچارہ آپ اپنی حقیقت سے خود بے خبر ہے۔ وہ کیا جانے کہ اللہ کے محبوب کی عظمت میں شک و شبہ کرنا جو موجب توہین و تنقیص اور کفر ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ جو علم خداوند قدوس کو ہے کسی کو کائنات میں نہیں مگر اللہ علم غیب کی دولت اپنے نبیوں کو، رسولوں کو عطا فرماتا ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا ہے۔ اس خالق کائنات کا علم کسی کا عطا کیا ہوا نہیں ہے اس کا علم علم ذاتی ہے انبیاء کا علم علم عطائی ہے جتنا چاہا اُس نے اپنے محبوب سید عالم نور مجسم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔ ہم رسول خدا ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہتے نہ ہمارا نہ ہمارے اسلام کا یہ عقیدہ ہے بلکہ ہم اور ہمارے علمائے حق اور ہمارے اسلاف سرکار دو عالم ﷺ کو عالم غیب کہتے ہیں علم غیب ذاتی تو حق سبحانہ تعالیٰ ہی کو صفت خاصہ ہے۔ نہ ہم اولیاء کرام کو عالم الغیب کہتے ہیں نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے اولیاء اکرم کو کشف کی دولت عطا فرمائی ہے ورنہ وہ واقعہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر پر عین جمعہ کے وقت خطبہ ارشاد فرماتے

فرماتے پکارنے لگے "یا ساریہ الجبل یا ساریہ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو جبکہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے سیکڑوں میل دور دشمنانِ اسلام سے جنگ کر رہے تھے۔ اور دشمنوں کا ایک بڑا لشکر پہاڑی کے پیچھے سے یک بہ یک آ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے جا رہا تھا اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ میں سامنے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس آواز کو حضرت ساریہ پہچان گئے اور پہاڑ کی طرف جو نظر کی تو پتہ چلا کہ واقعی دشمنوں کا ایک لشکر چھپ چھپ کر آ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر اُدھر بھی بھیج دیا۔ چنانچہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح یاب ہوئے اور جب واپس آئے تو صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ ساریہ کس طرح لشکر اسلام فتح یاب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے بڑے نازک موقع پر حضرت امیر المومنین کی آواز آئی ورنہ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہوتے۔ یہ ہیں غلامانِ مصطفٰے جو سینکڑوں میل کی دوری سے دیکھ لیتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ آج کا کٹھ ملا ہوتا تو کیا کہتا کیا صحابی رسول ﷺ کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہوتا یہ کیا مجال تھی۔ مگر آج بیچارہ کہتا ہے کہ وہ تو سرکار جو ایسی باتیں بتاتے تھے وہ تو علم غیب نہیں تھا بلکہ پیشن گوئی تھی۔ آپ ذرا سوچیے یہ کہہ کر بارگاہِ رسالت میں گستاخی کیسی کر رہا ہے اور اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آج ریڈیو والے بھی پیشن گوئی کرتے ہیں۔ آج طرح طرح کے ایسے آلے ایجاد ہیں جس کی بنا پر پیشن گوئی کی جا سکتی ہے وہ سرکار کے ایسے ہی ارشادات کو پیشن گوئی کہہ کر آج کے ریڈیو والوں کے برابر کہنا چاہتا ہے کہ یہ کتنی کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ کیا ایمانی افروز شعر مولانا امیر مینائی کا ہے۔

حضرت کا علم علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

مولانا نسیم بستوی کا بیان

حضرت مولانا نسیم بستوی فرماتے ہیں کہ ایک بار سفر میں میرا ایک بیگ جس میں میرا بہت سا سامان تھا اور دو کتابوں کے مسودے تھے جو دوسرے صاحب کے تھے نیز میرے کپڑے تھے چوری ہوگیا۔ میں جب کانپور اسٹیشن پر پریشان حال ٹرین سے اترا تو وہیں میرے پیرومرشد اچانک نظر آئے میں اپنے سامان کے غائب ہونے پر کافی نڈھال تھا۔ حضرت کی خدمت میں جیسے ہی حاضر ہوا حضرت نے دیکھتے ہی مجھ سے بڑے ہی ہمدردانہ لہجہ میں فرمایا کہ آپ مت گھبرایئے اللہ بہت دینے والا ہے۔ اللہ بہت دینے والا ہے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یا کریم اور یا ماجد کثرت سے پڑھیئے۔ میں نے سوچا کہ میں نے تو ابھی کچھ عرض بھی نہیں کیا نہ میں نے ابھی کسی کو اسٹیشن پر ہی اپنی حالت بتائی۔ میں حضرت کے کشف پر حیران ہوگیا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ میری جتنی چیزیں گم ہوئیں تھیں۔ اللہ نے اُس سے کہیں زیادہ مجھے عطا فرمائیں معلوم نہیں کہاں سے اس قدر روپیوں کی فراہمی ہوئی کہ میں بار بار اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں بے شک۔

بر آستان تو ہر کس رسید مطلب یافت
روا مدار کہ من نا اُمید برگردم

سرائے غنی (الہ آباد) میں بارش کا یک بہ یک رُک جانا

الہ آباد کے مشہور موضع سرائے غنی بہر یا میں ایک بہت عظیم الشان پیمانے پر جلسہ عید میلاد النبی ﷺ ہو رہا تھا۔ یہ گاؤں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی کا اصل وطن ہے مولانا مشتاق احمد صاحب کے عزیز حاجی متین صاحب اظہار صاحب وغیرہ اس جلسے کا اہتمام کر رہے تھے۔ حضرت جب سرائے غنی پہنچے اور بہت سے علمائے اکرام پہنچے تو بادل گھرے ہوئے تھے عین جلسے کے وقت بوندا باندی شروع ہوگئی۔ مولانا اعجاز کا مثوی

کی تقریر جیسے ہی شروع ہوئی بارش تیز ہوگئی سارا مجمع اٹھ گیا یہاں تک مولانا نظامی صاحب جو جلسے کی نظامت کر رہے تھے وہ بھی تخت سے اٹھ کر چلے گئے مگر حضرت اسی تخت پر بیٹھے رہے۔ بارش تیز ہوگئی۔ حضرت نے مولانا اعجاز صاحب کامٹوی سے فرمایا کہ اپنی تقریر جاری رکھیے۔ مولانا اعجاز کامٹوی بھی حضرت کے حکم پر بیٹھے رہے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور بارش ختم گئی۔ مجھ سے حضرت نے فرمایا سب کو آواز دے دو۔ مولانا اعجاز کامٹوی کی تقریر ضرور ہوگی۔ پھر کیا تھا پانی جیسے ہی تھما لوگ پھر آ کر بیٹھ گئے اور جلسہ تین بجے رات تک ہوتا رہا۔ ہم لوگ اُسی وقت ۳ بجے رات بس سے جب الٰہ آباد کے لیے سیکڑوں آدمی چلے تو یہ دیکھ کر سب حیران تھے بس جلسہ گاہ سے قریب تمام کھیتوں میں پانی بھرا ہے اور سخت بارش ہو رہی ہے۔ مگر جلسہ گاہ میں پانی نہیں برس رہا تھا۔ دوسرے دن بھی یہ واقعہ ہوا۔ اظہار بھائی اپنی کار سے جب حضرت کو اپنے مکان رات کو لے آئے تو جلسہ گاہ سے ہٹ کر تمام کھیتوں میں کافی پانی بھرا تھا اور جلسے میں کسی کو علم بھی نہیں ہوا کہ اُدھر اِدھر اتنی سخت بارش ہو رہی ہے سچ ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند نائب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

لندن سے آدم بھائی علاج کے لیے آئے

ابھی دو چار ماہ قبل مبارکپور عربی یونیورسٹی کا عظیم جشن افتتاح تھا۔ وہاں حضرت مولانا غلام آسی صاحب نے بتایا کہ ایک شخص آدم بھائی نام کا لندن سے آیا ہے۔ اس کو وحشت کا مرض ہے کئی ہزاروں روپیوں کی دوائیں استعمال کر چکا ہے۔ پتہ نہیں کتنے ایکسرے کرا چکا ہے مگر گھبراہٹ اور دھڑکن نہیں ختم نہیں ہوتی۔ وہ لندن میں حضرت کے بارے میں سن کر ہندوستان آیا اور بریلی شریف میں حضرت کے یہاں قیام کیے ہوئے ہے۔ اب سنیے آدم بھائی کا حال وہ حضرت کے مرید بھی ہوگئے۔ وہ روز یہ دیکھتے

رہے کہ سیکڑوں آدمی صبح سے آتے ہیں اور تعویذ وغیرہ حضرت عطا فرماتے ہیں مگر آدم بھائی کو کچھ نہیں دیتے بلکہ حضرت فرماتے ہیں تم میرے سامنے ہر وقت بیٹھے رہو تمہارا یہی علاج ہے۔ آدم بھائی یہ نہیں سمجھے کہ کس طرح علاج ہو رہا ہے وہ ذرا سی بھیڑ بھی دیکھتے تو گھبرا کر کسی گوشے میں چھپ جاتے مگر حضرت فرماتے کہ ہر وقت میرے ساتھ رہو وہ سخت مشکل میں تھے۔ بس ایک دن حضرت نے خصوصی توجہ ان کے قلب پر ڈالدی۔ دل کی وحشت ختم ہوگئی۔ ان کو بڑا تعجب ہوا کہ مجھے تو کوئی تعویذ نہیں دیا پانی دم کر کے نہیں دیا۔ آخر میں کیسے اچھا ہوگیا مگر وہ کیا جانیں کہ اولیاء اکرام کی نگاہوں میں وہ اثر ہوتا ہے کہ اگر یہ اپنی نظر کرم کسی عمر بھر کے پاپی پر ڈال دیں تو اس کو مرد مومن کردیں۔

اسی سال عرس رضوی کے موقع پر حضرت کی ایک عزیزیہ کسی دوسرے شہر سے حضرت کے یہاں اپنے بچوں کو لے کر آئیں حضرت کو بہت مانتے ہیں مگر باہر عقیدت مندوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حضرت کو ان کی بات سننے کا موقع نہیں ملا وہ تیسرے روز دل برداشتہ ہوکر اپنے مکان واپس جانے والی تھیں۔ ان کے دل میں بڑا غم تھا کہ اپنے بچوں کے لیے حضرت سے تعویذ نہ لے سکیں اور حضرت بہیڑی تشریف لے گئے تھے۔ جب وہ جانے لگیں تو انہوں نے اپنا بکس کھولا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے تمام مقصد کے تعویذ ایک ڈوپٹہ کے آنچل میں بندھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو حضرت سے ابھی تک کچھ عرض بھی نہیں کیا اور میں نے صبح ڈوپٹے کو بکس میں رکھا تو کچھ نہیں تھا۔ اب تعویذ کیسے آگیا۔ اور حضرت ہی کے قلم کی تحریر ہے۔ میری اہلیہ اس وقت حاضر تھی۔ انہوں نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اسی سال اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ کے عرس کے موقع پر میں الہ آباد والوں کی طرف سے ایک خوبصورت چادر بطور نذر عقیدت لے جانا چاہتا تھا اس چادر کے لیے ابھی انتظام کر ہی رہا

تھا کہ ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہوگیا کہ سارا ارادہ ختم ہوگیا کچھ لوگوں نے چادر تیاری کے لیے چندہ بھی دے دیا تھا۔ حاجی لعل محمد بیڑی فرم کے مالک حاجی عبدالحمید صاحب جو حضرت کے عقیدت مندوں میں ہیں ان کی اہلیہ اوران کے بڑے لڑکے فیروز احمد حضرت کے مرید ہیں حاجی عبدالحمید صاحب کی اہلیہ نے سو روپے چادر کے لیے دیے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ چادر نہ لے جاؤں گا بلکہ روپے سب عرس میں دے دوں گا اسی شب میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میاں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں چادر لے جاؤ اور فاتحہ کا انتظام کرو۔ تمہاری پریشانی دو روز کے بعد ختم ہو جائے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا اور چادر کا اہتمام کیا گیا۔ الہ آباد میں چادر مبارک کے سلسلہ میں کئی جگہ جلسے ہوئے جامع حبیبیہ والوں نے چادر کو مدرسہ میں منگایا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فاتحہ ہوا۔ بریلی شریف عرس میں کئی شہروں سے لوگ چادریں لائے تھے مگر الہ آباد کی چادر کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور مجھے اس قدر فیوض و برکات سے میرے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوازا کہ میں کیا عرض کروں۔

چشم ولایت کہاں تک دیکھتی ہے

الہ آباد میں محلہ کیٹ گنج میں ایک لڑکے کو بہت سخت آسیبی شکایت ہوئی اسکی حالت اتنی خراب ہوئی کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کسی عالم نے دیکھ کر بتایا کہ اگر یہ لڑکا دس تاریخ تک زندہ رہا تو زندگی کی امید ہے کوئی صاحب کمال مل جائے تو یہ ہوسکتا ہے۔ اس کے والدین سخت پریشان تھے۔ حضرت الہ آباد کے دارالعلوم غریب نواز کے سالانہ اجلاس کی سرپرستی فرمانے تشریف لائے تھے اور پہلا جلسہ سرائے غنی میں ہوا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ایک لڑکا جس کی حالت بہت خراب ہے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ حضرت خاموش ہوگئے۔ میں حضرت کی طرف پر امید نظروں سے

دیکھتا رہا مگر حضرت تقریباً پانچ منٹ کے بعد...... اچانک اٹھ کر وضو فرمانے لگے اور یک بہ یک انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے میں اس وقت کچھ نہیں سمجھا حضرت جب الہ آباد دوسرے دن ۱۱ بجے دن میں تشریف لائے تو اس لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا اب رات کو حضرت کا انا اللہ وانا الیہ راجعون کا پڑھنا سمجھ میں آیا۔

آسنسول میں حضرت کی تشریف آوری کی برکتیں

آسنسول میں ایک بار حضرت تشریف لانے والے تھے وہاں کے مسلمانوں میں حضرت کی آمد کی خبر سے مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی لوگ عارف باللہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظمہند کے بے چینی سے منتظر تھے۔ اُدھر حضرت کی آمد سے بدعقیدہ لوگوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی ایک بہت سخت قسم کا وہابی جو اس جگہ مشہور تھا۔ اس نے سوچا کہ جب اُن کا جلوس میرے شہر میں گزرے گا تو میں گھر سے نہ نکلوں گا اس کے دل کا دروازہ تو بند ہی تھا اُس نے اپنے مکان کے دروازے کو بھی بند کر لیا اور اپنے گھر میں لیٹے لیٹے سو گیا مگر اس کو کیا معلوم کہ جب اللہ ہدایت عطا فرماتا ہے تو دل کے دروازوں کو کھول دیتا ہے۔ وہ سو رہا تھا کہ ایک بزرگ خواب میں نظر آئے بڑا حسین وجمیل نورانی چہرہ اُن بزرگ نے اس وہابی کا نام لے کر خواب میں فرمایا کہ تو بڑا بدنصیب ہے۔ تیرے شہر میں ایک ولی کامل اپنے فیوض و برکات لٹانے آیا تو پڑا سو رہا ہے جا اور جا کر کم سے کم ان کی زیارت ہی کر لے ان کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ وہ شخص اٹھا اور اٹھ کر اس نے دل سے توبہ کی اور حضرت کی قیام گاہ کی طرف بھاگا جب وہاں پہنچا تو لوگوں نے اُس کو پہچان لیا کہ یہ تو کھلا ہوا سخت وہابی ہے لوگوں نے کہا کہ کہیے یہاں کیا کام ہے اُس نے کہا کہ میں شہزادہ اعلیٰ حضرت کی زیارت کروں گا میں ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا لوگوں نے کہا کہ تم تو وہابیوں کے خرانٹ کے مرید کہتے ہو اس نے کہا اب ویر نہ کیجیے مجھے ان کے دست اقدس پر توبہ کرنے کی اجازت دیجیے وہ حاضر ہوا حضرت سے اس نے اپنا واقعہ

بیان کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بھئی اپنے خواب کے ذمہ دار آپ خود ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ نے کیا دیکھا۔ رہا مرید ہونے کا سوال تو پہلے آپ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کریں اور کلمہ پڑھیں تب آپ مرید ہوں چنانچہ وہ شخص سیکڑوں آدمیوں کے سامنے توبہ کر کے مرید ہو گیا اب وہ ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے۔

مرنے سے قبل توبہ کی توفیق

حضرت مولانا قمر الزماں صاحب رضوی اعظمی جو اپنے وقت کے بے مثل مقرر ہیں ان کا اندازِ خطابت اپنے اندر فکر وعمل کی گہرائیاں رکھتا ہے۔ وہ تو ویسے ندوہ کے بھی طالب علم رہ چکے ہیں مگر عقیدہ کے معاملے میں صحیح العقیدہ سنی ہیں اور حضرت کے مرید بھی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا صاحب جو اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے وہاں یک وہابی کے مرید تھے جس کا پروپیگنڈہ ہندوستان میں بہت کیا گیا تھا وہ خاندان میں تنہا اس باطل عقیدہ کے آدمی تھے۔ مولانا کہتے ہیں کہ ہم لوگ کبھی کبھی ان کی علالت کو دیکھ کر کہتے کہ ان کی اتنی عمر ہو چکی ہے جب ان کا انتقال ہوگا تو ہم لوگ ان کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھ سکیں گے اس کا صدمہ بہت سے لوگوں کو تھا۔ ایک بار وہ سخت بیمار ہوئے تھے بگڑے دل پٹھان لاکھ سمجھایئے۔ بچھایئے مگر ایک نہیں مانتے تھے۔ ایک دن صبح کو اٹھے اور ہم لوگوں کو بلایا اور کہنے لگے مولوی قمر الزمان آج آخری رات کو میں نے تمہارے پیر ومرشد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں اور مجھے توبہ کرا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب بھی بہتر ہے۔ اب بھی بہتر ہے! اب بھی وقت ہے!! اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے!!! میں سوچ رہا ہو کہ کیا واقعی میں باطل عقیدہ پر ہوں مولانا قمر الزماں صاحب کہنے لگے کہ اگر آپ کے دل کی آواز یہی کہتی ہے تو واقعی چچا جان توبہ کر لیں ورنہ ہم لوگ آپ کی نماز جنازہ سے بھی محروم ہوں گے۔ وہ کہنے لگے کہ بھائی وہ بزرگ جہاں بھی ہوں مجھے لے چلو میں ان کو دیکھ لوں گا اگر وہی صورت نظر آئی تو میں واقعی توبہ کر لوں گا مولانا قمر الزماں نے بریلی فون

کیا مگر معلوم ہوا کہ حضرت اعظم گڑھ کی طرف کسی مقام پر تشریف لے گئے ہیں۔ وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ معلوم ہوا اسی گاؤں کے قریب حضرت ایک صاحب کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ مولانا دوڑے ہوئے گئے اور حضرت کو لے آئے جیسے ہی میرے چچا صاحب نے حضرت کو دیکھا کہا کہ واہ کیا کہنا ہے یہ وہی نورانی چہرہ ہے جس کی زیارت میں نے خواب میں کی تھی۔ اور انہوں نے اسی وقت اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی اور حضرت سے مرید ہوئے دو روز کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ سبحان الہ سبحان اللہ کیا ایمان افروز واقعہ ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ سب کو ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضور اپنے غلاموں کی لاج رکھتے ہیں

میرے محلے میں یہاں کے چند نوجوانوں نے جشن معراج النبی ﷺ کے موقع پر روشنی کا بہترین انتظام کیا تھا ایک داروغہ جو سخت متعصب تھا۔ اس نے ایک لڑکے کو بلا وجہ مارا بس کیا تھا مسلمانوں نے روشنی بجھا دی اور ایک بڑا ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ میں اس معاملے میں بیچ میں آ گیا۔ شہر کے حکام بھی آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ بتی جلوا دیں کیونکہ مسلمانوں نے سارے محلے کی بتی بطور احتجاج بجھا دی تھی۔ میں نے حکام سے بات کی اور پھر اپنے محلے کے مسلمانوں کو سمجھایا کہ اس داروغہ کو اس بات کی سزا ملے گی۔ میں انشاء اللہ اس کا تبادلہ یہاں سے کرا دوں گا مگر آپ لوگ میرے اعتبار پر بتی روشن کر دیں۔ جب تک اس کا تبادلہ نہ ہو گا میں چین سے نہ بیٹھوں گا۔ مسلمانوں نے میری گذارش قبول کر لی اور بتیوں کو پھر سے روشن کر دیا۔ اب میں نے اپنے سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا اور اپنے پیر و مرشد کو وسیلہ بنایا کہ حضرت آپ کا یہ غلام ہزاروں کے مجمع میں زبان دے چکا ہے اس کی لاج رکھیے۔ ادھر اس داروغہ نے بھی اپنی تمام کوشش شروع کر دی کہ تبادلہ نہ ہو سکے۔ مگر اس کو کیا معلوم کہ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ کے در کا کتا ہوں۔ کوئی ان کے غلام کو رسوا کرنا چاہے

اور وہ اپنے غلام کی دستگیری نہ کریں۔ اُسی رات کو تقریباً ۴ بجے میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور مجھے اور پورے گھر والوں کو ایک تانگہ پر لے کر ایک ایسی سڑک پر چلے جو سڑک میری جانی پہچانی تھی۔ سڑک کے کنارے بڑے بڑے بنگلے بنے تھے وہیں ایک پان کی دوکان نظر آئی جس میں بڑے ہی خوبصورت پان لگے تھے میں نے تانگہ رکوایا اور سوچا کہ حضرت کے لیے پان بنوالوں۔ اسی درمیان میں ایک بزرگ صورت شخص نظر آئے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا اور ایک خوبصورت گلاب کا ہار لیے تھے مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت کہاں ہیں میں نے جواب دیا کہ حضرت تانگے میں بیٹھے ہیں وہ بزرگ حضرت کی خدمت میں ہار مٹھائی لے کر حاضر ہوئے اور حضرت کے گلے میں ہار ڈال دیا اور مٹھائی حضرت کے ہاتھوں میں دے دی۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جلدی چلو۔ میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا رات کے ۴ بجے تھے۔ میں اسی صبح کو کلکٹر صاحب کے یہاں گیا وہیں اور بھی حکام بالا مل گئے۔ کلکٹر صاحب نے کہا کہ رازؔ صاحب کیا معاملہ ہے آپ کے محلے میں کیا ہوا۔ میں نے سب واقعات بتائے اور درخواست جو محلے والے کی طرف سے تھی ان کو دیدی۔ انہوں نے کہا کہ آپ بالکل مطمئن رہئے میں اس کا انتظام کر دیتا ہوں اور دوسرے روز اس کا تبادلہ ہوگیا۔ آپ نے دیکھا کہ میرے پیرومرشد اپنے غلام کی کس طرح لاج رکھتے ہیں اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کی ہوئی درخواست ان کے وسیلے سے خداوند قدوس کس طرح قبول فرماتا ہے۔

خداوند قدوس تمام مسلمانوں کو باعمل سچے پیرومرشد کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ گر پیر سے قوی نسبت ہے تو مرید کو دنیاوی اور دینی فائدے اس قدر پہنچتے ہیں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ مگر اب تو یہ ہو رہا ہے کہ بس پیری مریدی کو بھی لوگوں نے ایک فیشن بنا لیا ہے جہاں دیکھا کہ لوگ کہیں کسی سے مرید ہو رہے ہیں تو مرید ہوگئے اور پیر نے جو کچھ فرمایا اس کو نہیں کرتے بلکہ نماز وغیرہ کی بھی پابندی نہیں کرتے اور بہت سے غلط کام میں مشغول

رہتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم نے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے برے اعمال سے ہمیشہ کے لیے توبہ کی ہے اب ہم کوئی کوئی کام خلاف شریعت نہیں کرنا چاہیے۔ جب ان کو فیض نہیں ملتا تو شکوہ کرتے ہیں۔ میں کوئی بہت بڑا باعمل نہیں ہوں مگر اپنے پیرومرشد کی عقیدت اور تمام اولیاء اکرام کی عقیدت رکھنی چاہیے اس کا مجھ میں ایک معمولی حصہ بھی نہیں مگر پیرومرشد کا کرم ہے وہ نوازتے ہیں۔

یہ اللہ عزوجل کا احسان عظیم ہے اس کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے میرے دل میں اپنے محبوب بندوں کی عقیدت ومحبت عطا فرمائی ہے۔

مری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے
یہ پاؤں اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

میاں اس کی توفیق ہی سب کچھ ہے اگر وہ توفیق نہ دیتا تو میں بھی کسی خواہش نفس میں مبتلا ہو کر دنیا کے پجاریوں کی خوشامد کرتا رہتا۔ وہ اپنی بارگاہ میں ہم کو آپ کو سر جھکانے کی توفیق عطا فرماتا ہے اسی کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ ورنہ معلوم نہیں ہم کس کس دروازے پر سر جھکائیں۔ اور یہ حقیقت ہے میں نے جن لوگوں کو اللہ والوں سے محبت کرتے نہیں دیکھا وہ دنیا کے پرستوں کے دروازے پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ خدا بچائے۔ خدا بچائے۔

جمدا شاہی ضلع بستی میں حضرت کی روحانیت کے جلوے

ایک سال حضرت ضلع بستی کی ایک مشہور بستی جمدا شاہی تشریف لے گئے وہاں کے مخیر حضرات میں جناب سیٹھ شمش الحق علیمی جناب غلام مصطفےٰ بھائی رضوی جناب عبد الوہاب چھوٹک علیمی وغیرہ نے ایک جلسہ عید میلاد النبی ﷺ بڑے اعلےٰ پیمانے پر کیا تھا۔ دوسرے دن صبح حضرت کی خدمت میں دو عورتوں کے بارے میں شمس الحق علیمی صاحب

نے عرض کیا کہ حضرت ان دونوں کو آسیبی شکایت ہے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کیسے معلوم ہوا کہ آسیب ہے۔ بس کچھ جاہل مولویوں نے مولویت کو کیا بدنام ہے اور ہرا پیلا کپڑا پہن کر بال بڑھا کہ لوگوں نے پیری فقیری کو بدنام کیا ہے جو منہ میں آیا بک دیا اور پیسے حاصل کیے چلتے بنے۔ میں حضرت کے ارشاد کو سمجھ گیا اسی بات سے میں نے اندازہ کیا کہ ان عورتوں کو آسیبی شکایت نہیں ہے بلکہ معاملہ برعکس تھا حالانکہ حضرت کے سامنے وہ عورتیں نہیں تھیں وہ کسی دوسرے مکان میں دور کہیں بیٹھی تھیں۔ میں نے جب اُن کے وارثوں سے حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ کوئی گونڈا کے شاہ صاحب ہرے رنگ کا کپڑا پہنے تھے بال بڑھائے تھے اور اپنے آپ کو بڑا پہنچا ہوا بتاتے تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ دونوں پر آسیب ہے چنانچہ ان کو تقریباً ۴۰ چالیس روپے عمل وغیرہ کرنے کے لیے دیئے گئے تھے وہ جب گئے تو واپس نہیں آئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا حضرت نے جو بات ارشاد فرمائی تھی کس قدر صداقت لیے ہوئی تھی حضرت نے اُن دونوں عورتوں کو الگ الگ نقش عنایت فرمایا۔

بغیر طلب کے تعویذ عنایت فرمایا

میرے محلے میں غلام سرور صاحب مرید ہوئے۔ دوسری بار جب حضرت تشریف لائے تو یہ اس وقت حاجی عیدو بھائی کے یہاں پہنچے جب حضرت سب کو تعویذ دے چکے تھے اور نماز عصر پڑھ کر بریلی شریف جانا چاہتے تھے اس وقت بہت بھیڑ تھی اور حضرت کا مزاج برہم تھا۔ سرور میاں اسی خیال سے گئے تھے کہ تعویذ مانگوں گا اپنے چھوٹے سے بچے کو ساتھ لے گئے تھے حضرت جیسے ہی وضو کے لیے اٹھے تو غلام سرور میاں نے حضرت کو سہارا دیا جب حضرت وضو کرنے کے لیے بیٹھے تو غلام سرور کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تمہارا بچہ ہے انہوں نے کہا کہ ہاں حضور مگر یہ ڈر کے مارے کچھ اور نہ کہہ سکے۔

حضرت نے ان کو ایک تعویذ عنایت فرمایا جو شاید پہلے سے لکھ کر ہاتھ میں لیے تھے اور حاجت مند کی راہ دیکھ رہے تھے اللہ اللہ یہ اپنے غلاموں پر کرم۔ یہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کہ سائل سوال بھی نہیں کرتا اور اس کی جھولی بھری جارہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تعویذ اپنے پاس رکھو جب کوئی بیمار ہو اس کے گلے میں ڈال دو اللہ شفا عطا فرمائے گا۔ غلام سرور کو سخت تعجب ہوا انہوں نے مجھ سے کہا۔ میں نے کہا کہ میاں خوش نصیب ہو بہت سنبھال کر تعویذ رکھو کوئی مرض ہونے والا ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد غلام سرور سخت بیمار پڑ گئے ان کے حلق میں بہت برا مرض ہوا جس کا علاج مشکل ہوتا ہے۔ منہ بند ہو گیا۔ بولنے سے معذور ہو گئے۔ کھانا پینا مشکل ہو گیا۔ دوکان وغیرہ بند ہو گئی مجھے اطلاع ہوئی میں نے کہا کہ فوراً ہی تعویذ پہن لیں۔ تعویذ انہوں نے پہنا اسی رات کو وہ پھوڑا پھوٹ گیا اور منہ کھل گیا۔ بخار اتر گیا۔ غلام سرور کو کیا معلوم کہ کیا مرض تھا یہ ایک بہت بڑی بلا تھی جس کو ٹالنے کے لیے حضرت نے پہلے ہی تعویذ عنایت فرما دیا تھا۔ ورنہ وہ غریب ہزاروں روپے خرچ کرتے جب بھی مشکل تھا۔ غلام سرور کو ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اپنے محبوب بندے کو بھیج کر ان کو شفا کا ایک بہانہ عطا فرمایا۔

جبل پور میں حضرت کی روشن ضمیری کا عجیب واقعہ

میں ابھی حال ہی میں مولانا نور محمد شاہ رضوی قادری کے لڑکے راشد سلمہٗ کی شادی کی تقریب میں شریک ہوا وہیں محمد حنیف صاحب جو حضرت کے مرید ہیں۔ حضرت ان پر بہت کرم فرماتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اگر مفتی اعظم ہند اس بار شریف لائیں تو میں ایک تعویذ مانگوں گا۔ ایک مقدمہ کی کامیابی کے لیے۔ اتفاق دیکھئے کہ حضرت دوسرے ہی دن تشریف لائے اور حسب معمول حضرت کا قیام برہان ملت حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے

مکان میں ہوا۔ صبح ہی وہ شخص میرے پاس آیا۔ میں نے مشورہ دیا کہ جاؤ حضرت سے تعویذ لے لو اُس نے اپنی اہلیہ کو وہاں بھیجا خود ڈیوٹی پر چلا گیا۔ اس کی اہلیہ حضرت کی قیام گاہ پر سب عورتوں میں جا کر بیٹھ گئیں۔ حضرت سے اس نے کچھ نہیں کہا۔ کہتی بھی کیا وہاں بہت بھیڑ تھی اور حضرت چند گھنٹوں کے لیے تشریف لائے تھے ہر شخص تعویذ مانگ رہا تھا حضرت نے چار تعویذ ایک صاحب کو دیا اور فرمایا کہ دیکھو فلاں عورت یعنی اس کا نام بھی لیا اس کو یہ تعویذ دے دو وہ عورت سخت حیران ہوئی کہ میں نے ابھی کچھ کہا بھی نہیں اور مجھے تعویذ دے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ میرا تعویذ نہ ہوگا۔ میں نے تو ابھی حضرت سے کچھ عرض نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے ہی تمام جائز مقصد کے لیے یہ تعویذ ہیں کہو کہ لے لے اور اللہ کامیابی عطا فرمائے گا۔

یہی محمد حنیف صاحب کہتے ہیں کہ ایک بار میں بہت تنگ دست ہو گیا میرے گھر میں کچھ نہیں تھا رات کو اپنے پیر و مرشد کو میں نے بے اختیار یاد کیا۔ اسی شب میں میں حضرت نے خواب میں اپنی زیارت کرائی اور حضرت کے سامنے کھانا رکھا تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ آپ بھی کھایئے اور اپنے ساتھ مجھے بھی کھانا کھلایا اور فرمایا۔ مت گھبرایئے مت گھبرایئے اللہ بڑی قدرت والا ہے وہ انشاء اللہ صبح سب انتظام کر دے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ صبح ہی ایک صاحب آئے اور انہوں نے میرا باقی روپیہ جو عرصہ سے نہیں دے رہے تھے دیدیا اور کہا کہ آپ کل سے میرا کام کریں۔ اس کی پیشگی بھی دیدی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اپنے غلام کی حالت سے شیخ واقف ہو جاتا ہے مگر مرید یاد تو کرے اپنے اندر یہی نسبت غلامی بھی تو رکھے۔

مریدوں کو خاص طور پر نماز پنج وقتہ کی سخت پابندی کرنی چاہیے۔ ہر نماز کے بعد پنج گنج قادری ضرور پڑھیں اور حصار کیا کریں۔

نماز فجر کے بعد اول و آخر ۳ بار درود شریف یا عزیز یا اللہ۔ نماز ظہر کے بعد یا

کریم یا اللہ نماز عصر کے بعد یا جبار یا اللہ۔ نماز مغرب کے بعد یا ستار یا اللہ نماز عشاء کے بعد یا غفار یا اللہ سو سو بار پڑھیں اور حصار کیا کریں اور تمام سلسلہ قادریہ رضویہ کے بزرگوں کا فاتحہ دیا کریں اور حضرت کے چہرہ اقدس کو نظر میں رکھا کریں اگر وقت ہو تو تصور شیخ کیا کریں پھر دیکھئے کیا کیا فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ ویسے تو شجرہ میں بہت سی دعائیں لکھی ہیں مگر "جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا ہو" والی مثل ہے۔

عالم رویا میں روحانی حمایت و پاسبانی کی بشارت

مولانا نسیم قادری بستوی نے ماہ ذیقعدہ ۹۳ھ میں الہ آباد دفتر "تاجدار" میں ایک ملاقات کے دوران شیخ المشائخ حضرت صوفی الحاج شاہ محمد یار علی صاحب علیہ رحمتہ کے تصلب فی الدین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی اور ادارۂ فیض الرسول براؤں شریف کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کو اعلیٰ حضرت سے ایک گہرا روحانی تعلق تھا اور وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے بڑے پابند بزرگ تھے۔ اس ضمن میں مولانا نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب نے بارہا سیکڑوں مریدین و معتقدین اور علماء ومشائخ کے مجمع میں اپنا یہ خواب نہایت فخر ومسرت کے ساتھ بیان فرمایا کہ جس زمانے میں ضلع بستی کے بددینوں اور منکرین شان رسالت ونبوت سے علماء اہلسنت کا مقابلہ و مناظرہ ہو رہا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ احاطۂ فیض الرسول میں علماء اہلسنت اور بہت سے مسلمانوں کا ہجوم ہے اور اشرف علی تھانوی وغیرہ سے مناظرہ ہو رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب اس مناظرہ کو دیکھ کر کچھ خائف سے ہوئے مگر دوسرے ہی لمحہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز اپنا دست پاک شاہ صاحب کی پیٹھ پر رکھ کر فرما رہے کہ:۔

"آپ قطعاً خوف نہ کھایئے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت وحفاظت کے لیے

ان دشمنوں پر آپ کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ یہ بد مذہب آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے نہ یہ آپ کے مقابلہ میں کبھی کامیاب ہی ہو سکتے ہیں۔''

اس خواب کا تذکرہ کرتے کے بعد حضرت شاہ صاحب علیہ رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی روحانی توجہات کا ثمرہ ہے کہ میں علماء اہلسنت خصوصاً مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت لکھنوی ثم پیلی بھیتی علیہ رحمتہ کو ساتھ لے کر جس علاقہ میں گیا ہم کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور مخالفین کے بڑے بڑے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اسلام و سنت کا پرچم لہرانے لگا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب خوب اشاعت ہوئی۔ وہ علاقے آج بھی اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ جہاں برسہا برس سے بد مذہبوں کا تسلط و اقتدار جما ہوا تھا وہاں کا ماحول حق و صداقت کے انوار سے جگمگا رہا ہے۔ بد دینوں نے شکست کے بعد یا تو توبہ کر لی یا بیجان ہو کر خاموش ہو گئے۔

کیوں رضا! آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلی رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد

سید العلماء حضرت مولانا سید شاہ آلِ مصطفیٰ صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سنی جمعیتہ العلماء کی خدمت میں بابرکت میں بیٹھتا ہوں تو موصوف کی زبان اقدس سے ایسے ایسے ایمان افروز واقعات سنتا ہوں کہ روح جھوم اٹھتی ہے اسی طرح ایک نشست میں میں حضرت سید العلماء کی خدمت میں حاضر تھا۔ سید میاں بزرگان مارہرہ شریف کے واقعات بتا رہے تھے یہ وہ مارہرہ شریف ہے جہاں اپنے وقت کے جلیل القدر امام اہلسنت مجدد ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ مرید ہونے تشریف لے گئے تھے اعلیٰ حضرت قبلہ کے پیر و مرشد سیدنا شاہ آل رسول میاں رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے زبردست ولی کامل تھے ان

کی پاکبازی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سیدنا آل رسول رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ اندر سے خادمہ نے آکر یہ افسوسناک اطلاع دی کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوگیا۔ سیدنا شاہ آلِ رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ زوجہ تھی اس لیے میں نے انہیں کو دیکھا تھا یا اللہ اب یہ آنکھ کسی عورت پر نہ پڑے اور اور میری آنکھ کی روشنی واپس لے لے یہ کہہ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اللہ کے ایک پاکیزہ بندے کی یہ دعا خالی نہ گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی۔ سب نے دیکھا کہ ان کی چشمانِ مبارک سے آنسو کے دو قطرے گرے اور اسی وقت اپنے صاجبزادے سے فرمایا کہ میاں مجھے اٹھاؤ۔ سہارا دو میرے رب العزت نے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ اب میں نہیں دیکھ سکتا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ یہ تھا میرے اعلیٰ حضرت قبلہ کے پیر و مرشد کی پاکبازی کا واقعہ۔ یہی وجہ تھی کہ اعلیٰ حضرت قبلہ جیسے ولی کامل نے آستانہ مارہرہ شریف کے بچے بچے کی تعظیم کی اور یہی حال تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ کا ہے۔ ویسے ہی سادات کرام کا احترام ہم سب کا دینی فریقہ ہے

کوئی پابند محبت ہی بتا سکتا ہے
ایک دیوانے کا زنجیر سے رشتہ کیا ہے

اب میں اُس ایمان افروز زنجیر محبت کی سنہری کڑیوں کی زیارت کرانا چاہتا ہوں جس کا سلسلہ ہم سب کے پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ سے شروع ہو کر محبوب خدا حضور پر نور سید عالم نور مجسم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے پرست حق وست کے بعد خداوند قدوس کے دستِ قدرت تک پہنچتا ہے۔ اس کی عظمت وجلالت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جن کو قدرت خداوندی نے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے کہ وہ کسی بزرگ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی کسی صاحب سلسلہ بزرگ سے وابستہ دامن ہے تو اس کا سلسلہ تاجدار مدینہ ﷺ کے دامنِ رحمت تک ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ عزوجل اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کو پسند ہے اس کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے ہیں۔

مگر آج اس دور الحاد میں لوگوں نے پیری مریدی کو بھی بدنام کردیا ہے۔ بے عمل پیروں نے ایک دھندہ بنا رکھا ہے۔ اس لیے مریدوں کو ہدایت نہیں ملتی جس نے مخصوص کرتا پہن لیے بال بڑھا لیا رنگ برنگ کے کپڑے پہن لیے اور ذرا سا لال بجھکو بن گیا اُس نے اپنے کو پیر کہلانا شروع کردیا۔ شریعت وطریقت سے ناواقف مگر باتیں ایسی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ابھی ابھی سیدھے جنت الفردوس سے اتر کر آرہے ہیں۔ بعد میں پتہ چلتا ہے کہ وہ کاروباری پیر تھا۔ اسی لیے یہ ایک عمدہ چیز بھی بدنام ہوئی جاتی ہے۔ غالب نے اسی لیے کہا ہے کہ

بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

اللہ عزوجل ہم سب کو ایسے پیشہ ور پیروں سے محفوظ رکھے اور خداوند قدوس باعمل بزرگوں کے دامن سے وابستہ فرمائے کہ ہماری عاقبت سنور جائے۔ حضرت مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ کے مریدوں کو چاہیے بلکہ ہر کسی کے مرید چاہیے کہ وہ نماز روزہ حج وزکوۃ کی پابندی سختی کے ساتھ کریں اور حرام حلال کا خیال رکھیں عورتوں کو چاہیے کہ پردے کا خیال رکھیں اور جن باتوں کا عہد انہوں نے اپنے پیرومرشد کے دست حق

پرست پر بیعت ہوتے وقت کیا ہے اس کی پابندی تمام عمر کریں۔ نماز پنجگانا ادا کریں پنج گنج قادری جو نماز کے بعد وظیفہ ہے۔ اس کو پڑھا کریں اللہ تعالیٰ ان کی ہر جائز مرادوں کو پوری فرمائے گا اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں بہتری رہے گی۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مرید ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ چھپن کروڑ کی چوتھائی بس آسمان سے برسنے والی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ تم نے اللہ کی راہ میں قدم رکھا ہے اور بڑی سخت راہ ہے۔

رہروِ راہ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بڑے سخت مقام آتے ہیں

اللہ اپنے چاہنے والوں سے کیسے کیسے امتحان لیتا ہے۔ کیسی کیسی مشکلیں ان کے سامنے آتی ہیں اور وہ جب اس امتحان میں پورے اترتے ہیں تب کہیں اللہ عزوجل اپنی محبت کا تاج ان کے سر پر رکھتا ہے۔ ہم اس کے امتحان کے قابل تو نہیں ہین کہ ایک ایسی راہِ دل میں قدم رکھ چکے ہیں جو راہ کانٹوں سے بھری ہے ہم اپنے مرشد کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کر گزر جائیں مگر شرط یہ ہے کہ دامن مضبوطی سے پکڑ رکھیں۔ بہت سے لوگ مرید ہونے پر بھی فرائض دینی میں ہر وقت کوتاہی کرتے ہیں۔ حرام و حلال کا خیال نہیں کرتے ایسے لوگ اگر فیضاب نہیں ہوتے تو کس کا قصور ہے خداوند قدوس مجھے بھی نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرشد کامل سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر گورنر یوپی کی حاضری

اسی سال یوپی کے گورنر جناب اکبر علی خاں صاحب بڑی عقیدت و محبت سے بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے گورنر موصوف حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ کی بھی زیارت کرنا چاہتے تھے

مگر حضرت ان کے آنے سے قبل ایک بیمار دم توڑتے ہوئے غریب مسلمان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اللہ والے صاحب ثروت لوگوں سے ملنا کہاں پسند کرتے ہیں ۔یہی وجہ تھی کہ گورنر صاحب کو ایک مردمومن کی زیارت نہ ہوسکی۔ اگرچہ گورنر صاحب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں ہیں اور تمام اولیاء اکرام کے عقیدت مند ہیں انہوں نے امام اہلنست کے مزار شریف پر چادر پیش کی۔ صلاۃ وسلام بھی پڑھا۔ حضرت مولانا شاہ رحمانی میاں نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ کیا ہوا قرآن کریم بھی اُن کو عطا کیا اور اس آستانے سے ان کو دعاؤں سے نوازا گیا۔

حضرت کی طرف سے دعوتِ طعام

فاضل جلیل علامہ خواجہ مظفر حسن پورنوی بہاری جو اسوقت جامعہ عربیہ سلطانپور میں مدرس ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے ان کو خلافت سے بھی نوازا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضرت کی زیر نگرانی چلنے والے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی سے فارغ ہوکر اپنے گھر کی طرف واپس جانے والے تھے۔ ہم لوگ سب بہار کی طرف کے رہنے والے تھے اور اسی طرف جانے کے لیے تیاری کرلی۔ آخر میں ہم تاجدار اہلنست عارف باللہ مفتی اعظم ہند کی خدمت میں اجازت لینے گئے تو حضرت نے فرمایا آپ لوگ آج نہ جایئے آج میرے مہمان رہیے۔ آج شام کو آپ لوگوں کی دعوت میرے یہاں۔ سب لوگ یہاں کھانا کھایئے۔ پھر کل جایئے گا ادھر حضرت کا یہ ارشاد گرامی اُدھر طلبا اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے بیقرار ٹکٹ لینے جاچکے تھے۔ سب کی سیٹ بک ہوچکی تھی مگر میں نے سمجھ لیا کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ حضرت نے اور طلباء کو نہیں روکا۔ مگر صرف بہار جانے والوں کو روک رہے۔ دعوت ایک بہانہ بہرحال لڑکے اس بات پر راضی ہوئے کہ ہم لوگ آج دن کی ٹرین کے بعد رات کی ٹرین سے جائیں گے اور لکھنؤ سے

بہار جانے والی گاڑی مل جائے گی کیونکہ وہاں تار دیئے جا چکے تھے وہاں سب لوگوں کے گاؤں، استقبال کی تیاریاں تھیں کیونکہ لوگ بہت دنوں کی محنتوں اور مشقتوں کے بعد عالم و حافظ کی اسناد لے کر اپنے اپنے وطن جا رہے تھے خواجہ مظفر حسن صاحب فرماتے ہیں۔ رات کو کھانا کھا کر حضرت سے اجازت لے کر بہت سے طلبا جو اب عالم ہو چکے تھے چلے گئے مگر میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ رہ گئے۔ رات کی ٹرین سے جو علماء گئے وہ لکھنؤ اتنی تاخیر سے پہنچی کہ بہار جانے والی ایکسپریس گاڑی نکل گئی اب یہ لوگ اسٹیشن پر دوسری ٹرین کا انتظار کرنے لگے ہم سوچ رہے تھے کہ ہمارے گاؤں میں لوگ کیا کہیں گے کہ پروگرام کے مطابق نہیں آئے مگر ان کو کیا معلوم کہ ایک عارف باللہ نے ایک ولی کامل نے ایک اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نے ان کو دعوت دے کر کتنے بڑے حادثے سے بچانے کا بہانہ کر دیا۔ ادھر یہ لوگ اسٹیشن پر گاڑی کے چلے جانے کا غم لے کر بیٹھے رہے اور وہی ٹرین جب بہار کی طرف گئی تو ایک پل ٹوٹ گیا اور ٹرین کو سخت نقصان پہنچا۔ جس سے سیکڑوں آدمی اسی وقت مر گئے اور سیکڑوں آدمی سخت زخمی حالت میں ہسپتال میں بھرتی کیے گئے۔ ان طالبعلموں نے چونکہ اسی ٹرین سے آنے کا تار اپنے اپنے یہاں دے دیا تھا۔ اب کیا تھا ہر ہر گاؤں میں ایک کہرام مچل گیا۔ سب یہی سمجھ رہے تھے وہ سب لوگ پروگرام کے مطابق اسی ٹرین سے آ رہے ہوں گے جو پل سے گر کر تباہ ہو چکی ہے۔ سب روتے پیٹتے ہوئے پتہ لگانے کٹھیار کی طرف آ گئے کچھ لوگ جائے حادثہ پر پہنچ گئے بریلی شریف فون کیا گیا تو یہاں سے اطلاع کر دی گئی کہ حضرت مفتی اعظم ہند کی دعوت کی وجہ سے ان لوگوں نے وہ ٹرین چھوڑ دی تھی وہ لوگ اس ٹرین سے نہیں گئے۔ اس حادثے کے بعد دوسرے دن یہ سب لوگ اپنے جس وقت پہنچے تو حضرت کی دعوت کا راز کھلا اللہ کہ ولیوں کی باتوں میں کیا کیا راز پوشیدہ ہوتے ہیں۔

حضرت مخدوم سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت

یہی خواجہ مظفر حسن صاحب کہتے ہیں کہ میں ایک شب بے خبر سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میں کچھوچھہ شریف میں ہوں حالانکہ اس سے قبل میں کبھی کچھوچھہ شریف نہیں گیا تھا مگر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غریب کو اپنی زیارت سے نوازا یہ ان کی بندہ خواری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آستانہ مخدوم ہے اور ہزاروں لوگ حضرت مخدوم صاحب کی آمد کے منتظر ہیں۔ ایک راستے کی طرف جدھر سب دیکھ رہے تھے منتظر نظروں سے میں...... بھی دیکھنے لگا اتنی دیر میں دیکھا کہ حضرت مخدوم اشرف رحمتہ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں اور ان کے آگے آگے جیسے آتشیں گولے داغے جا رہے ہیں اور جدھر مخدوم صاحب پر جلال نظروں سے دیکھتے ہیں آگ کے شعلے اُدھر لوٹتے ہیں اور پتہ نہیں کتنے آسیب ان کی پر جلال نظروں کے سامنے جل کر راکھ ہو رہے ہیں ہر طرف ایک چیخ و پکار ہے ہر شخص گھبرا کر بھاگ رہا ہے کتنا حسین و نورانی چہرہ تھا بس جس وقت اُس چہرہ مبارک کا تصور کرتا ہوں عجیب سی ایمانی لذت محسوس کرتا ہوں حضرت مخدوم اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پر جلال شخصیت آج بھی اپنے عقیدتمندوں کو سیراب کر رہی ہے۔ ہاں تو اسی عالم میں میں بھی حضرت مخدوم صاحب کے آستانے کی سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ یک بہ یک...... سیڑھی پر میں نے دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کھڑے ہیں۔ مجھ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ خواجہ مظفر حسن تم کہاں تھے میں تم کو تلاش کر رہا تھا لو یہ تم کو میرے مخدوم صاحب نے عطا فرمایا ہے یہ کہہ کر حضرت نے میرے سر پر ایک ٹوپی رکھ دی اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا اور بزرگوں کی کرم نوازی پر حیران رہا کہ کہاں میں اور کہاں حضرت مخدوم صاحب کا آستانہ عالیہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے اس خواب کو نہ بتایا۔ اسی سال

بریلی شریف میں عرس رضوی کے موقع پر بریلی شریف۔ حاضر ہوا۔ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ رونق افروز تھے۔ حضرت نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ یہیں بیٹھئے میں ابھی آتا ہوں اور کہہ کر حضرت اندرون خانہ تشریف لے گئے اور جب باہر تشریف لائے تو ایک پگڑی دست مبارک میں لے کر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کو خلافت دیتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنے دست مبارک سے سر پر پگڑی باندھ دی اس اچانک کرم نوازی پر میں خوش بھی تھا حیران بھی تھا اور اس بوجھ کو اٹھانے کی ہمت اپنے اندر نہیں پارہا تھا۔ مگر یہ کرم تھا میرے پیرومرشد کا۔ وہ جب کو جو چاہیں نوازیں۔ اسی وقت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مقدسہ کا وہ خواب جواب سے کئی ماہ قبل میں نے دیکھا تھا یاد آ گیا۔ اللہ اللہ یہ راز ہائے طریقت ہیں جو کم ظرفوں کم فہموں کی عقل سے بالاتر ہیں وہ اپنے در کے گداؤں کو کس کس طرح نوازتے ہیں۔

شجرہ شریف

سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

سید عالم نور مجسم تاجدار مدینہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ، حضرت سیدنا سید علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضرت سیدنا سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا امام علی بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو الحسن علی قرشی الھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ غروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابو سعید محی الدین عبد القادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابو صالح نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا محی الدین ابو نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حرت سیدنا سید احمد جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ بہا الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت

شیخ محمد ھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ قاضی ضیاء الدین معروف با شیخ جیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید محمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید فضل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید آلِ شاہ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا سید ابو الحسین نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اعلیٰ حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تاجدار اہلسنت عارف باللہ حضرت مولانا شاہ آلِ رحمٰن مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ قدسیہ یہ شجرہ مبارکہ اصل شجرہ مبارکہ کی نقل ہے مگر اختصار کے ساتھ ہے اصل شجرہ شریف جو بریلی شریف سے ملتا ہے مریدین دینی پڑھا کریں۔

پنج گنج قادری جو ہر مرید کو ہر نماز کے بعد پڑھنا ضروری ہے بعد نماز فجر یا عزیز یا اللہ۔ نماز ظہر کے بعد یا کریم یا اللہ نماز عصر کے بعد یا جبار یا اللہ۔ نماز مغرب کے بعد یا ستار یا اللہ نماز عشاء کے بعد یا غفار یا اللہ۔ اول و آخر تین تین بار درود شریف۔ ہر روز صبح شجرہ شریف پڑھ کر فاتحہ پڑھ کر تمام مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کی نذر کریں۔ تصور شیخ کیا کریں تو اور بھی بہتر ہے جس کی ترکیب اصل شجرہ شریف میں ہے۔ حصار کرنا یاد کرلیں۔ ہر نماز کے بعد مندرجہ ذیل کلمات کو پڑھ کر انگشت شہادت پر دم کر کے داہنے کان کی جانب حصار کی نیت سے کلمہ کی انگلی سے حلقہ کھینچا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام شر و فساد سے نقصانات چوری سے، حادثات سے تمام گھر والوں کو اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ. گرد من، گرد خانہ من وگروزن وفرزندان من و گرد مال ودوستانِ من حصار حفاظت تو شود وتو نگہدار باشی۔ یَا اَللّٰہُ بِحَقِّ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بِحَقِّ اِہْیًا اَشْرَاہِیًا وَّبِحَقِّ عَلِیقًا مَّلِیقًا تَلِیقًا اَنْتَ تَعْلَمُ مَافِی الْقُلُوْبِ وَبِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَبِحَقِّ یَا مُؤْمِنُ یَا مُہَیْمِنُ صَلِّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ.

بروز جمعہ بعد نمازِ جمعہ سرکار دوعالم ﷺ کے روضۂ اقدس کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوں اور درود جمعہ یعنی صَلَّی اللّٰہُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ جس کی فضیلت احادیث میں ہیں۔ سو بار عقیدت ومحبت کے ساتھ پڑھا کریں۔ اس درود شریف کے چالیس فائدے ہیں حضرت سیدی ومرشدی حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ نہایت پابندی سے پڑھتے ہیں نہ پوچھیے اس وقت کا ایمان افروز منظر جس وقت حضرت اپنے آقا ومولا مدنی تاجدار سید عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں درود جمعہ پیش کرتے ہیں۔ اُن پر ایک نور برستا رہتا ہے اور ارد گرد کھڑے ہوئے لوگ بھی اس نورانی کیفیت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مجھے تو بے حد خیر وبرکات اس درود شریف سے حاصل ہیں۔ درود شریف پڑھنے کے بعد جائز دعائیں مانگیے اللہ عزوجل انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائے گا۔

مقدمہ میں کامیابی کے لیے اور سکون قلب کے لیے دنیاوی معاملات میں کامیابی کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کثرت سے پڑھا کریں۔ اصل شجرہ شریف میں تو بہت سی دعائیں اور بہت ہی مفید باتیں لکھی ہیں۔ اُس شجرہ شریف کا

مطالعہ کیا کریں۔

درود جمعہ کی برکت

بلاری مراد آباد کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک خاص عزیز کو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا بہت بھیڑ تھی اور ایک شخص حضرت سے بہت دیر سے تعویذ کے لیے کہہ رہا تھا حضرت نے فرمایا کہ میں نماز جمعہ پڑھ کر لکھ دوں گا مگر وہ کہیں دور جانے والا تھا حضرت کا مزاج اس وقت بہت برہم تھا۔ میرے عزیز بغیر ملے ہوئے یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں نہ ملوں گا یہ بہت سخت ہیں۔ اُن کے جانے کے بعد حضرت مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت نے حسب معمول کھڑے ہو کر جس وقت درود جمعہ پڑھنا شروع کیا ہے تو میرے عزیز ماسٹر صاحب کا بیان ہے وہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ مسجد کی چھت سے لیکر حضرت کے سر اقدس تک ایک نورانی بارش ہو رہی ہے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران تھے۔ دعا کے بعد لوگ حضرت کی دست بوسی کرنے لگے تو حضرت نے بھیڑ میں سب سے پہلے ان کی طرف مخاطب ہو کر ان کا نام لے کر فرمایا کہ آپ میرے پاس آیئے۔ آپ بہت دور سے ملنے کے لیے ارادہ کر کے آئے ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں معذرت پیش کرنے لگے...... اس درود جمعہ کے بہت ہی فضائل ہیں مریدین کو چاہیے کہ درود جمعہ ضرور پڑھا کریں۔

تاکید ایمانی

لذتِ عشق نبی ﷺ دل میں چھپائے رکھنا
یہ خزانہ ہے لیٹروں سے بچائے رکھنا

اپنی آنکھوں سے مدینے کو بتائے رکھنا
سبز گنبد سے نگاہوں کو لگائے رکھنا

جانِ ایماں بھی وہی حاصل ایماں بھی وہی
یادِ سرکار کو سینے سے لگائے رکھنا

آج جاہل بھی ہیں عالم کا لبادہ اوڑھے
ایسے ملاؤں سے ایمان بچائے رکھنا

گلشن طیبہ کے کانٹے ہی بہت ہیں تجھکو
کاغذی پھولوں سے دامن کو بچائے رکھنا

رب کعبہ کے لیے سر کو جھکانا لیکن
جانِ کعبہ کی طرف آس لگائے رکھنا

ورفعنلک فکرک ہے انہیں کی خاطر
ان کی عظمت کو ہر اک لمحہ بڑھائے رکھنا

کچھ نہ پاؤ گے محمد کے وسیلے کے بغیر
رازؔ اس راز کو سینے میں چھپائے رکھنا

مکتبہ اشرفیہ
بازار مسجد مہاجرین
مرید کے ضلع شیخوپورہ

بائنڈنگ اینڈ پرنٹنگ شیخ عبدالوحید ہادی 0301-4735853